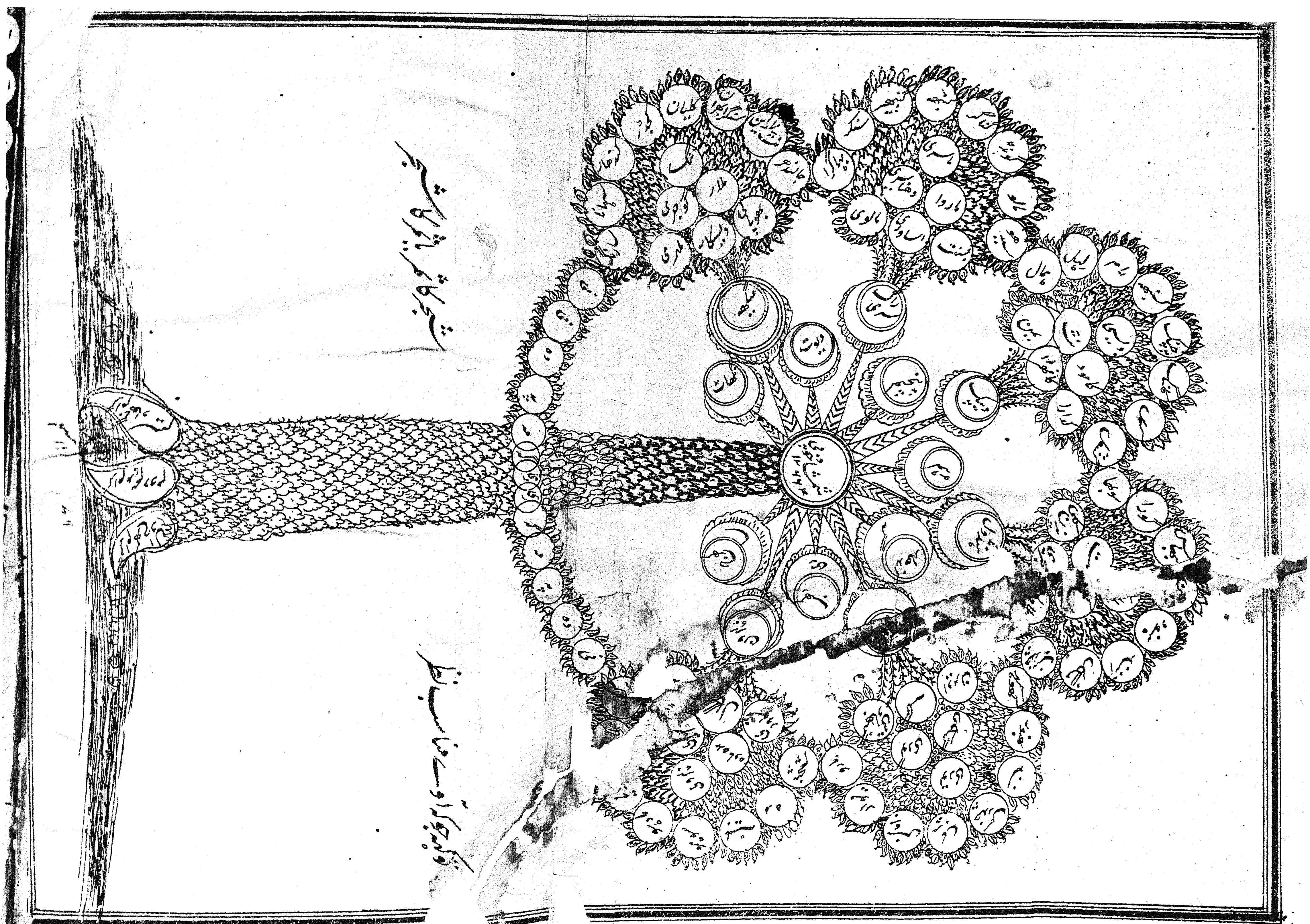
حامد حسن خان ابن نواب سرور الدوله احمد حسن خان

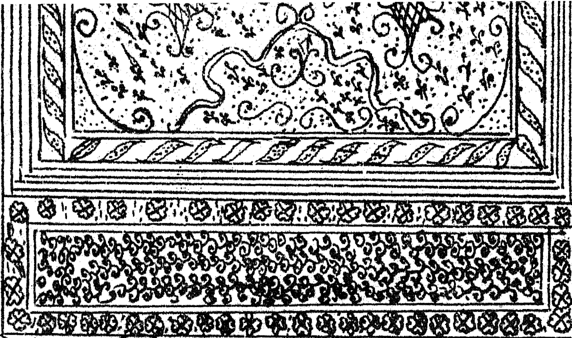
ابن نواب امین الدوله امداد حسن خان بهادر

Hamid Hasan Khan

۱۸۸۸

حامد حسن خان عفی عنه





بسم اللہ الرحمن الرحیم

کون کر سکتا ہے اس خلاق اکبر کی ثنا
نارسا ہے شان میں جسکے پیمبر کی ثنا

سر براہ اس منہہ سے ہو سکتی ہے کب نعت رسول
یا ابوبکر و عمر و عثمان و حیدر کی ثنا

یہہ زبان قابل ہے کب اس بات کے جو کیجیے
حضرت زہرا کی اور شبیر و شبر کی ثنا

نام حمد اور مدح کا لینا مجھے انصاف نہین
کی ہے ساری عمر ترکان ستمگر کی ثنا

جون نماز اپنے پہ شام و صبح لازم کر یقین
حضرت استاد یعنے شاہ مظہر کی ثنا

غزل سودا

ہر سنگ مین شرار ہے تیرے ظہور کا
موسی نہین جو سیر کرون کوہ طور کا

پڑھئے درود حسن صبیح و ملیح دیکھ
جلوہ ہر ایک پر ہے محمد ص کے نور کا

ہم تو قفس مین آن کے خاموش ہو رہے
ای ہم صفیر فایدہ ناحق کے شور کا

ظاہر ہین عندلیب کی سو رہتی بھی زرد
تھا یاد عندلیب کو اسکے ظہور کا

غزل ناسخ

خنجر ناز سے ناسخ جو تو بسمل ہوگا
ہاتھہ مین حشر کے دن دامن قاتل ہوگا

ماہ نو ہے جو وہ خورشید مقابل ہوگا
یہہ یقین تھا کہ نظر آتے ہی کامل ہوگا

اسپہ آفت نہین منہہ سوے خدا ہے جسکا
طایر قبلہ نما کاہیکو بسمل ہوگا

مردم چشم ملا یک ہے تیرا خال سیاہ
روے خورشید پہ ایسا نہ کوئی تل ہوگا

شمس جانینگے منجم تجھے اور اسکو قمر
آئینہ جب تیرے چہرے کے مقابل ہوگا

آسمان کو نہ بہت ناز سے دیکھہ او ظالم
ابھی بیہوش ہر یک عرش کا حامل ہوگا

مار ڈالا ہے جسے جان کے جو قاتل نے
زلف مشکین مین یقین اسکے بیا دل ہوگا

غافلو نشۂ دولت مین نہ اترا ہکو
دیکھنا کاسۂ سر کاسۂ سایل ہوگا

گر حضوری تجھے منظور ہے ہو ای صاف دلا
کون آئینہ سوا اسکے مقابل ہوگا

یہہ دہن یہہ مژہ یہہ آنکھہ یہہ ابرو ہے کہان
ماہ کس منہہ سے تیرے منہہ کے مقابل ہوگا

آتش ہے تجھہ کو عبث لالہ رخون سے ناسخ
داغ حسرت کے سوا کچھ نہ حاصل ہوگا

غزل

زخم آلے ہو گئے چھل چھل کے سارے جسم کے	درد دل رمضان علی شام و سحر پیدا ہوا

غزل فقیہ

ہمنے افلاک کو سو رنگ بدلتے دیکھا	پر یہ قسمت کے نوشتہ کو نہ ٹلتے دیکھا
مرض گئے عاجز ہی خدائی ساری	صد فلاطون کو یہان ہاتھ بھی ملتے دیکھا
بزم دنیا مین عجب نے ہوا اثر جنون کا	یہان فرشتون کے تین پانو پھسلتے دیکھا
پیش تجھ پرتو دیدار کے انسان کیا ہی	ہمنے کوہ طور کو اسن جا نہ سنبھلتے دیکھا
سب تڑپتے ہین جدائی سے صنم کے بسمل	لخت دل ہمنے فقیہ کو بھی نکلتے دیکھا

غزل التجا

فرط شوق اس بت کے کوچے دل لگا لیجائیگا	کعبۂ مقصود تک مجھکو خدا لیجائے گا
بادۂ پیر از توڑ کر صیاد تو قابو نہ چھوڑ	ناتوان ہون باد کا جھوکا اوڑا لیجائیگا
بعد مرنے کے میرے کچھ خاک بھی بچتی نہین	پھر جلانے کو میری ہڈیان ہما لیجائے گا
روتے روتے جان جاویگی فراق یار مین	اشک کا دریا میرا مردہ بہا لیجائیگا
اس سحر کو دیکھتے ہی دل میرا الجھ گیا	چھوڑ دے دنیا کو بھی میرا سفر ہو جائیگا
ای میرے مشکل کشا مشکل کشائی کیجئے	تم بغیر از کون میری التجا لیجائے گا

غزل معروف

آہ مین اپنے جب سے درگذرا	دل نہ پر عاشقی سے درگذرا
کہہ کے دس بوسے دو لگے دینے	جاؤ بس مین سبھی سے درگذرا

زخم پر زخم مت لگا ای چرخ
مین تیرے اس ہنسی سے در گذرا

ہو گئے تم تو میرے دشمن جان
ایسی مین دوستی سے در گذرا

اُسکا خط مجھہ مریض عشق کو دو
نسخۂ بو علی سے در گذرا

دے مجھے یا رب اس جہان کا غم
اس جہان کے خوشی سے در گذرا

انکھہ تک موندنے دے حیرت عشق
ایسی مین ٹکٹکی سے در گذرا

کہہ دلدار کو نہ وعدہ خلاف
مین تیری راستی سے در گذرا

اُسنے کی نیکیان پرای معروف
تو نہ اپنی بدی سے در گذرا

غزل عمر

عشق نے تیرے مجھکو دل کیا کیا ستم دکھلا دیا
عیش و خوشی و زندگی سارا جہان بھلا دیا

موت سے آگے مر چکا نیکی بدی سے کیا غرض
ہستی سے لیکہ تا عدم جام بقا پلا دیا

ڈھونڈھتا ہون پھرون مین یار کو اپنے فکر مین ہر طرف
آپ ہی مین آپ مل گیا پردہ جو مین اٹھا دیا

میرے سخن کو سمجھو تم اسمین نہین ہی کچھہ غلط
آپ ہی خدا ہوا یہہ دم جبکہ خودی مٹا دیا

عمر مین اپنے آپ مین آپ ہی سمجھہ کے چپ رہا
جبکہ ملا وہ مجھہ سے مین ہنسکے مجھے رولا دیا

غزل ملنگ شاہ

تیرا درد غم تجھہ پہ اظہار ہوگا
اُدہر منزل عشق بسیار ہوگا

ادہر تو جگر میرا ہی پارہ پارہ
اُدہر مرہم وصل تیار ہوگا

وہ پل تو ہی چھوتا جو رستہ ہی باریک
یہہ بندہ گنہگار کیا پار ہوگا

ملنگ شاہ سائیں تیغ روشن اسم ہی	ادہر لعل و گوہر کا بازار سوگا ۞

غزل نظر

ہوئی صبح جب گھر سے وہ یار نکلا	کہا خلق نے رشک گل زار نکلا
کئی آگئے پیچ ہیں زلف کے وہان	میرے چشمون سے جو گھر بار نکلا
قضا تیری کا فرادہر آگئی جو	بھلے لت پتے باندھ دستار نکلا
عجب پھیر قسمت کا ہی میرے یارو	جسے یار سمجہا سو اغیار نکلا
خفا ہم سے سبکو صنم ہونے میں	سرے مجھکو لیکر وہ بازار نکلا
بہت چاہا دل بیچ دیجئے صنم کو	میرے دلکا وہ ناخریدار نکلا
صراحی سے ساقی نے مئ جو پلایا	نظر اس قدر ہوکے سرشار نکلا

غزل ملہار

چشم جانان نے دل زار کو سونے نہ دیا	رات بیمار نے بیمار کو سونے نہ دیا
یاد دلوا کے صنم یار تیری آنکھون نے	باغ میں نرگس بیمار کو سونے نہ دیا
قبر میں جنکو سولانا تھا سولادیا انکو	پر مجھے چرخ ستمگار نے سونے نہ دیا
ہی یہہ مشہور کہ سولی پہ بھی آتی ہی نیند	وہان مجھے آنسوونکے تار نے سونے نہ دیا
آرزو دل میں ہی اب لاش میری دفن کرو	گور میں جان سے ملہار کو سونے نہ دیا

غزل سوز

قضا را وہ قاتل ادہران نکلا	کہ لینے کو اسکے میرا جان نکلا

کھڑا نعش پہ ہو کے بولا کہ ہی ہی   یہ کشتہ تو کچھہ جان پہچان نکلا
چھری لیکے من بعد سینے کو چیرا   تو دل کی جگھہ خشک پیکان نکلا
پٹک سر کہا ہاے مین نے کیا کیا   مین سمجھا تھا کچھہ یھہ میرا جان نکلا
کھڑے رہنے والو مگر سوز ہی یھہ   بھلا اُسکے دل کا تو ارمان نکلا
بھلا سوز ایسا بنا جسکی خاطر   یھہ خورشید پھاڑے گریبان نکلا

غزل سودا

جب وہ گلشن کی طرف یار طرحدار جھکا   محو سب ہو کے چمن غنچۂ گل زار جھکا
نرگس مست تیری آئین جو تا در گلشن   گل مخمور جھکا بلبل بیمار جھکا
کان لگے پیچے جو نکلے ہی تیرے سنبل زلف   جب وہ بائین سے نکل مار طرحدار جھکا
شب مہتاب مین بیٹھا تہا جو وہ سیمین تن   قرص الماس پہ وہ چہرۂ دلدار جھکا
عرق آلودہ وہ بلور جبین اُسکی دیکھہ   لے ستارون کو زمین پر مہ انوار جھکا
بس شرابی کو تیرے دیکھہ کے میخانے مین   شیشہ پیالے پہ جھکا پیالے پہ وہ یار جھکا
شوخ اُس مے مین تیرے کیا ہی بلا کی آتش   پیتے ہی مے کے ہوا مست و سرشار جھکا
تیر ناوک تیرے مژگان کے ای ابرو کمان   ہدف دل پہ میرے جب کہ وہ سوفار جھکا
حسن کے تیر جو دو کان مین عجب ہی سودا   جو اُسی جنس گران پر ہو خریدار جھکا

غزل نسیم

گر ہم نے دل صنم کو دیا پھر کسی کو کیا   اسلام چھوڑ کفر لیا پھر کسی کو کیا

ہمنے تو اپنا آپ گریبان کیا ہی چاک
اچھی سیا سیا نہ سیا پھر کسیکو کیا

آنکھین تمھاری لال صنم کچھ نشہ پیا
اچھی پیا پیا نہ پیا پھر کسیکو کیا

اپنی تو زندگی میان مثل حباب ہی
گو خضر لاکھ برس جیا پھر کسیکو کیا

دنیا مین ہمنے آکے بھلا یا برا نسیم
جو کچھ کیا سو ہمنے کیا پھر کسیکو کیا

غزل سلیمان

غم سے ہو کر بیقرار وش کس کا کڑک کر رہ گیا
بس میرا شیشہ مین دل ہر کا دھڑک کر رہ گیا

ہمنے جانا آپ آئے ہو جو کچھ کر کا ہوا
باد سے دیکھا تو در کھڑکا کھڑک کر رہ گیا

قتل کرنا گر تجھے منظور تھا تو کس لئے
پیچکو میان سے سر کا سرک کر رہ گیا

طایر دلکو ہوا کیا اس قفس کے قید سے
چھوڑ کر طفل چمن پھڑکا پھڑک کر رہ گیا

ای سلیمان عشق کی آتش ہی مجھ دلمین تیزی
آگ کا شعلہ سا کچھ بھڑکا بھڑک کر رہ گیا

غزل خورشید

مطرب سے کہہ شروع کرے گانا بسنت کا
فرخندہ ساقیا ہی یہ آنا بسنت کا

تیغ بہار چل گئی ملک خزان پہ جب
بیٹھا ہی شاخسار پہ تھانہ بسنت کا

گل کھولے کان سنتا ہی دیتا غنچہ تال
گاتی ہی عندلیب ترانا بسنت کا

خورشید نے لباس کیا تجھ بغیر زرد
کرتا ہی جس سبب سے ترانا بسنت کا

غزل محکم

ہاتھ سے وحشت کے ٹکڑے پیرہن ہو جائیگا
پیرہن کیا چیز ہی ٹکڑے بدن ہو جائیگا

تو نہ ٹپکیگا میرے اشکونکے ہمدم غم نکر
رفتہ رفتہ ایک دن دُرِّ عدن ہو جائیگا

مت ہو نازان پھولنے سے گل کے ہے قدم عندلیب
آخرش ویران خزان سے یہہ چمن ہو جائیگا

ابر تو سبزے پہ میرے قبر کے برس آنکر
گاہ تو یہہ ہوکے خرم گلبدن ہو جائیگا

نیزۂ آہونکی کثرت رکھہ یقین محکم مدام
ٹکڑے ٹکڑے ایکدن چرخ کہن ہو جائیگا

غزل نور

جب سے پہلو سے ہوا ہی تو میرے یار جدا
چشم گریان ہی جدی دیدۂ خونبار جدا

ہچکی سے تیری فرقت مین بسان سیماب
مین جدا تڑپوہون دل دھڑکے ہی ای یار جدا

جستجو مین تیری یہہ دیکھہ بیچارے جلکے
جان جاتی ہی جدی اور یہہ تن زار جدا

سوز کو اپنے تو ای نور لگی اگ ایسی
چھاتی جلتی ہی جدی سینۂ افگار جدا

غزل شیدا

اجل کے کوچے مین تیرا گذار ہووے گا
ترا قرار بدار القرار ہو ویگا

دہرینگے تجھکو جنازے مین تخت سے ہی
اگر خزانہ و لشکر ہزار ہو ویگا

لحد کے گوشے مین تجھکو زمین پہ سونا ہی
بدن ترا خورش مور و مار ہو ویگا

نہ کر تو فخر یہان اپنی شہ سواری کا
عمل سے پیادہ وہان شہ سوار ہو ویگا

اگرچہ باغ جہان مین تو مثل گل ہیگا
پہ تیری خاک پہ آخر کو خار ہو ویگا

نڈر خدا سے تو ہوکر گناہ کرتا ہی
نہ جانون کیا تیرا انجام کار ہو ویگا

طمع کسی سے نہ رکھہ اس جہان فانی مین
سوا عمل کے تیرے کون یار ہو ویگا

نہ کر کسی پہ ستم سوچ یہہ کہ آخر کو | خدا ہی سے تیرا دار و مدار ہووے گا
اگر چھپائے کسی طرح سے تو اپنا کیا | ہر ایک دن کو وہ سب آشکار ہووے گا
ہر اک حلال سے تیرے حساب لیوینگے | ہر اک حرام کا تیرے شمار ہووے گا
تو اپنے کوچ کی کچھہ فکر کر یہان شیدا | کلام سعدی تیرا یادگار ہووے گا

غزل سودا

اب تلک اشک کا طوفان نہ ہوا تھا سو ہوا | تجھہ سے ای دیدہ گریان نہ ہوا تھا سو ہوا
خون دل چشم سے بہتا تھا مرے دامن تک | موج زن تا بگریبان نہ ہوا تھا سو ہوا
جسنے دیکھا تیرے منہہ کو کہا سبحان اللہ | قدرت حق سے نمایان نہ ہوا تھا سو ہوا
قابل شانہ تیری زلف ہوئی جس دن سے | کبھی جو دل کہ پریشان نہ ہوا تھا سو ہوا
خط کی خوبی تیرے عارض پہ یہہ کہتی ہی کہ مور | رونق ملک سلیمان نہ ہوا تھا سو ہوا
داغ تجھہ عشق کا چمکا ہی میرے دلکے بیچ | مہر ذرہ میان درخشان نہ ہوا تھا سو ہوا
ہر مژگان کے تصدق سے تیرے ای سودا | سبزہ و خرم جو بیابان نہ ہوا تھا سو ہوا

غزل سکندر

گیا کمان ابرو نے ایک تیر نظارا مارا | جسکے لگتے ہی جگر ہو گیا پارا پارا
گیا تجھے اور نہ تھا ہستی کے جنگل مین شکار | مرغ دل تونے جو صیاد ہمارا مارا
رات تنہائی مین آیا تھا تصور تیرا | ذکر تیرا ہی کیا آہ کا نعرا مارا
ہنسنے پھینکی تھی کلی اسکے طرف لالہ کی | اسنے شوخی سے ہمین پھول ہزارا مارا

عشق بازی کے لئے ہمنے بچھائی چوسر
پانسا گرتے ہی گویا رنگ ہمارا مارا

غیر کیا چیز ہے محفل سے اٹھا دوں پلمیں
کیا کہوں کچھ نہیں سکتا میں تمھارا مارا

ہیچ دنیا کے لئے کچھ نہ سکندر نے کیا
آپ گئے روز جیا کس لئے دارا مارا

غزل طور

کبھو وہ سرو قد آیا تو ہوتا
کوئی دم گور پر سایہ تو ہوتا

ید بیضا کو ہوتا داغ حسرت
حنا کا جور دکھلایا تو ہوتا

رخ مصحف پہ میں قربان ہوا ہوں
کوئی قرآن پڑھوایا تو ہوتا

گیا تنہا ترے کشتے کا لاشہ
لحد تک اسکو پہنچایا تو ہوتا

کھڑا ہوں کب سے تیرے زیر دیوار
تو اپنے بام پر آیا تو ہوتا

غرور عاشقی ہے نعرہ بلبل
ہماری طرح گل کھایا تو ہوتا

غش آتا طور کو موسی کے مانند
رخ پر نور دکھلایا تو ہوتا

غزل ہمچو

ذرہ ماہتابی پہ آیا تو ہوتا
وہ مہتاب سا منہہ دکھایا تو ہوتا

مہ تو نے کی تجھکو تسلیم جھک کر
ذرہ تو نے ابرو جھکایا تو ہوتا

مجسم سراپا تجلی حق تھا
جو ہوتا پری وہ تو سایا تو ہوتا

شب وصل تم سوئے منہہ پہ آنچل
دوپٹہ ہمیں بھی اوڑھایا تو ہوتا

ستاتا جو شب کو تو کیا کرتے میرا
تو کہتا ہی کیا کان سنایا تو ہوتا

دم نزع بس تھا تیرا بوسہ لینا — یہی شہد مجھکو چٹایا تو ہوتا
مجھے حلقۂ دام غم سے چھڑا کر — کوئی اپنا چھلا بھجایا تو ہوتا
نہ سمجھا وہ سمجھو سے اٹھ کر چلا جب — عزیزو کسی نے بٹھایا تو ہوتا

غزل تبسم

جھمک بتا کے مجھے دلربا نے لوٹ لیا — بچا نگہ سے تو شرم و حیا نے لوٹ لیا
ہزاروں میں صف مژگاں کے تیر کے گھایل — مجھے تو ابرو کمان کے ادا نے لوٹ لیا
خدا کے واسطے کر رحم ای بت سنگدل — تیرے نوروز کے جور و جفا نے لوٹ لیا
نگاہ شوخ نے کئی خانمان کئے برباد — مجھے بھی کافر زلف دوتا نے لوٹ لیا
جہاں میں جتنے ہیں معشوق بیوفائی سے — یہ عاشقوں کو تو یار و وفا نے لوٹ لیا
نہیں ہے شکوہ رقیبوں سے کچھ مجھے ہمدم — کہ دل لگانے میں اس آشنا نے لوٹ لیا
رواں تھا قافلہ اشکوں کا جو میرے یارو — سو اس تبسم غارت ربا نے لوٹ لیا

غزل اشفاق

دل میرا نور تجلی سے جو معمور ہوا — شعلہ جو آہ کا نکلا شرر طور ہوا
کیا خوشی رہتا تھا گلزار عدم میں آدم — آکے ہستی میں غم و درد سے رنجور ہوا
کبریا چھپکے ہیں از بسکہ جہاں میں معمور — جو کہ پیدا ہوا عالم میں سو منصور ہوا
نحن اقرب جو کہا حق نے بیاں کیا کیجے — آنکھ کو بھول کے میں اس سے کبھی دور ہوا
دم دیا حق نے نفخت کا تن آدم کو — جیسے ہی پارہ گل جو ہر پر نور ہوا

چونکے جسوقت کہ ہم خواب عدم سے اشفاق
وہی موسیٰ تھا وہی نور وہی طور ہوا

غزل درد

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھہ دور نتھا
پر ترے عہد کے آگے تو یہہ دستور نتھا

رات مجلس مین تیرے حسن کے شعلے کے حضور
شمع کے مکھہ پہ جو دیکھا تو کہین نور نتھا

ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحاً لیکن
مین نے پوچھا تو کہا خیر یہہ مذکور نتھا

باوجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کو
وہان پہنچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نتھا

پرورش غم کی تیرے ہاے ضم کر دیکھا
کوئی بھی داغ تھا سینے پہ کہ ناسور نتھا

محتسب آج تو میخانے مین تیرے ہاتھون
دل نتھا کوئی کہ شیشے کیطرح چور نتھا

درد کے ملنے سے اے یار برا کیون مانا
اسکو کچھہ اور سوا دید کے منظور نتھا

غزل اکرم

دم کو سمجھہ غنیمت واقف ہو دمکے دم کا
پھر کون ہی دمیدہ دم مارتا ہی دم کا

قرآن مین لکھا ہی کل من علیہا فان
باقی سو چیز کیا ہی نے جسکو ڈر عدم کا

جسکو پیا جو چاہو کھلدوے وہ سہاگن
پھر جستجو مین کیون کر دہرنا کھو قدم کا

کھتے ہاین لوگ سارے کچھہ نی اٹھا تو کیا تھا
اُڑ فاختہ گیا ہی فہمیدہ فہم کا

کن سے ہوا ہی فیکون اسکن کا کون کن ہی
لکھنے کا تاب نہ لا سینہ پھٹا قلم کا

ہی فاعل حقیقی ہر چیز کا وہی رب
کیون کر ہوا ہی جگمین دوزخ بہشت کا وہم کا

اکرم تو عبدالحق کے رہ بندگی مین دایم
ہووےگا دور تجھہ سے پردہ جو ہی وہم کا

غزل انشا

اکڑ کے پیچوں کے بل پہ چلنا نہ کیوں کہ کشتہ ہوں اُس ادا کا
سجا سجایا اُگیا یہہ دھج تو دیکھو غضب خدا کا
پرے ہی وہم و قیاس سے بھی کروں جو تعریف اس صنم کا
جوان رعنا بحسن و خوبی پری کا عالم غضب خدا کا
نگہ ہی ظلم و کرشمہ آفت قیامت اُس پر یہہ قامت اسکی
ملاحت ایسی بلا کہ توبہ یہہ عالم اپنے ہی دل ربا کا
برنگ گل کے بھلا میں کیوں کر کروں نہ جیب و کنار ٹکرے
کنار میں اسکو تنگ کھینچے ہوا یہہ عقدا اب قبا کا
گھٹا یہہ کالی گلو بکی یہہ یہ خروش رعد اور برق ایسی
بلا ناساقی تو جام بھر بھر سمجھہ تو انداز تنک ادا کا
شب اکھڑیوں کا تیرے تصور خیال میرے تو اس قدر تھا
کہ ہوے نرگس سے پر ہی اب تک کنار دامن میری دعا کا
جو شخص طالب حسین کا ہو تصدق اسکے نہ کسطرح ہوں
غلام و فدوی ہو جیسے انشا شہید میدان کربلا کا

غزل افصح

پہلو سے میرے جبکہ جدا یار ہو گیا
بیت الحزن مجھے در و دیوار ہو گیا

صبح وصف خیال قد یار ہو گیا
پہر زلف و رخ سے مجھکو سروکار ہو گیا

زلف معنبرین کو تیری دیکھکر خجل
سنبل چمن مین مشک تتار ہو گیا

عشق بتان مین آبلۂ پا کے فیض سے
ہر خار دشت چشم زن دار ہو گیا

از بس موا تہا حسرت دیدار یار مین
پیدا لحد سے نرگس بیمار ہو گیا

پیاسا تہا مدتون سے لہو کا مرے سو آج
سیراب خون سے خنجر خونخوار ہو گیا

سوداے زلف یار مین وحشت ہوئی نصیب
یارب مین کس بلا مین گرفتار ہو گیا

آنکھون نے غرق لجۂ حیرت کیا مجھے
نا دیدہ جرم کا مین گنہگار ہو گیا

ہووے گذر جو کوچۂ جانان سے اے صبا
کہیو کہ ایسا کیون تو دل آزار ہو گیا

کل جسکو جاکے دیکھا تہا ظالم بحال نزع
تجھپر نثار آج وہ بیمار ہو گیا

بوسہ لیا تہا اس لب میگون کا رات کو
مین مست بادۂ لب میخوار ہو گیا

سینہ تو میرا ناوک مژگان سے چھن گیا
سر زیر تیغ ابروی خمدار ہو گیا

بالاے بام آکے جو جلوہ دکھا دیا
موسی کو کوہ طور پہ دیدار ہو گیا

بے پردگی فزون ہوئی ہاے وفور عشق
زیب نقاب جبکہ رخ یار ہو گیا

خاموش فن شعر مین تہا مدتون سے تون
افصح تجھے تو پھر لب اظہار ہو گیا

غزل مسطور

جب سے اس بزم مین آیا ہی قدم حقے کا
حقہ کش جتنے ہین بھرتے ہین یہ دم حقے کا

دم بدم بوسے یہ لیتا ہی لب جانانہ کے
مجھسے دیکھا نہین جاتا یہ ستم حقے کا

اسکی فرقت کا دہوان دلسے نکلتا ہی میر	دیکھنے والونکو سوتا ہی بہرم حقے کا
اپنے ہاتہون سے دیا غیر کو حقہ بہر بہر	مجھہ پہ ہرگز نہ کیا کہنے کرم حقے کا
کہا مسطور نے اُس شوخ سے تو تم بہی پیو	لگا فرمانے مجھے شوق ہی کم حقے کا

غزل میر

اولتی ہوگئین سب تدبیرین کچھہ نہ دوانے کام کیا
دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا
عہد جوانی رو رو کاٹا پیری مین لے آنکھین موند
یعنی رات بہت سی جاگے صبح ہوئی آرام کیا
سارے رند اوباش جہانکے سجدے مین تیرے رہتے ہین
بانکے تیرہے ترچھے تیکھے سب کا تجھکو امام کیا
شیخ جو تھا مسجد مین تنکا رات کو تھا میخانے مین
جبہ خرقہ کرتہ ٹوپی مستی مین انعام کیا
یہان کے سفید و سیہ مین ہمکو دخل جو ہی سو اتنا ہی
رات کو رو رو صبح کیا یا دن کو جون تون شام کیا
میر کے دین اور مذہب کو کیا پوچھتے ہو تم ای ہمدم
قشقہ کھینچا دیر مین بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

غزل واحد علی

کر کے تنہا مجھے ای دوستو گلفام گیا
غم و الم سونپ گیا طاقت و آرام گیا

کیا اسے خط مین لکھون کیا منہہ زبانی یون
قاصد اتنک نہ پھر الیکے وہ پیغام گیا

وعدہ کر کر جو گیا شب کو نہ آیا ہرگز
انتظاری مین تیری مجھکو صبح و شام گیا

کب خوش آتا ہی مجھے باغ و بہار و گلشن
گل تو سب خار ہوئے جسکا گل اندام گیا

جسم لاغر کو میرے دیکھہ کے کہتے ہین طبیب
زندگی اوسکی کہان جسکا دل آرام گیا

مین نے دیکھا جو وہین رشک قمر کو کھٹے
مین دوبارا وہین فی الفور لب بام گیا

نعرہ کھینچون ہون تصور مین شب و روز مدام
رو ما ان چشمون کا ہرگز نہ صبح و شام گیا

ذکر واحد علی کر رب کی مدد و بیگاہ ہی
دام مین لیکے مجھے وہ بت خودکام گیا

غزل سمجھو

وہ سویا جو گیا طرۂ مشکین ہی کسو کا
پر عطر سے شیشہ ہی حباب لب جو کا

سر مقصد کو نہین آگے نہ کرون خم
بل بے یہہ بخجر تیری زنجیرے مو کا

شعلے کے سیہ جون گرد مین کچھہ دو رنگ سا
یون سرمی پوشاک مین پہنچا ن وہ بھبوکی

ہر شعلۂ دود جگر اس لب کی مسی تھی دیکھہ
طوطی کے طرح طوق ہوا ہے گلو کا

بس نقش حصیر اس تن لاغر یہ ہی سمجھو
درویش کا جامہ نہین محتاج رفو کا

غزل کنوز

ای دل دیوانہ تونے مجھکو سرگردان کیا
دام گیسو مین الجھہ کے مضطر و حیران کیا

بن نہین آتی ہی آگے ہمسے کچھہ تدبیر اب
تمنے درد ہجر کا کیا پیچ کچھو درمان کیا

کچھ نہین حاصل ہوا جز کاہش جان عشق سے
ہم نشین ہمنے تو اس مین جان تک نقصان کیا

جائے شکوہ کچھ نہین جس طرح گذرے زندگی
شکر ہی خالق کا جسنے خاک سے انسان کیا

ہم نشین سمجھا یا دلکو بار ہا ہمنے ولے
کیا کہون اس ہچپانے خانمان ویران کیا

شعلہ رونے اندنو ہین کیا کہون جنشکل کباب دل
آتش فرقت مین میرا جان و دل بریان کیا

عشق مین تیرے کنور کیون کہ نہ کھووے دین و
تونے ای کافر نہ کتنے صومعہ و ویران کیا

غزل جاجی

اپنے گھر مین نے تو غیرون کا بلانا چھوڑا
تونے ہر ایک سے نہ پھر انکھین لڑانا چھوڑا

جو کیا تونے کیا مین نے دل و جان سے قبول
جان پھر کس لئے مجھ پاس کا آنا چھوڑا

لو تو ہم ہو چکے جسکے لئے سب کے دشمن
ہاے اب اسنے بھی انکھونکا ملانا چھوڑا

جھوٹھی تقریرین تیری لاکھون ہیہ ثابت کردین
تونے تسپر بھی نہ باتونکا بنانا چھوڑا

منتین کرتے تھے ہم تم جو کبھی روٹھتے تھے
ایسی تقصیر ہوی کیا جو منانا چھوڑا

ضد نہین کرنے کے مت جاؤ چلو جانے دو
آج سے ہمنے وہ سب دھوم مچانا چھوڑا

سیکڑون رنج ہوئے عشق سے اس حاجی پر
تو بھی محبوبون سے نہ دلکا لگانا چھوڑا

غزل نظر

کلال گردون اگر جہان مین جو خاک میری کو جام کرتا
تو مین صنم کے لبون سے ملکے عجب یہہ عیش مدام کرتا
جو پاتا لذت لب ان مستان مئی محبت سے تیرے زاہد

تو صومعہ سے نکل کے اپنے وہ میکدہ مین مقام کرتا
وہ بزم اپنی بھی می کشی کی وسیر ہو جاتی مست و بیخود
جو شیخ جی وہان سے نکلے آتے تو مین یہہ دوڑ کر سلام کرتا
جو زلفین مکھڑے پہ کھودیتا صنم ہمارا تو پھر یہہ گردون
نہ دن دکھاتا نہ شب بتاتا نہ صبح لاتا نہ شام کرتا
نظیر آخر کو ہار کر مین گلی مین اسکے گیا تھا بکنے
تماشا ہوتا جو مجھکو لیکر وہ شوخ اپنا غلام کرتا

غزل نظیر

نظر پڑا ایک بت پریوش نرالی سج دھج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو دس برس کی پہ قہر و آفت غضب خدا کا
جو شکل دیکھو تو بھولی بھولی جو باتین سنئے تو میٹھی میٹھی
یہ دل وہ پتھر کہ سر اوڑا وے جو نام لیوے کبھی وفا کا
جو گھر سے نکلے تو یہہ قیامت کہ چلتے چلتے قدم قدم پر
کسیکو ٹھوکر کسیکو چھلا کسیکو گالی نیت لڑا کا
یہہ راہ چلنے مین اچپلاہٹ کہ دل کہین ہی نظر کہین ہی
ٹھکانا اونچا کہان کا نیچا خیال کسکو قدم کی جا کا
لڑا وے آنکھین وہ بیحجابی کہ پھر پلک سے پلک نہ مارے

نظر جو نیچے کرے تو گویا کھلا سراپا چمن حیا کا
یہہ چنچلاہٹ یہہ چلبلاہٹ خبر نہ سر کی نہ تن کی سدھ بدھ
جو چیرا بکھرا ہلا سے بکھرا نہ بند باندے کبھو قبا کا
گلے لپٹنے میں یون شتابی کہ مثل بجلی کے اضطرابی
کہیں جو چمکا چمک کہ کہیں جو لپکا تو پھر چھپا کا
نہ وہ سنبھالا کسی کے سنبھلے نہ وہ منایا منے کسی سے
جو قتل عاشق پہ آکے مچلے تو غیر کا پھر نہ آشنا کا
نظر ہٹ جا پرے سرک جا بدل لے صورت چھپا لے منہہ کو
جو دیکھ لیویگا وہ ستمگر تو یار ہوگا ابھی جھگڑا کا

غزل منصور

نہ ملتا گل رخون سے دل میرا مشہور کیون ہوتا	نہ دیکھا نرگس بیمار وہ رنجور کیون ہوتا
خدا پیدا نکرتا جگ میں گر ذات محمد کو	تو موسی کیتیں معراج وہ کوہ طور کیون ہوتا
لکھا تھا طوق لعنت کا اوپر دیکھا فرشتون نے	اگر وہ جانتا شیطان تو وہ مغرور کیون ہوتا
کیا دعوای انا الحق کا ہوا سردار عالم کا	اگر سولی پہ نہی چڑھتا تو وہ منصور کیون ہوتا

غزل انشا

دیکھنا جب مجھے کیا شان یہہ کالی دینا	کس سے تم سیکھے ہو ہر آن یہہ کالی دینا
اختلاط آپ سے اور مجھ سے کہاں تھا ایسا	واہ جی جان نہ پہچان یہہ گالی دینا

اب تو سنا ہی ہمین چاہو سو پیارے کہہ لو
پر تمہین ہوئیگا نقصان بھی گالی دینا

آخر ش ہوگا جون پھر تو کنے بھاویگا
چند روز اور ہی مہمان یہہ گالی دینا

دیجئے دیجئے ہی عین سعادت میری
عاشقون پر تو ہی احسان یہہ گالی دینا

تیرے غصہ سے جو ناشا ہو خفا ناحق ہی
پر تجھے چاہیئے نادان یہہ گالی دینا

غزل ثالث

تم جو کہتے ہو مجھے تو نے بہت بیلچا کیا
کیا گنہہ کیا جرم کیا تقصیر مین نے کیا کیا

واسطہ باعث سبب موجب جہت کچھہ بات بھی
راز وہ کم بخت کیا تہا مین نے جو افشان کیا

کیا کہا کسنے کہا کسنے سنا کب کس گھڑی
کس جگہہ کس وقت کس دم آپکا چرچا کیا

کچھہ بتا بھی نام اسکا شکل کیسی وضع کیا
جس کسی نے آن کر منہ کو راس ڈھب کا کیا

گبر ہی وہ یا مسلمان یا نصارا یا جہود
اس طرح کا تذکرہ جس شخص نے میرا کیا

شیخ ہی وہ یا کہ کشمیری یا مغل ہی یا پٹھان
موچھہ داڑھی ہی کہ مولانے اسے گھوٹا کیا

ہی جوان سا یا کہ امرد یا کہ بوڑھا یا ادھیڑ
مرد ہی یا حق تعالی نے اسے خنثی کیا

نوکری پیشون مین ہی یا اہل حرفہ وہ عزیز
کون ہی جسنے تمہین جا سے اجی بیلچا کیا

کس محلے مین رہے ہی کہا کا وہ خبیث
کون ہی شیطان ہوئیگا جسنے ذکر ایسا کیا

کذب بہتان افترا طوفان غلط محض دروغ
مین تمہارا نام لے کب بھلا دو با کیا

مرحبا شاباش ای رحمت خدا کی فقر بن
پھیرے جو مین تمنے یار واہ دکا کہنا کیا

نقش دندان پر وہ انگلی دہر کے اپنے مین کچھہ
رو کے بولا گال اسکا مین نے جب بیلا کیا

آج کچا کر کوئی ایسا کات کھاتا ہی کھلا	حال میرا یہہ کیا تو نے نہ اب اچھا کیا
چودہوین تاریخ ایک ابر تنک سا تھا جو رات	صحن گلشن مین عجایب سیر مین دیکھا کیا
جھلملی سی چادر مہتاب اوپر برق کا	وہ دوپٹہ بادلیکا سا جو لہرایا کیا
یون لگا معلوم ہونے مین یہہ وپریان بہم	ایک نے گویا کہ سایہ دوسرے پر آ کیا
خیر و بدولت تم نہ آئے رات اور آئے پھر	آپ بن رویا کیا لوٹا کیا تڑپا کیا

غزل مست

آج دلبر کو خواب مین دیکھا	نور حق کا حجاب مین دیکھا
خود فنا ہو کے ذات مین ملنا	یہہ تماشا حباب مین دیکھا
آپ کو سوخت غیر کو لذت	یہہ مزا ہم کباب مین دیکھا
بیٹھ کر سیر ملک کی کرنی	یہہ تماشا کتاب مین دیکھا
یک پیالے مست ہو جانا	یہہ تماشا شراب مین دیکھا

غزل مصحفی

انگڑائی لیکر اپنا مجھہ پر خمار ڈالا	کافر کی اس ادا نے بس مجھکو مار ڈالا
شب آسمان سے مارے آنکھین لگے لڑانے	نرگس کا جب گلے مین اس مہ نے ہار ڈالا
قاتل کی تیغ ابرو منہی ہی سودا ہے	بجلی کا دم طمانچے ہی مین اسپر وار ڈالا
جب چل سکا نہ ہمسے بار گران ہستی	یہہ بوجھہ ہمنے آخر سر سے اوتار ڈالا
اے مصحفی نہ آیا مین ان لگاوتون مین	اسکی نگہہ نے مجھہ پر جادو ہزار ڈالا

اغذ

غزل حسن

کرون شکوہ تو ہے وہ بس مین اُسکے نہ اپنکا
نہو دہر کا میرے دلمین گر اُسکے روٹھ جانیکا

مجھے آتا ہی رونا دیکھکر زانو کو اب اپنے
کہ تہا ایک وقت مین تکیہ کسی کا یہ سر ٹیکنیکا

حسن تو ہر کسی سے حال دل کہتا پھرے ہی کیون
عبث بدنام ہوگا اور نہین کچھہ ہاتھ آنیکا

ملامت ہی کرینگے اور الٹی تجھکو سُن سُن کر
کوئی احوال پر تیرے نہین افسوس کھانیکا

غزل میر

دم رہا جبتک کہ دم مین دم رہا
دم کے جانیکا نہایت غم رہا

دیکھہ میرا رونا اس سے دبا
برق چمکی ابر باران تھم رہا

کون کہتا خیمۂ لیلی سیاہ
اُسمین مجنون کا مگر ماتم رہا

صبح گذری شام آئی ای امیر
تونے جیتا دن نہایت کم رہا

غزل احمد

آج اس دلبر کا مجھہ کو غم رہا
ہجر مین اس یار کے ماتم رہا

دیکھہ اس بیمار کا حال ای طبیب
دم میرا اُسکے لئے بیدم رہا

یاد مین اس شوخ کے ہو خون دل
اشک انکھو مین میرے آ جم رہا

مرگیا تھا عشق مین واللہ اب
اُسکے آنے سے میرا کچھہ دم رہا

احمد اب دنیا مین تو کب تک رہا
جو کوئی آیا وہ آخر کم رہا

غزل احمد

دل میرا اسرار الہی سے جو پر نور رہا
عشق احمد سے میرا سینہ بھی معمور رہا

پنجتن پاک کا ہی مجھکو وسیلہ بیشک
انکے الفت میں میرا درد والم دور رہا

چار یاروں سے میرا کام برآوے ہر دم
انکے بارے میں رہا جو وہی منظور رہا

پیر میرے ہیں صحیح قطب دو عالم واللہ
انکے حلقے میں جو آیا وہی مسرور رہا

روز محشر کا تجھے خوف نہیں ای احمد
حامی تیرے ہوں وہاں جنکا نبی کو رہا

غزل رضا

ادا سے دیکھ کر آنکھیں چرانا
قیامت پر قیامت مسکرانا

ہمیشہ غیر کے گھر آپ جانا
بلائے سے یہاں کا ہے نہ آنا

یہی حسرت رہی دل میں میری جان
کبھی تو نے کہا میرا نہ مانا

ذرا کراہ سے ہم دل جلوں کی
کسیکا خوب نہی ہرگز ستانا

روا کب ہے بھلا ای شمع محفل
مجھے پروانہ سا ہر شب جلانا

نصیحت مان لے کھینچیگا تکلیف
رضا بہتر نہیں دلکا لگانا

غزل میر

جو اس شور سے میر روتا رہیگا
تو ہمسایہ کاہیکو سوتا رہیگا

میں وہ رونے والا جہاں سے چلا ہوں
جسے ابر ہر سال روتا رہیگا

مجھے کام رونے سے اکثر ہے ناصح
تو کبتک میرے منہ کو دھوتا رہیگا

بس ای گریہ آنکھیں تیری کیا نہیں ہیں
کہاں تک جہانکو ڈبوتا رہیگا

۰۰ قمر سے

میرے دلنے وہ نالہ پیدا کیا
جرس کے بھی وہ ہوش کھوتا رہیگا

تو یون گالیان غیر کو شوق سے دے
ہمین کچھہ کہیگا تو ہوتا رہیگا

بس ای میر مژگان سے پونچھہ آنسوؤنکو
تو کب تک یہہ موتی پروتا رہیگا

غزل ولی

تجھہ لب کی صفت لعل بدخشان سے کہونگا
جادو ہین تیرے نین غزالون سے کہونگا

دی حق نے تجھے بادشہی حسن نگر کی
جا کشور ایران مین سلیمان سے کہونگا

دیکھا ہین جسے خواب ہی ای مایہ خوبی
اس خواب کو مین یوسف کنعان سے کہونگا

تعریف تیرے قد کی الف وار ہی ساجن
جا سرو گلستان کو خوش الحان سے کہونگا

مجھہ پر نکر و ظلم تو ای لیلئی آفاق
مجنون ہو تیرے غم کا بیابان سے کہونگا

بیتاب نہ ہو ای ولی تو سوز سے ہرگز
اس درد کی دارو کسی درمان سے کہونگا

غزل منتظر

عمر بھر اسپہ مین مرا ہی کیا
وہ مسیحا بھی دم دیا ہی کیا

عاشقی کے سوا بھی ہمنے اور
جو کیا کام سو برا ہی کیا

تھا وہ نا آشنا مزاج ولے
آخرش ہمنے آشنا ہی کیا

گو بھلا یا برا تھا شعر اپنا
سنکے یارون نے واہ واہ ہی کیا

کر گئے قیس و کوہکن جو جو
ہمنے اسسے بھی کچھہ سوا ہی کیا

ایک نہ ایک اسکی زلف سے دور ہم
پینچ دلپر میرے پڑا ہی کیا

شب فرقت میں منتظر ہر روز	شمع ساں آہ دل جلا ہی کیا

غزل لالہ

آتا ہی خواب گاہ سے پیارا اٹھا ہوا	جھلکا ہوا خمار سے اور کسمسا ہوا
زلفوں کے بال نیند سے بل کھا رہے ہیں سب	صندل جبیں کا رنگ کا کچھ کچھ مٹا ہوا
تھوڑی سی آنکھیں نیند سے کچھ کچھ کھلی ہوئیں	چیرا لپٹتی سر کے اوپر لت پٹا ہوا
ایک رات میں جو آخر شب ہو کے بیقرار	چوروں کی طرح خوف سنتی کا پنستا ہوا
دیکھوں تو سب رقیب پڑے ہیں ادہر ادہر	جانی کے منہہ پہ شال کا پردہ پڑا ہوا
لب سے ہی لب ملا جو اٹھانے لگا اسے	اتنے میں آنکھیں کھل گئیں اور ہی فزا ہوا
میں نے کہا کہ جانی یہہ لالہ غلام ہے	ایک بوسہ گر چھپا کے لیا تو یہہ کیا ہوا

غزل آصف

آہ جبتک میرے پہلو میں وہ دلدار نہ تھا	آہ بہر تا یہہ میرا خالی از اسرار نہ تھا
رات کیا بات تھی بتلا تو مجھے اے ظالم	ایسا اقرار بھی کرنا مجھے درکار نہ تھا
کر کے وہ تیغ زنی مجھ پہ ہوا چیں بہ جبیں	یعنے وہ قتل بھی کرنے کا سزاوار نہ تھا
کل جو دیکھا تیرے بستر پہ وہ بیمار کھڑا	آج بستر ہی فقط اور وہ بیمار نہ تھا
اسکے جانے سے تجھے موت نہ آئی آصف	ایسی رسوائی کا جینا تجھے درکار نہ تھا

غزل شہامت

عزم ہی بیت الحرم کو زاہد نادان کا	خانہ اللہ ہی دل حضرت انسان کا

حق سے جب جا ملی ہووے تب قالب کے قفس شوم
بوم ہو جاتا ہی وارث خانہ ویران کا

جب دنیا بیطرح کا دام ہی چارون طرف
صاف اڑجاتا وہان سے کام ہی اوسانکا

قالب خاکی کا خواقان کو نہی دیکھا بعد مرگ
قرب ہی اس گھر کے اندر اور ہی مہمان کا

تجھکو تو بس ای شہا منت ایک مصرع تھا بہار
احمد مختار خود ناظم ہی اس دیوان کا

غزل خلیق

اشک جو چشم خون فشان سے گرا
تھا ستارا کہ آسمان سے گرا

اسپہ جل بل کے گل کباب ہوا
رات بلبل جو آشیان سے گرا

شیشۂ دل تو چور ہو جاتا
کوئی پتھر نہ آسمان سے گرا

مین نے آنکھون سے لے لیا اسکو
پھول جو دست باغبان سے گرا

ہنس دیا یار نے جو رات خلیق
کھاکے ٹھوکر جو آستان سے گرا

غزل سودا

مین دشمن جان ڈہونڈکر اپنا جو نکالا
سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالی

جب مست چمن سے ہو چلا گھر کو وہ للہ
غنچے نے صراحی لے اٹھا گل نے پیالا

کہتا ہی نگہ سے یہ تیرا گوشۂ ابرو
دیکھے جو کوئی خون گرفتہ تو نکالا

مانگا جو مین دل کو تو کہا بس ہی ایکدن
جتنے ہی تو چاہے میرے کوچے سے اٹھا لا

ای غنچہ سبب کیا ہی کہ آتے ہی چمن مین
گل جھاڑے ہی دامن تو نے تیغ کو سنبھالا

اتنا ہی تو یوسف سے مشابہ کہ عدم سے
پردے مین چھپا اسکے تئین تجھکو نکالا

اس انکھ لڑانے سے یہہ دل کیونکہ بر آوے	نی تیغ ہی اُس پاس نہ خنجر ہی نہ بھالا
فتنے ہی اٹھانے ہو گئی پشت فلک خم	ہرگز نہ کسی گرتے کو ظالم نے سنبھالا
سودا تجھے کہتا ہوں تو خوبوں سے مل اتنا	تو اپنا غریب عاجز و دل بیچنے والا

غزل امید

ہزار شکر کہ خط صبح یار کا پہنچا	اُسی کے ہاتھ ہی دار و مدار کا پہنچا
دل شگفتہ کو پیغام یار کا پہنچا	گل فسردہ کو مژدہ بہار کا پہنچا
اگے یقیں ہی وہاں سے ہزار لالہ گل	قدم جہاں پہ جیسے گلعذار کا پہنچا
تم اسکو رنگ حنا خاص مت شمار کرو	ہی قتل عام سے رنگین نگار کا پہنچا
ہمارے دیکھ کے اس مرغ دل کو اے صیاد	خیال کیا ترے جیسے شکار کا پہنچا
جہان کو مست کیا یک نگاہ نے تیری	ادہر بھی دیکھ کہ عالم خمار کا پہنچا
امید اپنی طبیعت تو باغ باغ ہوئی	پیام جب کہ بت گلعذار کا پہنچا

غزل جوان

دیکھ داغ عشق میں فکر نے دیوان کیا	ہمنے وہ خورشید تاباں مطلع دیوان کیا
سوز ہی سینے میں اسکا جسنے ابراہیم پر	آتش نمرود لالہ دود نافرمان کیا
کشتہ اسکی تیغ کا ہوں جس نے اسماعیل کے	جان کر عید آپکو کس شوق سے قربان کیا
گرمئی بازار حسن اسکی نہ کنعان نے دیکھ	سود سودا جان کر یعنی نہ نقد جان کیا
کوئی ہی چھوڑ کوئی دیوانہ کوئی مجذوب ہی	عشق نے اسکے یہہ رنگ عالم امکان کیا

ای غبار ہر طرف ہی [illegible] ای ابر بہار
منفصل جلوہ دکھا کیون آپ تو پنہان کیا

خون ہای دل کا [illegible] اس چشم گوہر بار نی
پنجۂ مژگان کو رشک پنجۂ مرجان کیا

وجہ حیرانی کہوں مین تجھ سے کیا ای عکس یار
میرے اس آئینۂ دل نے مجھے حیران کیا

شیخ اپنی پاک دامانی کو نہ کر رکھہ مجھے
ساقیٔ دوران نے مست بادۂ عرفان کیا

جا خدا کو مان ہر دم بحث کر لیتا ہی
مشرب اپنا بادۂ خواری کا مین نے ہان کیا

ای جوان تو عندلیب گلشن توحید ہی
کیون بہ رنگ گل گریبان چاک تا دامان کیا

غزل قاسم

سمجھے وہی انداز میرے طرز سخن کا
نالہ ہو سنا جنے کبھی مرغ چمن کا

اس غیرت خورشید نے مارا مجھے از بس
جون خط شعاعی ہی ہر ایک تار کفن کا

ملبوس کا پابند نہین ہی کبھی عاشق
مجنون کو کیا فکر ہی عریانی تن کا

کندن کو بھی دیکھا تو وہان لگ نہین سکتا
اللہ رے مطبوع تیرا رنگ بدن کا

ہی سیوتی کے پھول سے بہتر سادگی تیری
کیا قہر ہی عالم تیرے بے ساختہ پن کا

بکھری ہوئی زلفین تیری اس چاند سے منہہ پر
قاسم کو دکھاتی نہین سمان چاندگھن

غزل شرر

میٹھی نگہہ کی چاٹ پہ دل ہی لگا ہوا
ہی ان رسیلی آنکھوں مین شربت گھلا ہوا

آنکھوں کی طرح داغ کھلے ہین یہان ہزار
دیکھا ہو تو دکھاؤن مین سینہ جلا ہوا

قاتل کو میرے قتل سے آیا نہ انفعال
کچھہ خون کرکے اور بھی وہ بہبہا ہوا

یاد آگیا جو شام کو اس مہ کا خط سبز
سینے کا داغ از سر نو پھر ہرا ہوا

واشد ہوئی نہ اسکو نسیم بہار سے
جوں غنچہ ساری عمر رکا دل کا ہوا

شعر و سخن سے کیا کھلیں عقدے نفاق کے
مضموں ہی رقیب سے اکا لکھا ہوا

ٹھہرا نہ لگے قلزم فانی میں آن بھر
مثل حباب دم میں مزاجی فنا ہوا

دے ڈالا نقد جان سفر نے نقوں میں
شکر خدا کہ حق محبت ادا ہوا

غزل سودا

دل مت ٹپک نظر سے کہ پایا نہ جائے گا
جیوں اشک پھر زمیں سے اٹھایا نہ جائے گا

رخصت ہے باغباں کہ ذرا دیکھ لیں چمن
جاویں وہاں جہاں سے پھر آیا نہ جائے گا

تیغ جفائے یار سے دل سر نہ کھینچیو
پھر منہہ وفا کو ہم سے دکھایا نہ جائے گا

زاہد گلہ سے مستوں کے باز آنے کا نہیں
تا میکدے میں لاکے جھکایا نہ جائے گا

آویگا اس چمن میں نہ وہ یار جب تلک
پانی گلو کے منہہ میں چوایا نہ جائے گا

آنے سے موج خط کی نہ ہو دل کی مخلصی
باندھا ہی زلف کا یہ چھڑایا نہ جائے گا

پہنچینگے اس چمن میں نہ ہم داد کو کبھی
جیوں گل یہ چاک جیب سلایا نہ جائے گا

کعبہ ڈھا تو غم نکر اے شیخ بت شکن
دل برہمن کا ہی کہ بنایا نہ جائے گا

عمامہ کو اتار کے پڑھیو نماز شیخ
سجدے سے ورنہ سر کو اٹھایا نہ جائے گا

دامان و داغ تیغ جو دھویا تو کیا ہوا
عالم کے دل سے داغ دھلایا نہ جائے گا

ظالم یہیں کہا تھا کہ اس خوں سے درگذر
سودا کا قتل ہی یہ چھپایا نہ جائے گا

غزل عاجز

سجن کا آنا
بہار گلشن
سجنکی آنکھین
سدا ہین کیفی
تیری کمر کو
وہم سا سمجھا
سخنوروں مین
ہین ہوں سخنور
میری رباعی
ہی ربع مسکون

سجن کا جانا
بہت قیامت
سجنکی پلکھین
سدا ہین برچھی
تیرے دہن کو
عدم ہو دیکھا
قلندروں مین
ہین ہوں قلندر
میرا مخمّس
ہی غم کا پنجہ

سجن کا رُٹھنا
غضب خدا کا
سجنکی زلفین
سدا ہین جوگی
تیرے لبوں کو
عقیق پایا
مدبّروں مین
ہین ہوں سیانا
میرا تخلّص
ہی زور عاجز

سجن کا ہنسنا
گلے کا کھلنا
سجنکی باتین
سدا ہین ہرجا
تیرے سخنکو
ہین خوب سمجھا
جنونیوں مین
ہین ہوں دیوانا
خیال میرا
ہی نقش دریا

غزل نعمی

جبدن سے تیرے ملنیکا گلرو پیام تھا
وہ گل درخت سر پہ گاتی تھی بہر
نرگس بھی آنکھہ کھولے کھڑی تھی بانتظار
سوسن سے یاسمن سے کھڑی ملکے اسطرح
گلشن مین باغبان کا نعمی جابجا غرض

غنچہ پہ ہنسنا گل پہ مہکنا حرام تھا
آتا وہ سرو ہی کہ تو جسکا غلام تھا
لالہ نے ہاتھہ پر دھرا پیری سے جام تھا
ہر رشک جنکے دیکھے سے ہر صبح و شام تھا
شمشاد اور سرو پہ گل کا اہتمام تھا

غزل نثار

اُسکے قدموں سے لگی رہتی ہی دن رات حنا
خوب دنیا مین بسر کرتی ہی اوقات حنا

دسترس ہمکو نہین جسکے قدم تک پہنچے
تو پری ہاتھون مین کھاے تیری کیا بات حنا

عرض کیجو تو ہماری بھی قدم بوسی تک
اُسکے قدموں سے لگے اب جو کسی رات حنا

تو بھی اسطرح لگے گا مرے چھاتی سے کبھی
شوخ جسطرح سے لگتی ہی ترے ہات حنا

ہم تو پابوس ہے اُسکے قدمبوسی سے
جاکے قدموں سے لگی یار کے ہیہات حنا

فندقین یار کے مشاط لگائی ہین نثار
گل مہندی پہ نہ لدوے کبھی آفات حنا

غزل

لیا جو یار نے ہم سے پیام رخصت کا
تو ہاں نکل گیا سنتے ہی نام رخصت کا

مثال شمع کے جب لگ ٹپک پڑے آنسو
سُنا جو شوخ کے منہہ سے کلام رخصت کا

چلا ہوں یار کے محفل سے اُٹھکے اے ساقی
مجھے پلا دے تو اب ایک جام کا رخصت کا

میاں جو شکل صنم کی تھی سو تو سب دیکھی
امید وار ہی اب یہہ غلام رخصت کا

تم اپنے ظلم سے ہرگز نہ باز آؤ گے
چلا نظر سے بھی لیجئے سلام رخصت کا

غزل علی

کہو بلبل کو لیجاوے چمن سے آشیان اپنا
پڑھے گر صد ہزار افسون نہ ہوگا باغبان اپنا

اُٹھا کر لیچلی بلبل چمن سے آشیان اپنا
کہا گل سے کہ لے یہہ بے وفا ہم سے مکان اپنا

ہوئی جب باغ سے رخصت کہا رو رو کے یا قسمت
لکھا تھا یون کہ فصل گل مین چھوٹے [illegible]

اری صیاد یون چاہی تو جی اور جان سے حاضر — ولیکن طوق قمری کی طرح کر کے نشان اپنا

مرا جلتا ہی جی اس بلبل بیکس کی غربت پر — نہ گل کے آسرے پر یون لٹایا خانمان اپنا

چلی جب باغ سے بلبل لٹا کر خانمان اپنا — کچھو را ہے بلبل نے چمن مین کچھ نشان اپنا

نہ تو نے گل کیا اپنا نہ بلبل باغبان اپنا — چمن مین کسطرح سیتی بنایا خانمان اپنا

یہہ حسرت رہ گئی کس کس مزے سے زندگی کرتے — اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغبان اپنا

الم کر اسطرح روئی کہ رسوا ہو گئی بلبل — ڈبایا چاہئے آنکھون نے تمامی خانمان اپنا

مگر دل سے بتا رکھتا علی گوہر سے پیارے کو — وہ حکم شاہی رکھتا تھا ولیکن تھا مہربان اپنا

غزل سودا

باطل ہی ہمسے دعوی شاعر کو ہمسر یکا — دیوان ہی یہ ہمارا کیسہ جواہر یکا

آئینہ خانہ مین وہ جسوقت آن بیٹھے — پھر جس طرف کو دیکھا جلوہ ہی اپنے ہنر کا

جز شوق دل نہ پہنچون ہرگز بکوئے جانان — ای خضر کب ہون تیری محتاج رہبر یکا

طالب ہین سیم و زر کے خوبان بسد جانان — احوال کون سمجھے عاشق کی ہی ذر یکا

غزل قیس

جا کے گلزار سے صیاد پھر آیا التا — گیا نصیبا ہی تیرا بلبل شیدا التا

تن عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس — یہہ وہ جامہ ہی کہ جسکا نہین سیدا التا

گالیان دیتے ہین اُنسے خفا ہوتے ہین — میرے یارون سے وہ کرتے ہین جو شکوہ التا

نام جو اُنسے سنا عشق کی بیماری کا — میرے در پر سے پھر آکے مسیحا التا

یاد آیا جو مجھے کوئے صنم حشر کے دن — در فردوس تلک جاکے پھر آیا الٹا

قیس کی طرح سے ہو جاتے ہیں ہزاروں مجنون — پردہ محمل کا جو رکھتی کبھو لیلی الٹا

نالہ کرنے سے میرے یار خفا ہوتا ہی — رحم کی جا سے آجاتا ہی غصہ الٹا

غزل سودا

دل کے نگر میں عشق کا اب تھانہ ہو گیا — آباد اسکے آنے سے ویرانہ ہو گیا

شاید تمھارے زلف کی پہنچی تھی اسکو بو — جوان دنون میں دل میرا دیوانہ ہو گیا

انکھو نے میرے سیکھ لی نیسان کی خاصیت — دریا میں اشک جو گرا دردانہ ہو گیا

بہتر کہ اسکے ہاتھ سے قاتل ہوا ہون میں — ایسا ہوا ہون چاک کہ اب شانہ ہو گیا

سودا سنبھال رکھ نکر اب خوف حشر کا — لبریز تیری عمر کا پیمانہ ہو گیا

غزل خلیق

کوچۂ جانان ہمارا اب تو مسکن ہو گیا — خار و خس اس رہ گذر کا فرش گلشن ہو گیا

دست لیلی غم کے ہاتھون سے ہوا نشتر زدہ — قیس کا وادی میں خون سے سرخ دامن ہو گیا

گل تو تھی اسمیں محبت اور میں سار ملی خو — اسنے بہکایا جو ایسا آج دشمن ہو گیا

وصل کی شب ہی ہوئی معشوق کی اتنا نصیب — کاوش غم سے نہایت مجھکو شیون ہو گیا

سیر کی گلگشت چمن ہی الله تو میں اے خلیق — رشک سے جسکے گلو تک چاک دامن ہو گیا

غزل سراج

قد تیرا سرو روان تھا مجھے معلوم نہ تھا — گلشن دل میں عیان تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہوا

دہوپ میں غم کے بپت جی کو جلایا افسوس / پیو کے سائے میں امان تھا مجھے معلوم نہ تھا

خاک پا تیرے قدم پاک کی ای نور بہین / سرمہ دیدۂ جان تھا مجھے معلوم نہ تھا

شب ہجرت کی اندھاری سے تنگ آیا تھا / رخ تیرا نور نشان تھا مجھے معلوم نہ تھا

یار نے ابروے مژگان سے مجھے صید کیا / اسکنے تیر و کمان تھا مجھے معلوم نہ تھا

سب جگت ڈہونڈھ پھرا پیو کو نپایا ہرگز / دل کے گوشے میں مکان تھا مجھے معلوم نہ تھا

روزداران جدائی کو خم ابروے یار / ماہِ عیدِ رمضان تھا مجھے معلوم نہ تھا

میں نہ سمجھا تھا کہ اُس یار کو ہی نام و نشان / یار بے نام و نشان تھا مجھے معلوم نہ تھا

دل بیدل نے کہا تھا سو ہوا آج سراج / کیا بلا سیف زبان تھا مجھے معلوم نہ تھا

غزل جہانگیر شہزادہ

گر یار نہ ہو ساقی پیمانہ ہوا تو کیا / معمور شرابوں سے میخانہ ہوا تو کیا

ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف / گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

جب درد نہ ہو دلمیں کیا عشق فرہاد ہوے / لکھنے کو بھلا کوئی دیوانہ ہوا تو کیا

اس عشق کی آتش سے جلتے ہیں سبھی عاشق / گر شمع ہوئی تو کیا پروانہ ہوا تو کیا

معشوق کے کانوں سے اب تک نہیں پہنچا میں / یہہ اشک حیر یار و دردانہ ہوا تو کیا

جہانگیر سا شہزادہ تھا عشق سے وہ غافل / آباد ہوا تو کیا ویرانہ ہوا تو کیا

غزل شیدا

ڈوب کر دل میں مرے تیر کا پیکان رہا / وہ کماندار تیرا مجھ پہ یہہ احسان رہا

نہ کسی دوست نے پوچھا نہ کسی دشمن نے ۔ مدتون شہر مین اپنا یہی سامان رہا
ای جنون ہاتھ سے تیرے تیرے صدقے جاؤن ۔ کوئی باقی نہ میرا تار گریبان رہا
بستر خاک ہی اور پیرہن ہی عریانی ۔ بے رفو بس ہو میرا چاک گریبان رہا
آفرین ہی تیرے ہمت کو ترا بے شیدا ۔ عشق کافر کا کیا آپ مسلمان رہا

غزل سلیمی

ہی کون جو ہمسر ہو تیری جلوہ گری کا ۔ مکھڑا تو ہی غلمان کا چہرہ ہی پری کا
ای حضرت عشق ہمنے بھی دل اپنا لگوا کے ۔ دیکھا نہ اثر کچھہ بھی اس آہ سحری کا
دعوا انکو و لعل لبون پر اجی اپنے ۔ یہہ فیض ہی سب میری ہی خون جگری کا
پھر ذرۂ خاک اسکی گلی کا بھی ہر یکدم ۔ حسرت سے فراہم ہی میری رہ گذری کا
ہون شیفتہ واللہ مین یک عمر سے اپنے ۔ اس شوخ پریوش کے کلاہ تتری کا
اس کاکل مشکین کا جو شب تار ۔ تارا سا چمکتا ہی وہ حوباب زری کا

غزل سوز

عشق تھا کیا کہ جسے دل اٹکتا ہی رہا ۔ خار سا سینہ مین میرے کچھہ کھٹکتا ہی رہا
رات جب غصے ہو میرے پاس سے اٹھکر چلا ۔ مین نہ چھوڑا اسکا دامن وہ جھٹکتا ہی رہا
بوسۂ رخسار کا وعدہ کیا کس سے وفا ۔ کان کے موتی تلک تیرے لٹکتا ہی رہا
کون سی تھی وہ جدائی کی گھری جو عمر بھر ۔ آرزوے وصل مین یہہ دل بھٹکتا ہی رہا
جسکو محفل سے نکالا وہ با جید طلب ۔ ہر قدم پر راہ چلنے مین ٹھٹکتا ہی رہا

گیا بقول سوز الفت کی خلش تمسے کہون	خار سا سینے مین میرے کچہہ کھٹکتا ہی رہا

غزل حیدری

وہ چاند سا مکھڑا امام خدا وہ رنگ سنہرا صل علی
وہ گول بدن سانچے مین ڈہلا وہ ہیکا سراپا صل علی

وہ گھنگر والے بال سیاہ وہ زلفین اسکی عین گرہ
وہ سحر مجسم چشم نگاہ وہ ڈیدا چوڑا صل علی

تھی ہونٹون پہ یون مسی کی دہڑی وہ جبین مین ام پڑی
تھے دانت کہ جون موتی کی لڑی ہر اکا چمکتا صل علی

وہ ابھری ابھری سخت کچین جو دیکھے انکو ہاتھہ ملے
وہ نیچے حورین رشک کرین وہ ناف کا نقشہ صل علی

گو ہر بن ہو جاوے زبان تو بھی نہ ہو مجہہ سے اسکا بیان
ای حیدری وہ محبوب جہان وہ دلبر رعنا صل علی

غزل قطب

شب کو محفل مین میرے پاس جو آیا بیڑا
لگی کہنے کو اسم اسپہ پڑھا ہی مین نے

مین نے پوچھا کہ صنم کسنے منگایا بیڑا
ہم نے شک کے لئے اسوقت نہ کہایا بیڑا

اسنے سنتے ہی کئے لاکہ مقابل میرے
مین تو بندہ ہوا ہون تیرا مجہہ پہ ستم تو مت کر

ہاتھہ سے اپنے میرے منہہ مین جو دیا بیڑا
قتل پر کرکے بھلا جان اُٹھایا بیڑا

غزل سودا

کھولی گرہ جو غنچے کی تو نے تو کیا عجب
یہہ دل کھلے جو تجھہ سے تو ہو وای صبا عجب

گل داد عندلیب کو پہنچا تو کیا ہوا
فریاد کو میری ہی پہنچا تیرا عجب

اسلام چھوڑ ہمنے کیا کفر اختیار
تو بھی تو کوئی ہو میری جان آشنا عجب

بیگانہ وار آ کے نہ پوچھا کبھی ہمین
تو بھی تو کوئی ہو میری جان آشنا عجب

کی سیر ملک ملک کی سودا نے بھی ولے
ای شیخ میکدے کی ہی آب و ہوا عجب

غزل فغان

پردۂ غفلت کا جب مجھہ پاس لے آتا ہی خواب
دیکھہ میری چشم تر کو رو کے پھر جاتا ہی خواب

خار مژگان سے میرے جب سے ہوئے ہین آشنا
گرد آنکھون کے میری لگتے نہین پاتا ہی خواب

رات سنکر آہ کا نالہ میرے دلدار نے
یون کہا کیون اسکی آنکھون مین نہین آتا ہی خواب

کوئی جا کر کہے میری طرف سے اسکے تئین
کیا ہوا ایسا کہ جو مجھہ کو نہین آتا ہی خواب

پڑھ گئے یہہ مصرعہ فغان کا اسنے قاصد سے کہا
یہہ وہ آنکھین ہین کہ جسکو دیکھہ اڑ جاتا ہی خواب

غزل سودا

نالہ سینے سے کرے عزم سفر آخر شب
راہ رو چلنے پہ باندھے ہی کمر آخر شب

سانس ٹھنڈی کسی مایوس کی ہی یا نسیم
کر چکے ہی تیرے کوچے سے گذر آخر شب

مژدہ وصل ترا یار مجھے یون پہنچا
جون مہ عید کے صایم کو خبر آخر شب

رو کون ملے کو نہ لب پر تو کرون کیا ابدل
شام تاثیر ہی نے ہمین اثر آخر شب

انتہا عشق جہان کی جو تو دیکھا چاہیے
بزم مستان پہ نظر غور سے آخر شب

صورت ماہ شب بیست و پنجم سودا
کچھ ڈھلا جلوے سے آیا وہ نظر آخر شب

غزل سوز

ہمارے پاس بھی گاہے نہ گاہے آئیے صاحب
نہین کچھ راہ ملنے کی مجھے بتلائیے صاحب

کسیکے لینے دینے مین نہین کونے مین بیٹھے ہین
تمہارا غم سنانا ہی اسے سمجھائیے صاحب

پڑے تھے وہ لگے پیچھے سو تو اسکو لیجیے اب کیا
اگر یہ جان بھی درکار ہی سنائیے صاحب

یہ لیجئے جان بھی اللہ اکبر ہم ہوئے رخصت
تمہارا کام پورا ہو چکا اب جائیے صاحب

قیامت تک رہیگی کہنے سننے کو وفا ہی
کھڑے رہ کر بھلا اس سوز کو گڑوائیے صاحب

غزل تابان

ہنگام فغان تو باغ مین زنہار عندلیب
صیاد ہو عبادا خبردار عندلیب

سیر چمن کو چھوڑ پھرے گلبدنکو دیکھ
تو کس بلا مین ہوگا گرفتار عندلیب

آتا ہی رحم مجھکو کہ گلچین کے ہاتھ سے
تو کھینچتی ہی سخت یہ آزار عندلیب

تنہا تو ہی خراب نہین گلرخو کے ہاتھ
تابان بھی ہی اسیطرح سن خوار عندلیب

غزل نور

کہتی ہی تو تو سبکو صنم عجیب و غریب
ولے ہی تو بھی خدا کی قسم عجیب و غریب

دربان سے وہاں تو بند کھٹ پٹ تمام شب
یہاں سر تھا اور تھی تیری چوکھٹ تمام شب

خانہ خراب جب سے ہی زلفوں میں تیرے دل
روح اپنے کھٹ سے رہتی ہے باہر گھٹ تمام شب

چھاتی پہ مثل مار سیہ لوٹتی رہی
اس زلف عنبری کی ہر یک لٹ تمام شب

محفل میں ڈر کے ضبط سے ساقی کے روبرو
آنسو پیا کیا جو میں غٹ غٹ تمام شب

قطرے تھے یا تھے پارہ الماس جب سے آہ
لخت جگر بہا کیے کٹ کٹ تمام شب

لگ لگنے بھی دیا نہ مجھے غم وصل میں
مچلا یونہی سے اسنے کیا ہٹ تمام شب

غزل ایضاً

تجھ مکھ کو دیکھ جب سے ہی رسوا ہوا گلاب
ہی بے وقار تب سے ہر یک جا بجا گلاب

ہر باغبان چمن سے ہی گلدستہ باندھ کر
لاتا ہی دست بستہ تیرے کن سدا گلاب

بلبل ہی لب کے شگفتہ حسن گل رخان
کرتا ہی غم سے چاک اپنے قبا گلاب

کیوں پائمال آفت باد خزان نہ ہو
تجھ مکھ آگے چمن میں ہوا خودنما گلاب

سردی سے اب اشک کے اور باد آہ کے
داغوں سے غم کے گلشن دل میں کھلا گلاب

بے وصل گلعذار مجھے آرزو و تھیں
ہی ولیکن عندلیب کے نت مدعا گلاب

<table>
<tr><td>بس رنگ و بوی شعر میرا رشک سے سراج</td><td>پژمردہ ہو چمن سے ہوا ہی جدا گلاب</td></tr>
</table>

غزل سراج

<table>
<tr><td>یا الٰہی منتظر ہوں کہاں ہی میرا آفتاب</td><td>کون دن ہوگا کہ جس دن ہوئیگا بیجا حجاب</td></tr>
<tr><td>ہی بجا گر درس پاوں عشق کے استاد سے</td><td>ہی کتابی چہرۂ جاناں گلستاں کی کتاب</td></tr>
<tr><td>عشق کے میداں میں جب سے ہوا ثابت قدم</td><td>دل نے میرے تب سے پایا شیرزہ خانی کا خطاب</td></tr>
<tr><td>بے حیائی سے ہمارے ساتھ ہو ہیں بات کر</td><td>مہربانی کر ستمگر تو ای عالیجناب</td></tr>
<tr><td>زلف تیری ناگنی کالی ہی میرے جی کا جال</td><td>لہر جس کی زہر سے مجھ کو چڑھے ہی تپ تاب</td></tr>
<tr><td>خوشنما ہی ناک میں تیری عجائب وقف بلاق</td><td>حلقۂ در گوش میں اس خجالت سے ہوا در خوشاب</td></tr>
<tr><td>ای سجن جیتا ہوں تجھ غم کے اگن سے جوں سراج</td><td>تجھ برہ میں غم ہی آتش تن انگیٹھی دل کباب</td></tr>
</table>

غزل سراج

<table>
<tr><td>یا الٰہی گر نظر آوے میرا محبوب خوب</td><td>ہوش کے لشکر کو گر آ کر کرے مغلوب خوب</td></tr>
<tr><td>بلبل گلشن غزلخواں ہی فراق گل ستی</td><td>گر ملیں آپس میں دو تو طالب و مطلوب خوب</td></tr>
<tr><td>ارۂ غم کر چلے سر پر مثال زکریا</td><td>یار کے جور و جفا پر صبر جیوں ایوب خوب</td></tr>
<tr><td>آزمایا ہوں کہ درد سر ہی فکر دنیوی</td><td>سب سے بے پروا ہوا ہی عالم مجذوب خوب</td></tr>
<tr><td>دل کے سیپارہ کو ہیکل کر رکھے ہیں بر میں ہم</td><td>جدول زخم جفا سے ہی اب اسلوب خوب</td></tr>
<tr><td>سبز ہی خط خوشنما ہی تجھ لبوں کے آس پاس</td><td>جیوں کہ پانی کے کنارے پر لگے ہی دوب خوب</td></tr>
<tr><td>یوسف مصری کب آویگا مرا پاس ای سراج</td><td>از سر نو ہووے نور دیدۂ یعقوب خوب</td></tr>
</table>

غزل فاضل

اس خوبرو کے آگے اگر آئے آفتاب
خجلت سے پھر زمین مین سمائے جا آفتاب

گر وقت شام اس مہ تابان کو دیکھئے
تا صبح پیچ و تاب پرا کھائے آفتاب

اس شمع رو کے روبرو کب تاب لا سکے
سو سو طرح سے نکلے اگر آوے آفتاب

کب سرخ رو ہو روبرو اس سرخ رنگ کے
رنگ شفق ہزار بنا لائے آفتاب

اس مہ جبین کے جلوۂ پرنور کو اگر
ذرہ بھی دیکھ لیوے تو گھبراوے آفتاب

فاضل تو اسکی آتش ہجران مین جل بجھا
ڈرتا ہون اسطرح سے نہ جلجاے آفتاب

غزل سوز

یارو مت روؤ کے چھڑکو میرے منہہ پر ہم گلاب
لگ رہی ہی اگ دلمین ہو رہا ہی جی کباب

دم کو مین سادھے ہون یک آن تو ٹھہرا رہے
گر بلاتا ہی اسیکو تو بلا لاؤ شتاب

یہہ کہو میری طرف سے جاکے اس بیرحم کو
اب تو کچھہ باقی نہین ہی جان مین کتنک عتاب

جان بلب ہون تیرے ہی آنیکا ہی اب انتظار
تجھہ کو آنا ہی تو جلدی آکہ چھٹ جاوین شتاب

انکھین ہی تیہر اگیتین تجھہ سنگدل کے دھیان مین
سب خرابی انکی ان آنکھونکا ہو خانہ خراب

اس سے کھہ دو سوز مرتا ہی تو جاتا ہی کہان
اور سب کامون سے اسکا کرنا ہیگا ثواب

غزل سراج

ای سجن تجھہ برہ مین ہون بیتاب
آتش غم سے دل ہوا ہی کباب

دل کو تجھہ غم مین بے قراری ہی
جون کہ ہی آتش بی مضطرب سیماب

تاب دیدار نہ رہا مجھکو
تاب دکھلا لیا ہی مجھے تاب

گرمیٔ غم سے ہوش جاتا ہی
اپنے ملھہ کے عرق سے ڈال گلاب

ماہ نو گرچہ ہی ہلالی وقت
بیت ابرو کا تُنے دیا ہی جواب

غمکی فہرست سے لکھا ہی جواب
فرد دامن پہ سب انجھونکا حساب

غزل سودا

گرچہ ہون زیر فلک نالۂ شبگیر نصیب
پر اسے کیا کرون یارو نہین تاثیر نصیب

جب تلک اسکو ہی تیری زلف گرہ گیر سے کام
اُسقدر رہتا ہے دل دیوانہ ہی زنجیر نصیب

تو نے دلکو نہ بنانے مین کسیکو پوچھا
خانۂ دیر مین رہتا گھر نہین تعمیر نصیب

جرم گو غیر کرے تو بھی معاتب ہون ہمین
بیگنہ مجھسا کوئی دیکھا ہی تعزیر نصیب

کوئی تو کشتۂ ابرو ہی کوئی مژگانکا
تیغ قسمت مین کسیکی ہی کوئی تیر نصیب

کیمیا خاک درِ شاہ نجف ہی سودا
حق تعالی کرے اسطرح کی اکسیر نصیب

ردیف یا

غزل انشا

پھرا جو آنکھ مین اس زلف عنبرین کا بٹنا
کہ موج اشک ہو اپنے آستین کا بٹنا

کبھو رہی جو تری بہہ نکلی تھی جبکے وہ ہوتے مین
جگر کو کاٹ گیا شوخ یاسمین کا بٹنا

لٹ اسکے بالونکی غصہ مین تک جبین پہ جو دیکھی
نہ ایسا ہوئیگا صحرائے ملک چین کا بٹنا

مگر دو زلف مددگار چشم تھے کہ میرا
ڈسے ہی وان نگہ سحر آفرین کا بٹنا

غزل پیدار

چپ چپائے چپ کی باتین تمنے دیکھا یار چپ ؛؛
می بھی چپ مینا بھی چپ ساغر بھی چپ میخوار چپ
باغمین دیکھا تجمل کچھ نہ تھا وقت خزان
گل بھی چپ بلبل بھی چپ ریحان بھی چپ گلزار چپ
یار تو ہشیار ہو لذت نہین دنیا کے بیچ
خلق چپ اخلاص چپ بازار چپ گفتار چپ
محتسب تو حال سے دنیا کے کیون ہی بے خبر
وہ لگا کھنے کو چپ سو بار چپ ہر بار چپ
مطرب بھی چپ اور آہ چپ اور چپ کے آگے وہ صنم
چنگ چپ مردنگ چپ قانون کے سب تار چپ
جب وہ قائل ہو گیا چپ اس کے باعث کے سبب

ہاں بھی چپ مفتی بھی چپ قاضی کا سب گھر بار چپ
چپ چپاتے چپ کی باتیں اور سے تو جا کے پوچھ
لب بھی چپ ہی اور لسان چپ دیدۂ بیدار چپ

ردیف تا

غزل سودا

ہندو ہیں بت پرست مسلماں خدا پرست
پوجوں ہوں میں اسی کو جو ہو آشنا پرست
اس دور میں گئی ہے مروت کی آنکھ پھوٹ
معدوم ہے جہاں میں چشم حیا پرست
دیکھا ہے جب سے رنگ کفک تیرا یار میں
آتش کو چھوڑ گبر ہوئے ہیں حنا پرست
چاہے کہ عکس دوست رہے تجھ میں جلوہ گر
آئینہ وار دل کو رکھ اپنے صفا پرست
آوارگی سے خوش ہوں میں اتنا کہ بعد مرگ
ہر ذرہ میری خاک کا ہووے ہوا پرست
سودا اس شخص کے تئیں آزردہ کیجیے
اے خود پرست حیف نہیں تو وفا پرست

غزل رضا

ہے نیت وہ بیوفا کسکا ہے دوست
ہائے وہ نا آشنا کسکا ہے دوست
کس سے تو نے کی وفا ہم در کنار
ہاں بھلا تو ہی بتا کسکا ہے دوست
دوست دل سا اپنے دشمن ہو گیا
کوئی دنیا میں بھلا کسکا ہے دوست
دوستوں سے توقع مت رکھو
مجھسے یوں وہ پھر گیا کسکا ہے دوست
دوست اپنا تو اسے مت جانیو
وہ ستمگر اے رضا کسکا ہے دوست

غزل سراج

اداے دل فریب سرو قامت — قیامت ہی قیامت ہی قیامت
شہید خنجر الفت ہوا ہون — سلامت ہی سلامت ہی سلامت
نہ کرنا جی کو قربان تجھہ قدم پر — ندامت ہی ندامت ہی ندامت
جماعت مین پری رویون کی تجھکو — امامت ہی امامت ہی امامت
سراج اب عشق کے دین کا صیقل — ملامت ہی ملامت ہی ملامت

غزل میر

وصل دلبر نہ تک ہوا قسمت — مرچلے ہجر مین ہای یا قسمت
ایک بوسے پہ بھی نہ صلح ہوئی — ہمنے دیکھی بھت لڑا قسمت
شیخ جنت تجھے مجھے دیدار — وہان بھی ہر یک کی ہی جدا قسمت
پھول چین ہاتھہ سے کھوئے نکلو — زخم تیغ انسے اپنی تنہا قسمت
کیا ازل مین ملا نہ لوگون کو — تھی ہماری بھی میر کیا قسمت

غزل مسافر

ہائے کس سے کہون مین دلکی بات — روتے روتے گئی ہی ساری رات
پھر نہ آیا تجھے رحم ہر چند — سنکے احوال کو میرے ہیہات
تجھسے گالی و جھڑکیان کھاتے — الغرض لے گیا بسر اوقات
کیا بھلا ہو گیا تیرے دلکو — چھوڑ دی ہمنے تو رمز و نکات

نہ کبھی خط نہ گاہ بھیجا مجی
لب نہ لگ اسطرح ہمارے سات

اب تو آ مجھہ طرف آرے قاتل
جان جاتی ہی وقت ہی سکرات

ہر دم عالم سے کچھہ نہیں مطلب
بس مسافر کو ایک تیری ذات

غزل سودا

نگار سطر ابرو یار بسم اللہ کی صورت
قد رعنا سراپا ہی الف اللہ کی صورت

زلف واللیل رخ والفجر نرگس چشمہ کوثر
نمایاں ہی سواد خط کلام اللہ کی صورت

زلیخا کی نمط کر ورد دلمین سورۂ یوسف
جو تجھکو چاہیے اگر ملے دلخواہ کی صورت

شکر الحمد للہ بعد مدت میر منزل نے
دکھائی عشق کے صحرا مین ہمکو راہ کی صورت

الم نشرح ہوا عالم مین تیرا عشق ای سودا
نہ تنہا ہو سکے دریا جنون مین ماہ کی صورت

غزل سوز

یہہ لوگ عبث لیتے ہین جو نام محبت
وہ یہہ نہین جنسے ہو سرانجام محبت

ہی نزع کے مانند خمار اُسکا کشندہ
مین دل سے یہہ کہتا ہون نہ پی جام محبت

ہیہات عجب ساعت بد تھی کہ جسوقت
لائی تھی صبا یار سے پیغام محبت

رسوائی عالم میرے طالع مین لکھی تھی
ہووے نہ الہی کوئی بد نام محبت

ہو تلخ و یا تمنے جو بوسہ تو مزا کیا
شیرین ہمین ہی ایسے تو دشنام محبت

باتون پہ بجا خوبونکی ای سوز کہ انکا
عرصہ نہین رکھتا ہی کچھہ ایام محبت

ردیف تا

غزل رضا

مجھ سے جو نہین ملتا ہی یار سو کیا باعث
اتنا ہی جواب ہم سے بیزار سو کیا باعث

ہی قتل کو عاشق کے بس تیغ نگہ کافی
کھینچے ہی جو تو مجھ پر تلوار سو کیا باعث

شاید میرے سینے مین دل خون ہوے نکلون
رہتی نہین سدا آنکھین خونبار سو کیا باعث

مانینگے کہا تیرا اقرار یہہ تھا آگے
کرتے ہو جواب ہر دم انکار سو کیا باعث

حیران ہو مین اسمین اب درد رضا اپنا
کرتے نہین جو اس سے اظہار سو کیا باعث

غزل تمنا

زلفونکا دام پھینکنا ہم پر عبث عبث
بلکھا کے اپنے گیسو سے خم پر عبث عبث

ہر طرح جھوٹی کرنا میری سانچی بات کو
سوگند کھانا میری قسم پر عبث عبث

اصلاح پر مزاج نہین ہی خفا وہ شوخ
خط پر عبث عبث ہی قلم پر عبث عبث

پلکھون کی آستین سے کافی ہی شیخ تو
رکھتا ہی ہاتھ دیدۂ نم پر عبث عبث

ای اشک چشم یار کا شہرہ نکر بکھ
بدنامی میرے شور و ستم پر عبث عبث

نقشہ گلی کا اسکے تمنا ہی دلپہ نقش
تہمت ہی صرف باغ ارم پر عبث عبث

غزل سودا

جسکے خط آنے سے تو اس سے دل لگاتا ہی عبث
سیر کو وقت خزان گلشن مین جاتا ہی عبث

ابر مین ای یار رہ سکتا ہی کتنا آفتاب
چہرے کو ہم سے نقاب اندر چھپاتا ہی عبث

پوچھتے کیا ہو کہ شب کس طرح گذری مجھ پہ
گذری سو گذری جو کچھ اسکا فسانہ ہی عبث

ناصحا داغ جگر خون شمع پہنچا تا قدم
جل گیا جب تب آتش کو بجھانا ہی عبث

غیرت ای سودا نہیں ہی مقتضی اسباب کو
جی کو دوری میں پھرا اسکو منہہ دکھانا ہی عبث

غزل سوز

نگی صحبت نے اپنے شوخ کو تاثیر کیا باعث
طلا امس کو کر سکتی نہیں اکثیر کیا باعث

خبر لے اپنے دیوانے کی جلدی جا کے زنداں میں
نہیں آتی صدائے نالۂ زنجیر کیا باعث

شکست و ریخت ہر گھر کی جہاں میں ہوتی ہی یارب
ہمارے خانۂ دل کی نہ کی تعمیر کیا باعث

بہار آئی ہی ہر دم سوز کے دل سے تم ہو غافل
نہیں کرتے ہو دیوانے کی کچھہ تدبیر کیا باعث

غزل شجاعت علی

نہیں تجھسا ہی کوئی دلستان آج
غلام آسا ترے پیر و جوان آج

یہہ قد سرو سہی پر چشم نرگس
چمن بس کر گیا ہی باغبان آج

بہار بوستان گل رو ہی بر میں
نکل چل جا یہاں سے ای خزان آج

مصوّر کھینچ لے تصویر اسکی
کہ یکتا حسن میں ہی مہ جبا آج

میری طوطی طبع باشندۂ بستان
ذرا جا تو لب شکر فشان آج

وہیں بولا ترش ہو چین جبیں ہو
ہوئی دشوار تجھہ پر کیا زبان آج

شجاعت کیا چلے اسکا ولے ری
دلاور ہی وہی شوکت زبان آج

غزل سوز

غزل انشا

ہاتھہ آوے کے آپ سے عیار کا مزاج
ہی اینڈون کچھہ اور ہی سرکار کا مزاج

فضل خدا سے خیر بہرحال شکر ہی
کیا پوچھتے ہو مجھہ سے دل افگار کا مزاج

حضرت سلامت آپ سے مین بولتا نہین
کیا پوچھتے ہو مجھہ سے گنہگار کا مزاج

کسطرح دخل پائیے کیا کیجئے کیا نہین
ملتا نہین ہی ترک ستمگار کا مزاج

چھپ چھپ کے کر نظارہ خبردار اس طرف
بگڑے نہ تا کہ قاتل خونخوار کا مزاج

انکھین ملدے انشا تو اسکو نہ دیکھیو
نازک ہی اسکی نرگس بیمار کا مزاج

غزل سراج

اپنا جمال مجھکو دکھانا رسول آج
عاجز کی التماس کو کرنا قبول آج

ای مہربان طبیب شتابی علاج کر
تیری برہ کے درد سے ہی دلمین سول آج

مرہم تیرے وصال کا لازم ہی ای صنم
دلمین لگی ہی ہجر کی برچھی کی ہول آج

پیو باج بزم بلبل نالان خراب ہی
مرجھا رہا ہی صحن گلستان مین پھول آج

بے فکر ہون عذاب قیامت سے ای سراج
دین محمدی کو کیا ہون قبول آج

غزل سراج

جب سے پایا ہوں میں سجن کا گنج
طبع میری ہوئی ہے گوہر سنج

عشق بازی میں نہیں ہے اور بساط
دلکو کرتا ہوں مہرۂ شطرنج

زلف تیری نے ای پری پیکر
دل عشاق کو دیا ہے شکنج

ماہ رو کو کیا ہوں میں تسخیر
شب ہجران کا لیکہ کھینچا رنج

ای سراج اب انجھوں کے پانی سے
لب ہوئے زیر چشم کے کا رنج

ردیف جی

غزل ترقی

ہے عجب لذت شکار افگن تیرے تیروں کے بیچ
جسکا چہرہ ہو رہا ہے سارے زنجیروں کے بیچ

گل جو دیکھی شکل مجنون ہمنے تصویروں کے بیچ
ایک مشت استخوان تھی لاکھوں زنجیروں کے بیچ

خون کے قطروں کا عالم تو میرے اشکوں میں دیکھ
لعل کے ٹکڑے چمکتے ہیں پڑے ہیروں کے بیچ

بلبلوں تمکو مبارک ہو یہ گلگشت چمن
لالہ و گل کا نہ کیجو ذکر دلگیروں کے بیچ

آگے دل ہوتا تھا بیکل اسکا میری آہ سے
آگیا کیا فرق اب آہوں کے تاثیروں کے بیچ

گر مرقع میں کھینچی ہو اس مسیحا کی شبیہ
جان پڑ جاوے مصور سارے تصویروں کے بیچ

وہ خمار اکڑیاں بکھرے ہوے بالوں میں یوں
جسطرح دو مست جکڑے ہووین زنجیروں کے بیچ

قاصدا کیا خط لکھوں میں اسکو فرط شوق سے
فوت ہو جاتا ہے مطلب جیسے تحریروں کے بیچ

گفتگو اس یار کی کیا بات ہے کیا گھات ہے
سارے محفل کو لگا لینا ہے تقریروں کے بیچ

سودا گرفتہ دلکو نہ لاؤ سخن کے بیچ
جون غنچہ سو زبان ہے اسکے دہن کے بیچ

باقی ہو بہہ گئے میرے اعضا نین کی راہ
باقی ہے جون حباب نفس پیرہن کے بیچ

جن نے نہ دیکھی ہو شفق صبح کی بہار
آکر تیرے شہید کو دیکھے کفن کے بیچ

وہ خار سرخ رو نہیں اہل جنون کے پاس
پابوس کو میرے جو نہ پہنچا ہو بن کے بیچ

کل رخصت بہار تھی شبنم صفت میں روز
روبا ہر ایک گل کے گلے لگ چمن کے بیچ

آتش کدہ مین دیکھہ شعلہ ہے بے قرار
آرام دل جلون کو نہیں ہے وطن کے بیچ

بعد از شباب ہون تیری انکھیان زیادہ مست
ہوتی ہے روز کیف شراب کہن کے بیچ

سودا مین اپنے یار سے چاہا کہ کچہہ کہون
ایسی کی ایک نگہہ کہ رہی من کی من کے بیچ

غزل حسرت

کل جو پہنچی تیری آواز میرے کان کے بیچ
آگئی سنتی ہی بس جان میری جان کے بیچ

یہان تلک روئے تیرے غم مین کہ رو رو نے
نام غم نہ رہا دیدہ گریان کے بیچ

ساربان محمل لیلی کو ادہر تک لیچل
خاک مجنون کی بھٹکتی ہے بیابان کے بیچ

واے ای فصل خزان سیر نہ دیکھا گل کو
اور ہی رنگ ہوا باغ کا اک آن کے بیچ

رو رو ایک شاخ پہ گل بیٹھے ہوی بلبل زار
حسرت اس شعر کو پڑھتی تھی گلستان کے بیچ

غزل تابان

ابرو تیری نے مجھہ پہ کیا وار ہیطرح
دلمین میرے لگی ہی یہہ تلوار ہیطرح

ممکن نہین کہ عشق تیے ہاتھون سے جی بچے
پیدا ہوا ہی مجھہ کو یہہ آزار ہیطرح

عالم تمہارے پیچ مین آویگا آج جان
تمنے سجا ہی چیرۂ بلدار ہیطرح

پکڑ مکیو اسکے پیچ پہ ئے گا شراب آج
زاہد کی فکر مین ہی وہ میخوار ہیطرح

کیا جانیئے کہ آج کس عاشق کی ہی اجل
کیفی ہوا ہی اب تو میرا یار ہیطرح

ممکن نہین قفس سے کہ گل تک پہنچ سکے
بلبل ہوئی ہی اسکے گرفتار ہیطرح

غارت خدا کرے یہہ تیرے ملک حسن کو
ہی فوج خط کی گرد نمودار ہیطرح

تابان نہ کہ یار کو کیونکر منائیے
اسکے ہوا ہی مجھہ سے وہ بیزار ہیطرح

غزل سودا

شمع مین ہرچند ہی سر سے گذر جانیکی طرح
کھب گئی دلمین ہمارے لیک پروانیکی طرح

یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گالی سے پیام
کچھہ بہی ہی خانہ خراب اس لبکے سمجھانیکی طرح

تجھہ بن انکھون سے میری ہردم ہو صحرا نشین
سیل سے مجھہ اشک کے ہر گہر ہی ویرانیکی طرح

کاٹ کر پلتے ہی ناگن تب اثر کرتا ہی زہر
سیکھہ لی زلفون سے تیرے لٹنے بل کھانیکی طرح

بلبلون کو دیتا ہون دیوان فغانی کا مین درس
ورنہ گلشن مین ہی میری کون سے جانیکی طرح

گھر کیا اپنا بتان نے دلکو میرے دیکے شکست
توڑکر کعبہ بناتے ہین یہہ بتخانے کی طرح

جا گل نو تر بن مین گلچین باغبان اب جو بگل
کچھہ نظر آتی ہی اے سودا بہار آنے کی طرح

غزل سراج

منہہ سے تیرے ہوئی تابان صبح	کیون نہ ہو شرم سے پشیمان صبح
میرے رونے سے یار ہنستا ہی	اشک شبنم ستی ہی خندان صبح
ہی تیرے حسن کی تجلّی دیکھہ	پیرہن چاک تا گریبان صبح
بسکہ مقبول ہی دعاے سحر	ہی مجھہ انکھون مین نور ایمان صبح
ای سراج آفتاب رو آیا	ہی میرے گھر مین آج مہمان آج

ردیف خا

غزل نور

لب تیرا مثل غنچہ تر ہی شوخ	فتنہء چشم پر غضب ہی شوخ
سیکھلے تجھہ سے شوخیان کوئی	تجھہ سا عالم مین کوئی کب ہی شوخ
ہو وفا تجھہ سے ہی یہہ بو العجبین	بیوفائی کا کیا عجب ہی شوخ
نام ہو کیون نہ دلربا تیرا	دل ہی کی تو تجھے طلب ہی شوخ
پاس ہی اپنی بانکا تو آ	کل کے وعدے کی آج شب ہی شوخ
نور گھایل سے ماہ کے مانند	اتنی بے مہری کس سبب ہی شوخ

غزل سوز

گالیون ہم سے تیرے ہونٹ نے نہین ای ماہ تلخ	کیون تجھے لگتی ہی تا انصاف میری آہ تلخ
اس لب شیرین کی حسرت مین ہوا ہون جان بلب	زندگانی کیون ہوئی مجھہ پر میرے اللہ تلخ

شکر ہی اسکا زبان کی ہم سے لذت چھٹ گئی
جو ملا سو کھا لیا تھا خواہ شیرین خواہ تلخ

زہر بھی میٹھا ہی اسکے ہاتھ کا جو مجھکو دے
تو مجھے کہتا ہی کیوں ای ناصح بدراہ تلخ

سوز دل پینے کا تو پوچھے اگر مجھ سے علا
ہی محبت کا مزہ میٹھا ولے پرماہ تلخ

غزل یقین

میرے یہ چاک گریباں سے ہی رفو گستاخ
نہ میرے زخم سے مرہم کی ارزو گستاخ

کرے ہی آئینہ سے طرح نکتہ چینی حسن
نکر تو اسکو اب اتنا بھی اے روبرو گستاخ

تیرے ادب سے گیا ہوں جنون کو ایسا بھول
کہ ہاتھ جیب سے گویا نہ تھا کبھو گستاخ

میں اس دلیری سے پیتا ہوں خون دل اپنا
کہ جوں شراب کے پینے میں ہی سبھو گستاخ

ہزار شکر یقین میں اگرچہ ہوں بیقدر
نہیں ہی مجھ سے پر ہرگز وہ تندخو گستاخ

ردیف دال

غزل سراج

بندہ ہوں دل سے تیرا آن یا محمد
تجھ نام پر ہوا ہوں قربان یا محمد

الودگی سے تن کے ہی مجھ پہ سخت مشکل
اپنے کرم سے کرنا آسان یا محمد

سیپارۂ جگر میں آیت ہی یاد تیری
نازل ہی تجھ صفت میں قرآن یا محمد

امید ہی تیرے سے محشر کے دن شفاعت
مجلس میں اپنے کرنا مہمان یا محمد

تجھ ذات کی ثنا میں لولاک جننے بولا
ہی جسم دو جہان کا تو جان یا محمد

تجھ کو کہے ہیں احمد محمود بھی کہے ہیں
ہی اسم ذات تیرا رحمان یا محمد

رکھتا ہی آس ہر دم تجھ سے سراج یا شاہ	رکھ آخرت کو ثابت ایمان با محمد

غزل

یا الہی کب ملے گا وہ جوان سرو قد	روز و شب پڑھتا ہون اُسے قل ہو اللہ احد
ورد جان اپنا سمجھتا ہون تجھے ای گلبدن	رات دن مجکو وظیفہ ہی ہو اللہ الصمد
لم یلد کوئی نہین دنیا مین ہی لیکن خدا	دو جہان تیرا ولم یولد جو رکھتا ہی سند
ذات ہی اسکی بقا سب جگ فنا فی اللہ ہی	اول ولم دویم یکن سیوم لہ کفوا احد

غزل سودا

اشک کو کب ہی شناسائی گھر سے پیوند	صاحب درد کی ہی اسکو نظر سے پیوند
دلکو میرے نہ جدا اس سے کر اپنے ظالم	مین کیا ہون یہہ بہت خون جگر سے پیوند
دامن ابر پکڑتا ہی جو اتنا شاید	کسی عاشق کے ہوا دیدۂ تر سے پیوند
کون ایسا ہی جسے دست ہو دلسازی مین	شیشہ ٹوٹے تو کرین ہم بھی ہنر سے پیوند
کھینچتا کیون ہی عبث ناز طبیب ای سودا	درد کو دل کے نہین درد جگر سے پیوند

غزل انشا

نہ لگی مجھ کو جب اس یار طرحدار کی گیند	اُن نے محرم کو سنبھال اور بھی تیار کی گیند
دست رس ہو تو ترے سیب زنخ یار و ان	قرص خورشید کی اور لمعہ انوار کی گیند
جھٹ پلٹ اسکے لگی بیچ مین چھاتی کے مرے	تھی جو یہہ روکی ہوئی کس محرم اسرار کی گیند
رکھے ہی ماہ شب چاردہم دلبان ہو ہوا	کہ وہ تھا لب بہنے اور ہو نیری دستار کی گیند

گرد

گرد مقیش طلائی کی کرن ٹانکو اگر	ہاں یہہ لالہ ہون بنا اطلس گلناری گبند
شال رومال کی تو چوٹ مجھے کچھہ لگلگے	اب بنا پھینکے ہی کمخواب کی شلوار کی گبند
لگے فرمانے وہ ہل مل کے غزل کو انشاؔ	وہ کیا خوب بنی کا عذ اشعار کی گبند

غزل نظر

چھوتا ہاں زانہ کم نہ مجھو للا ازار بند	ہی آپ ہری کا سب میں امو للا ازار بند
ہر یک قدم پہ شوخ کے زانو کے درمیان	کھاتا ہی کس جھلک سے جھکو للا ازار بند
گویا کناری بادلہ مقیش کے سوا	تھے چار تولے موتی جو تو للا ازار بند
ہے میں ہاتھہ میرا کہیں لگ گیا تو وہ	لونڈی سے بولی جا ہمارا دھو للا ازار بند
اور دھو ہاں نہیں تو پھینک دے ناپاک ہو گیا	وہ دوسرا جو ہی سو پیرو للا ازار بند
ایکدن کہا یہہ میں نے کہ ای جان آپکا	ہمنے کبھو خریدا نہ کھو للا ازار بند
سنکر لگی یہہ لگی کہنے کہ ای اچھے خوش چھہ	ایسا بھی کیا میں رکھتی ہون ہو للا ازار بند
اجائے اس طرح سے جواب ہر کسیکے کاٹ	ویسا تو کچھہ نہیں میرا ہو للا ازار بند
یک رات میرے ساتھہ وہ عیار مکر باز	لیتی چھپاکے اپنا ممو للا ازار بند
جب سو گئی تو میں نے بھی دہشت سے اسکے آ	پہلے تو چپکے چپکے تنتو للا ازار بند
آخر تری تلاش سے اس شوخ کا نظر	جب آدھی رات گذری تو کھو للا ازار بند

غزل خاشاک

کاکل یار کی دیکھی جو نہیں تنویر سفید	ہو گیا سکتا مجھے بنگئی تصویر سفید

دونو رخسارون پہ ہے عکس نہین مونہون کا
گرد خورشید کے ہے کھنچی ہی تحریر سفید

کالا منہہ کرتے ہین مجرم کا یہہ ہی رسم بلاد
منہہ کیا یار نے میرا دم تقدیر سفید

سادہ کاغذ عوض نامہ دیا قاصد نے
ہوئی شاید میری تقدیر سے تحریر سفید

داغ فرقت نہین جاتا کسی صورت سے لیسے
زنگی ہوتا نہین ہرگز کسی تدبیر سفید

لاکھہ تدبیر کی کچھہ بس نہین چلتا میرا
کرون کس طرح سے یارو خط تقدیر سفید

کوئے جانان کا تجسس کیا مین نے یہان تک
کوچہ گردی سے ہوئی پاؤن کی زنجیر سفید

سنکے آواز میری ہوتا ہی ہیجو و لیبا
جسطرح ہوتا ہی کافر دم تکبیر سفید

بوسہ لینے تو لیا پھر جو نہین تیوری بدلی
رنگ رو جبر ہوا باعث تقصیر سفید

رنگ مکھڑے کا مجھے دیکھکے فق ہوتا ہی
پیدا کی آہ نے شاید میری تاثیر سفید

آسمان پر ہے نمایان نہین ہین تارے
دیکھو جاتا کے ہین نالہ شبگیر سفید

غزل خان

جبکہ سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد
رہی دشت مین خالی میری جا میرے بعد

کیا عجب ہی جو اٹھے مرقد لیلے سے صدا
میرے مجنون تیرا کیا حال ہوا میرے بعد

تیز رکھیو سر ہر خار کو ای دشت جنون
شاید آجاوے کوئی آبلہ پا میرے بعد

وہ ہوا خواہ چمن ہون کہ چمن مین ہر صبح
پہلے مین جاتا ہون اور باد صبا میرے بعد

منہہ یہ لے دامن گل روینگے وغنچان چمن
ہر روش خاک اڑاویگی صبا میرے بعد

اس لئے گڑتا ہون مین چاک کفن کو اپنے
کون کھولیگا تیرے بند قبا میرے بعد

جی تے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارے
یاد آویگی تجھے میری وفا میرے بعد

دلیہ یک سانپ سا لہراتا ہے مرقد پہ صنم
کون کھولے گا میرے زلف دوتا میرے بعد

جا لگے کہہ دیوے کوئی خاکی زباں فی انہنا
اب نہیں آتے ہو پھر آوگے کیا میرے بعد

غزل ضمیر

جیسا سجا ہے ہولی میں تو اے جان زرد
کیا خوب کھولی سر پہ تیرے زعفران زرد

آنے سے کی کے دہوم ہے گھر گھر شہر کے بیچ
فیض قدم سے کی کے ہے سارا مکان زرد

شب کو گیا میں مجلس ہولی میں اے ضمیر
دلچسپ کیا ہی خوب تھا ہر ایک مکان زرد

اس انجمن کی تجھ سے میں تعریف کیا کروں
پہنے لباس بیٹھے تھے سب مہربان زرد

کھپ رہیں تھیں چولیاں سبکے بدن میں تنگ
شالیں بسنتی اوڑھی ہوئیں گلستان زرد

روشن کئے تھے جھاڑ شمیں کے گرد گل
چھتیں تھیں زعفران بھی اور سائبان زرد

حوریں شعرا اور رنڈیاں بیٹھی تھیں صف بصف
سونیکے کنٹھے پہنے ہوئے نوجوان زرد

پیشواز جیت انکی میرے دل میں کھپ گئی
گرد حاشیہ کناری کا تہا درمیان زرد

ڈالے سبھی تھے کا رگلو نکے گلا کے بیچ
سر خوش تھے اپنے جسمیں سب گلرخان زرد

پچکاریو نکی مارتھی ہر یک طرف سے زرد
تب کے رنگ سے تھا زمین آسمان زرد

رنگوں سے قمقمو نکے تھی الپس میں زور مار
روشن کئی عقیق کی تھی سمعدان زرد

ان سب کے درمیان میں جسند پہ دلربا
سونے کا آگے رکھے ہوئے پاندان زرد

القصہ اپنے جسمیں ہر ایک شاہ وقت
پھر دیکھے اسکے ہو گئے سب بدگمان زرد

اِس شب سے میری انکھوں میں یرقان ہو گیا / یہاں تک کہ میرے ہو گئے سب استخوان زرد

انداز سے زیادہ ہی اسکا بیان ضمیر / لکھتے ہی اسکے ہو گئی سب داستان زرد

ردیف ذال

غزل مسیح

قند و نبات و شہد و شکر ہیں کہاں لذیذ / شیرین لبون کی جیسی ہین گالیان لذیذ

ہین سوز غم سے سکہ یہ جلتے برنگ شمع / کام ہمارے میں میرے ہین استخوان لذیذ

ساقی ہو سیر باغ ہوا ور گلعذار بھی / مشرب میں اپنے تب ہو مئے ارغوان لذیذ

ہو کیون نہ موج شربت عیسی میری زبان / نام اسکا لیتے ہی ہوا میرا و جان لذیذ

ہر میوہ مٹھائی کی لذت سے دل بھرے / پر ہی مدام بوسۂ شیرین لبان لذیذ

جون پائے قیس شتر کی زبان کو / لگتے ہیں خار نجد کے ای ساربان لذیذ

جب تک کہ منہ میں ہو وے سب ذوق مسیح / کیون کر لگے ہمین ثمر بوستان لذیذ

غزل انشا

لکھ دو اخون جی صاحب کوئی ایسا تعویذ / کہ میرے منہ سے لگے اسکے گلے کا تعویذ

کچھ تو دے اپنی نشانی مجھے بندہ باللہ / تو ازار بجز کر اقول کا چھلا تعویذ

دل وہ کہتا تیرے عاشق کا بچاوے ہرگز / گرچہ سو لاکھ طرح لکھ دے مسیحا تعویذ

عشق میں ہوئے ہم تو جی قہر تھا اسکا فرکا / لال نارے میں بندھا ہے وہ نیلا تعویذ

کسکے بالون سے لٹک جھک کے الجھا تو گئی / اب لگا مجھکو ستانے یہ نگوڑا تعویذ

گرچہ

گرچہ سیانون نے پڑھے افسون بہت آکے ہزار
خون ہدہد سے میرے واسطے لکھا تعویذ

جس پہ لگا مجھے سایہ تھا نہ اثر لیکن
کام آیا نہ کسو شخص کا گنڈا تعویذ

حاضرات اب نکرو بس نہ پڑھو سورۂ جن
دوستو چپ رہو جانے دو یہہ عشق کا تعویذ

خیر النسا کی جو چاہو تو پلادو دھو کر
اُسکے بازو کا وہ تھا سا روپہر تعویذ

غزل یقین

کیا خزان نے کردیا ویران گلستان العیاذ
کس طرح ہی بلبلیں ہوتی ہیں نالان العیاذ

لوگ اس وادی میں اب کرتے ہیں ہو کا شکار
بعد مجنون یون ہوئے ہیں بیکس غزالان العیاذ

جب جگر کے گرتے ہیں آنسو زہرہ ہو جاتا ہی آب
کاہی یہہ عقدہ گھر یون ہو پریشان العیاذ

بات کہتے ڈالتے ہیں پھوڑ یہہ شیشے سا دل
کس قدر یہہ سنگدل ہوتے ہیں خوبان العیاذ

چاک کرڈالا ہی اپنا تو نے سینہ بھی یقین
پھاڑتا ہی اس طرح کوئی گریبان العیاذ

ردیف را

غزل بادشاہ

بلبل شیدا نے پوچھا گل سے یہہ روز بہار
ای گل رعنا ترے دامن سے کیون لپٹے ہیں خار

کیا نزاکت سے گران سرمہ ہی چشم یار کا
یار کا گل سے کمر کیونکر نہ لچکے بار بار

مطرب و مینا و ساقی نغمۂ چنگ رباب
سب مہیا ہیں ولے تیرا فقط ہی انتظار

جو گل رخسار جانان کی آئی دلکو تاب
چھپ رہا غنچہ و گل غیرت سے ہوکر شرمسار

گل نے کرچاک گریبان یون کہا رو رو کے زار
چشم گل کو نوک مژگان کی لگی چبھی ہی تو کب بر

تیرے مقدم کے لئے ای سیم بر گلزار میں — گل گریباں چاک کر آیا نکل بے اختیار
تیغ ابرو دیکھ کر آئی ندا ای بادشاہ — لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

غزل تحسین

کس غرے کے رنگ سے بن ٹھن کے آتی ہے بہار — جسکو اپنے عجب سج سے دکھاتی ہے بہار
چاندنی ہی سیر ہی اور بادہ گل رنگ ہی — گر نہیں ساقی تو کس کام کو بہاتی ہے بہار
ماہتابی کے غرے میں ٹھاٹ ہے وہ مہتاب میں — حیف اسکی ہجر میں کیا مفت جاتی ہے بہار
جھومتی جھلکتی جھمکتی جھنجھلاتی چاند سی — جو وہ گل رو پاس نہیں سکو خوش آتی ہے بہار
واہ واہ تحسین نیت یہہ مصرع موزوں ہوا — چاندنی کے رنگ میں کیا دل لبھاتی ہے بہار

غزل مطلب

مارتا ہوں تمہاری میں ہر بار — آشناؤں میں سب برائی یار
تمکو لازم ہی پکڑو گے میرا — ہاتھ میں ہاتھ با محبت و پیار
مجھکو پیاری لگی تمہاری آج — چال دیکھی ای سرو خوش رفتار
خوب کروایا اتو منت کروا — مجھکو رسوا بکوچہ و بازار
ایک ذرہ بھی مجھکو کرنے دے — یار مجھہ دل کی درد کی تکرار
حاکم ہووے نہ آج ماروں میں — کھینچ کر بیت میں عدو کے کٹار
گرچہ مطلب کا خوش لگے تم کو — تو پڑھو ریختہ سبحن للکار

غزل عبور

بخشش

تحسین کبھی نا کی شیرین نے کچھہ تیشہ زنی پر — پتھر پڑین فرہاد کے اس کوہ کنی پر

اس لب نے نہ ایک لعل کا بازار کیا سرد — کچھہ آگ سی ہی ایک عقیق یمنی پر

ان زلفونکا عنبر کتئیں دیکھہ ہوا خوار — سر پیٹ رہا نافۂ مشک ختنی پر

اب رانجھی کی نام کی جپتا ہون مین سمرن — دن جب سے گرفتار ہی ایک رانجھنی پر

کیون سینہ و سر اپنا مین پتھر سے نہ پھوڑون — وہ وعدہ شکن ہی کا میرے اب لشکنی پر

کیون غنچہ کے مانند گریبان نہ کرون چاک — گل کھاوے جو کانٹون پہ وہ اس گلبدنی پر

شاباش غیور آفرین صد مرحبا تم کو — کیا خوب غزل کہتے ہین اس کم سخنی پر

غزل نظیر

ہرگز نہ پلا مے مجھے تو آنکھہ بدل کر — ساقی تیرے کوچے سے مین جاؤنگا سنبھل کر

مین کشتۂ ابرو ہون تیرا ای میرے قاتل — آتے ہو لئے ہاتھہ مین کیون تیغ مچل کر

تمنے تو اپنے دل سے گئے قتل ہو مجھہ کو — بیٹھے ہو لبین باندھہ کے باہر جو نکل کر

جب ہمسے خفا ہوکے وہ جاتا ہی شمع رو — خاموش ہو رہ جاتا ہون پروانے سا جل کر

مین عاشق بیدل ہون تیرا ای میرے جانی — مت آنکھہ چرا ہمسے تو ایسا نہ خلل کر

کہتا ہی نظیر اسکو ذرہ پیار سے سوجا — تب اٹھہ کے کھڑا ہوتا ہی وہ شوخ اچھلکر

غزل سودا

اٹھہ جانے مین ہی زور مزہ یار سے لڑ کر — ملتے ہین تو پھر چھاتی سے چھاتی کو رگڑ کر

پوجون نہین جس بت کو خدا کا ہی اشارا — آذر نہین لایا وہ میرے واسطے گھڑ کر

خود کردہ کا درمان کہو مین کرون یارو
دل اُنّے لیا مجھ سے نہ لڑ کر نہ جھگڑ کر

دانا ہو سو سمجھے کہ محبت نہین وہ کشتی
در پر کسی بیٹھے جسکے لئے اڑ کر

لیتا تھا یہ سودا وہ نہ جا بیگا کہان تک
جا بیٹھون گا دروازہ پہ اب اُسکے مین گڑ کر

غزل انشا

جا سکتے نہین جسکے چھپر کھٹ کے برابر
سب اسنے سولا یا ہمین کرتوت کے برابر

اس ململی پوشاک پہ مسکی ہوئی چولی
ہی بگڑی اولا لکھ بناوت کے برابر

اس موسم برسات مین کیون گھر نہ رہین ہم
آنکھین بھی یہ سنتی تھین مہاوت کے برابر

وہ پردہ اٹھا گھر سے جو دزنگ چلا آیا
غش کھا کے گرا پیت سے وہ چوکھٹ کے برابر

کب اسکو اثر کرتی ہین انشا کی دعائین
تعویز لٹکتا ہی یہ رالت کے برابر

غزل خلیق

ہی حسن ترا مہر درخشان کے برابر
دندان در و لب لعل بدخشان کے برابر

تنکے کی چھپتن یون ہی جبین پر سر گل رو
پیر و بن ہی جبا حنہ تابان کے برابر

کیا چاہیے عاشق کے تجھے قتل کو خنجر
ابرو ہین تیری خنجر بران کے برابر

پہنان تک ہی نقاہت تپ ہجران مجھے یا
رنگ زرد مرا ہو وے ہی یرقان کے برابر

اے دوست خدائی کیتین تصور مین خلیق اب
جی ڈوب چلا پنجۂ مرجان کے برابر

غزل غلام احمد

نازک ہی بدن غنچہ دہن اور گلعذار
سیمین بدن رشک قمر اور رخ جدار

کیا کرسکو نہین قامت خوبرو نگار اسکے وصف
سو جان سے اپنے سرو گلستان ہی نثار

کیا خوب اسکا حسن ہی جان اُس کے حسن پر
خورشید و ماہ رہتے ہین بیتاب بیقرار

سیر چمن کو گر وہ لٹک چال سے چلے
ہر ہر قدم سے اُسکے نکلتے ہین تازہ ہو بہار

احمد تو اپنے یار کے رہ اشتیاق مین
اور اسکے نام کا ہی تو رکھ ورد بار بار

غزل عزیز الدین

چوسر کیون نہین کھیلون پیا کے سنگ اری یار
اس او سر کے نیت سار جا تو پہ ہے ان مین تین چار

سات پانچ کی کچی پکی پا تین سے ہووے مار
دا اور کھے سو رنگ ہی واکو ہی جیتے سو بار

جو جیتے سو پیا کو جیتے جو ہارے سو رہے پیا لدار
تیری تو سب طرح جیت ہی منکر سوچ بچار

اب تو ایکھا بندھ چلے ہی کرے ہی وہ کا مدل اثر
جب پچھلے چھوٹ جاوینگے تیرے تب کیا کریگی

اٹھہ جام انکی سدھہ لکھو ہے جہ کھلے دس وار
تو نند بار اسد سب غنا ہی جون تو انکو شمار

گری کھمرت مین ہے ابین بجھاون دست لگاؤن یار
تیر اکھلا آہی مین جا ہی پیار کام کی لے نردمار

دس مین وار اور پانچ نت مین ان ہے پند کو تھار
ہو وہ کھون تب ہی کھلن تو کو جنو تجھے سنکار

اتنو دو رنگ سے ایک رنگ ہوجا اور مکر مکرار
جا کو سند رہے سو لے پیا کو اور کے پیا پیار

بارہ ہین باٹین اتھارہ ہین پیند اور چالیس ہزار
تون چل گرو کی بتا وین چالین یا انتھہ اتر تنگیہ پار

گھری گھری پل پل چھن چھن نندن سری پیر نکار
للن ہری سے ملد تو چاہے شام مورت چت دھار

سب کچھ پانسو مین پائے تین تھکین کے مختار
چاہے کچھو ادراوے کچھو اور یا تیتھہ مین للچار

اچپر وا لے تو خوب سمجھے ہی اسکا کہا مت ٹار
جگ جگ جیو عزیز الدین پرا تھنا ہی اکبار

ردیف زا

غزل سودا

بال پر ہونے نپائے تھے نمودار ہنوز
تب سے ہم کنج قفس میں ہیں گرفتار ہنوز

ہونگے پامال نہ کر ہم کو رہا ای صیاد
عشق پرواز نہیں تا سر دیوار ہنوز

زخم شمشیر ستمگر نے کیا اپنا کام
یارو تم ڈہونڈھتے ہو مرہم زنگار ہنوز

حق تعالی اُسے جیتا رکھے اس دنیا میں
اس قیامت سے نہیں ہی تو خبردار ہنوز

قیس و فرہاد کے ماتم سے تو جگ میں اب تک
دشت میں خاک بسر رونے میں کوہسار ہنوز

تیری دوری سے عجب حال ہی اب سودا کا
میں تو دیکھا نہیں ایسا کوئی بیمار ہنوز

غزل غالب

کب رہا ہی اب ہمیں جور و شرر کا امتیاز
دیکھکر جاتا رہا تجھکو نظر کا امتیاز

اسکا کوچہ چھوڑکر جاوے ہی گلشن کیطرف
ہو گیا معلوم بس باد سحر کا امتیاز

تانکی جسنے رنگ گل کی نہ دیکھی ہو کبھی
ہو میاں کیونکر اسے تیری کمر کا امتیاز

ہی یہ سودا محبت ہی کہ یہاں انسانکو
کچھ نہیں رہتا جہان نفع و ضرر کا امتیاز

جب نشست اغیار کے پہلو میں ٹھہری یار کی
تب ہمارا رہگیا پھر وہاں کدھر کا امتیاز

اہل ہمت بوجھتے ہیں خاک جب اکسیر کو
انکو کب ہوتا ہی صرف سیم و زر کا امتیاز

آگے اپنے یار کے غالب ہمیں معیوب ہیں
ورنہ ہی کس کے اُسے عیب و ہنر کا امتیاز

غزل یقین

خوش نہیں آتا ہی بن مجنوں ہمین صحرا ہنوز
ان غزالوں سے ہمارا جی نہیں لگتا ہنوز

اب تلک کرتا ہی تیشہ کام مین پتھر کے دل
مانتا ہی کوہکن کے نقش کو خارا ہنوز

مو نکالے پن بھی مستی حسن کی اتری نہین
بھر رہا ہی مے سے معشوق کے مینا ہنوز

باوجود اسکے کہ ہی زخموں سے مارا خوبان غرق
اب خنجر کو ترستا ہی جگر میرا ہنوز

ہی یقین کا عشق مین ہر مو زبان احتیاج
اس پہ کم ہوتی نہین اسکی وہ استغنا ہنوز

ردیف سین

غزل معروف

لیچلو مجھکو اسی آئینہ رخسار کے پاس
خاک ہی زندگی جو یار نہین یار کے پاس

نرگس چشم کا مت رکھہ دل بیمار خیال
یعنی بیمار کو رکھتے نہین بیمار کے پاس

ذبح کرتا ہی تو کر پر ذرا اتنا سمجھیو
رکھیو قاتل مجھے تو اپنے ہی دیوار کے پاس

جی مین آتا ہی کہ اب بھیس بدل جوگی کا
دھونی دے بیٹھیے جا زلف دھوان دار کے پاس

اب خیال اسکا سرافراز کرے ہی معروف
نہ قدم رنجہ کرے جا کسی یار کے پاس

غزل انشا

پھنس گئی عندلیب ہو بیکس
وائے تنہائی اور کنج قفس

قیس لیلی سے مل گیا شاید
نہین آتی ہی آج بانگ جرس

شب جو مین اسنے راہ مین لیتا
خوف حاکم رہا نہ بیم عسس

ہاتھا پائی ہوئی پہ ایسی کہ بس
انکے انگلی کی چڑھ گئی ہاتھہ نس

لگے کھنے کہ میرے دامن کو	نہین اب تک گیا کسو نے بس
مفت جل جائیگا پرے بے سر کے	ارے مین اگ ہون اور تو ہی خس
جب یہہ سمجھی کہ چھوڑتا ہی نہین	تب تو ٹھہری کہ دینے بوسے دس
گن کے دس لے گیا رہا وان نہ ہی	ہمکو پیستے کرے جو زیادہ ہوس
ایک دو تین چار پانچ چھہ سات	اٹھہ نو دس ہوئے بس انشا بس

غزل شہید

تیرے پر سے جھڑنے لگے شرر نہ تڑپ تو بلبل زار بس
جلے گا قفس جلے گا قفس جلے گا قفس جلے گا قفس
اٹھین گو کہ بارھوان سال ہی مگر ساتھہ پر یہہ مقال ہی
ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس
کوئی کاروان بھی گیا اگر سوئے نجد قیس یون بول اٹھا
وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس
تیرے غمزہ کا ہون بریدہ سر ارے جنگ جو میرے قتل پر
نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس
نہ چلی کسو کی فسون گری کہ وہ زلف سانپ سی جس گھڑی
گئی دلکو ڈس گئی دلکو ڈس گئی دلکو ڈس گئی دلکو ڈس
تجھے دیکھا جسنے ہی اے پری کا نجد کسو کو نظارہ کی

نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس

تو شہید ابر سیاہ ہے کہ وہ شراب پیتے ہیں جس جگہہ

وہیں جا برس وہیں جا برس وہیں جا برس وہیں جا برس

غزل محکم

مجھے حیف ہی تیرا ای صنم کہوں جا کے آہ یہہ کس سے بس

نہ ملا درس نہ ملا درس نہ ملا درس نہ ملا درس

یوں پکارتا تھا تیرے در پہ شب مجھے چور کھہ کے وہ بد لقب

تیرا آج عسس تیرا آج عسس تیرا آج عسس تیرا آج عسس

تیرے ہجر میں مجھے ای صنم یہاں پورے رونے دو ماہ کم

ہوئے دو برس ہوئے دو برس ہوئے دو برس ہوئے دو برس

تپ غم کے لاتے اٹھا بھڑک بخدا صنم یہہ جگر میرا

نہ پیا چرس نہ پیا چرس نہ پیا چرس نہ پیا چرس

مجھے بر میں محکم کہہ رہا وہیں جان کر جو لپٹ گیا

ہر خار و خس ہر خار و خس ہر خار و خس ہر خار و خس

غزل شہید

نہ ہو گا کوئی دنیا میں کوئی ناکام سو سو کوس
کہ مطلب بھاگتا ہی سنکے میرا نام سو سو کوس

ہماری شکل سے بیزار ہیں اب پا کے ای ہمدم
بلاتے تھے ہمیں جو بھیجکر پیغام سو سو کوس

مبارک ہو تمھین اے ہم صفیر و سیر گلشن کی
ہمارے راہ مین پھیلے ہوئے ہین دام سو سو کوس

نکالا آسمانے جسکو گھر مے کوچے سے جانان کے
ہوا تھا ناتوان غم کو ہر ہر گام سو سو کوس

مریض عشق کی اپنے خبر لے جلد اے ظالم
ہوئی ہے دور اس سے طاقت آرام سو سو کوس

نہ ایکدن خضر نے بھی کی میری رہنمائی کی
بھٹکتا ہے رضا مین صبح سے تا شام سو سو کوس

غضب ہے حال سے اپنے نہین واقف ابتک وہ
شہید اب جسکی خاطر سے ہوئے بدنام سو سو کوس

غزل رضا

تمنے کچھ قدر میری آہ نہ جانی افسوس
قدر دانی سے کوئی بات نہ مانی افسوس

داستان درد کی اپنے مین کہون کس آگے
کوئی سنتا ہے نہین میری کہانی افسوس

دل اگر سینے مین ہوتا تو یہ دکھ کیون ہوتا
ہے بغل مین بھی مرے دشمن جانی افسوس

چشم تر ضعف بدن خشکی لب زردی رنگ
یہہ ملی درد محبت کی نشانی افسوس

رحم آتا ہے رضا دیکھ تیرا حال مجھے
مفت برباد گئی تیری جوانی افسوس

ردیف شین

غزل سراج

کیا شراب محبت نے دلکے خم مین جوش
عجب نہین جو قیامت تلک رہون مدہوش

صنم کے حسن سے خورشید کی خجالت سے
ہوا ہے چاند نقاب سحاب مین روپوش

نہین علاج جگر مرہم نوازش لطف
جفا کے زخم سے کرتا ہے دل فغان و خروش

نہ ہووے صدور قیامت کے شور سے پیدا
جو کوئی خیال مین اس چشم کی ہوئی بیہوش

تیری دو ابرو کے خم کو دیکھ حیران ہون — سنا نہیں ہون کہیں بلبلان وتن بدوش
فسردہ دل ہون زمانے کی سرد مہری سے — عجب نہیں ہی اگر مثل شمع ہون خاموش
کمند عقل سے آزاد ہی مثال سراج — جو اسکی زلف کا زنار کا ہی حلقہ بگوش

غزل یقین

رات دن خوبان کو ہی دلہای عاشقونکا تلاش — روز شب لیلی کو تہا ور پیش مجنونکا تلاش
اشک رنگین سے گلی تیری کو مشہد کر دیا — مر گئے ہین دیکھ کر اس جسم پر خون کا تلاش
جسطرح سے ڈھونڈتے ہین لوگ خاطر کا نشان — جسطرح رہتا ہی مجھکو جان محزون کا تلاش
جیسی میری لگ رہی ہی سا تو دونکی جستجو — جسطرح ہوتا ہی افیونی کو افیون کا تلاش
شاعری ہی لفظ و معنی سے پرے لیکن یقین — کون سمجھے یہان تو ہی الہام مضمون کا تلاش

غزل سودا

سینے مین ہوا نالہ و پہلو مین دل آتش — وہ ڈھلکے ہی میرا جی کہ نہ ہو مشتعل آتش
اشک آتش و خون آتش و ہر لخت دل آتش — آتش پہ برسنی ہی پڑی متصل آتش
یک لحظہ طرف ہوکے جیرے دیدہ و دل سے — تا دم تو سمندر ہی سدا منفعل آتش
یاقوت نہین وہ ہی تیرے لعل سے اے شوخ — جا ڈوب ہوی آپ مین ہوکر خجل آتش
داغ اج سے رکھتا نہین ان سنگدلونکا — منت سی ہوئی ہی میری چھاتی پہ سل آتش
دل عشق کے شعلہ سے جو بھڑکا تو رہا کیا — اے جان نکل جا کہ لگی متصل آتش
یک قطرہ مے لا کے سودا کو جگہ سے — بارود کے تودے کو ہی بس ایک تل آتش

ردیف ضاد

غزل رنگ

مرتبہ حق دیا ہی تم کو خاص
تم سے رکھتا ہی دل میرا اخلاص

غیر کی بو میرے دماغ نہیں
الفت دل عجب ہی خالص الخالص

حال تقلیب طالب دنیا
جسطرح سے بنا ہوا رقاص

آپ انا فتحنا ہوے پناہ
مصحف رو ہی سورۂ اخلاص

بحر معنی مین غرق ہوگا رنگ
ہاتھ آیا سخن کا ہو غواص

غزل انشا

کیون نہ دل مین آے دنیا مین نہین ایسا شخص
یار وو دیکھا بھی تھا دنیا مین کہین ایسا شخص

معجزہ و رعنائی نزاکت مین نہ ڈوبے کیونکر
جسکے ہی غصہ مین ہو چین جبین ایسا شخص

جسکی صورت کے طرف دیکھ کے سب ہی حیران
چاہیے بزم مین ہو صدرنشین ایسا شخص

کوئی ممکن ہی بھلا جان بچے دیکھین تو
دوستو جسکے ہو ہمسر کہین ایسا شخص

کیون خرابات نہ ہو خانۂ اسلام بھلا
ہو جو بتخانے مین غارت گر دین ایسا شخص

سب مکانات سے پھر کیون نہ شرف ہو دلکو
دیکھ جس دل مین ہو البتہ مکین ایسا شخص

ساکن کعبہ ہی صنم خانۂ ہو کب لیتے
ہو بس گلشن فردوس برین ایسا شخص

یارب انشا کو سدا عیش طرب مین رکھنا
حیف ہی حور و ملک سے ہو حزین ایسا شخص

غزل سراج

جز عشق جاں گداز نہیں کیمیاے خاص
جسکے اثر سے رنگ ہوا ہی طلاے خاص

تجھہ عشق کا مریض ہی بیتاب دل میرا
دے ای طبیب وصل سے اسکو دواے خاص

مجھہ کو نہ پوچھہ دل مین دو جے عاشقوں مثال
سب مبتلاے عام ہین مین مبتلاے خاص

جز غم نہیں رفیق مرا ہوکے ہجر مین
درد فراق مجھہ کو ہوا آشناے خاص

نہی تشنہ وصال کو کوثر کی آرزو
دیدار کا ہی شربت اسے مدعاے خاص

مجھہ پر نگاہ گرم ہی اور لطف عام پر
ہی دل پسند مجھہ کو صنم کی اداے خاص

ای شوخ تیرے حسن کا پروانہ ہی سراج
تیرے سوا نہیں ہی اسے دلرباے خاص

غزل سوز

آسودہ زیر چرخ نہیں آشناے حرص ::
دن مین ہزار در پہ جو پھر آوے گداے خاص

کر منہہ کو ٹک بسوی قناعت یہہ با امان
رہتی ہی لاکھہ طرح کی آفت فزاے حرص

انسان نہ ہو ولیکن زمانے کے ہاتھہ سے
ذلت کسی کو کوئی نہ دیوے سواے خاص

اپنے سوا کسیکو نہ پایا حریص حیف
کی قطع روزگار نے مجھہ پر قباے خاص

اوقات ہر طرح سے بخوبی بسر ہو سوز
پرور دمیان نہ ہووے لبستر طلبکہ پاے حرص

ردیف ضاد

غزل انشا

لے ہی چکا نہ دل تو اب ہی ہو فا غرض ::
آوے جو میرے پاس تجھے اب سو کیا غرض

اپنے گلی مین دیکھہ کے کہنے لگا مجھے
کیا میرے پاس آنے سے تجھکو بھلا غرض

کیون فایدہ ہی کسلئے کاہیکے واسطے	تو جب سب جھوٹوں بھی کچھہ مدعا غرض
مطلق نہ آشنا ہی دنیا پہ کر گھمنڈ	ظاہر پرست ہوتے ہین سب آشنا غرض
انشا خیال محض ہی اسپر نہ بھول بو	ہرگز کسی کے ساتھہ نہ ڈالے خدا غرض

غزل سراج

ہان ہون گلبدن کا مجھے گل سے کیا غرض	کاکل مین اسکے بند ہون سنبل سے کیا غرض
خوبی دلون کے قتل کو سیدھی نگاہ بس	اس تیغ کو فسانہ تغافل سے کیا غرض
بس ہی غبار راہ لباس شہنشہی	سلطان بیخودی کو تجمل سے کیا غرض
جام بلی الست سے بیخود ہون ای سراج	دور شراب شیشہ ہرمل سے کیا غرض

غزل سودا

چھوڑا ہین کفر دین ہی فقط یار سے غرض	تسبیح سے نہ کام نہ زنار سے غرض
سینے مین دل جو ہی سو ہیر یاد کے لئے	جز دید کیا ہی دیدۂ خونبار سے غرض
طوبی کی چھاون تجھکو مبارک ہو زاہدا	ہی دلکو اپنے سایۂ دیوار سے غرض
تم کان دہر سنو نہ سنو اسکے حرف کو	سودا کو ہیگی اپنے ہی گفتار سے غرض
مجھہ کو سوا بیان کے کچھہ اور فکر نہین	دیوانۂ جنون کو تامل سے کیا غرض

غزل یقین

کب سے دکھہ مجھہ مجروح دیوانیکی غرض	نہین پہنچی کان تک اس زلف کے شانیکی غرض
گرچہ جاہین ہرم سے منگکہ مین ہوتا ہون داغ	شمع کی خدمت مین جا اتنی ہی پروانیکی غرض

شیشہ مجھہ دل سا پیا ہے اور تیری انکھوں سا جام	کی اگر ساقی ہزاروں سال میخانے کی عرض
دل کو ویران مت کر وہی یہہ حضور کا تاج و تخت	اہی پریزادوں کہوستے بھی تو بوانے کی عرض
فصل جاتی ہی یقین اور باغبان سے ایکبار	کوئی کرتا نہیں ہماری باغمین جانے کی عرض

ردیف طا

غزل مولوی عبد اللہ

جو کرے تیری زلف سیہ پہ نظر ہوے تو ایک ہی دم میں وہ دم غلط
جسے مار سیہ کا زہر اثر کرے کیون نہ وہ ہوش و قدم غلط

نہیں تجھکو غرض کچھو تیر و کمان ہوں بیان مین صفت میں تو ہزاروں کی جان
تیرا تیر نگہ ہی ابرو کمان جو کرے صف ترک عجم غلط

نہیں اس میں ہی تیرا گناہ ذرا وہ مارے کوئی دم چون و چرا
کہاں اپنا قصاص و دیت ہی بھلا جو ہوا آپ ہی اپ عدم غلط

دیکھو بلبل و گل کا نباہ ضم کیسے کرتے ہیں ملکے یہہ چاہ ہم
نہیں کوئی ہا ایمین سے چشم ہم جو ہو قول و قرار و قسم غلط

ذرا چشم کرم سے تو دیکھہ ادہر تیرے ہجر میں تڑپوں آٹھوں پہر
جیسے بسمل مرغ ادہر سے ادہر لکرا سپہ تو اتنا ستم غلط

غزل سراج

بجھہ خط کے اگے نافہ مشک ختن غلط	ہی تجھہ لبوں کو دیکھہ عقیق یمن غلط

بلبل نے دیکھا باغ مین رخسار گل بدن
پرخا گیا ہی صفحہ برگ سمن غلط

بیٹھے بچن مین وعدہ خلافیکا بول گول
ہرگز نہ بول بول ای شیرین دہن غلط

ڈرتا ہون تجھہ بھوان کے اشارات سے وہیدم
ہوتا نہین ہی سیف زبان کا سخن غلط

روشن ہی ای سراج کہ فانی ہی سب جہان
مجلس غلط ہی بزم غلط انجمن غلط

غزل سوز

اب ضرر کرنے لگا دل کو بتان کا اختلاط
سچ تو ہی ان بیوفایون سے کہا تھا اختلاط

اب کوئی دم کو مچاویگی خزان آکے لوٹ
عندلیبو چھوڑ دیو تم گلستان کا اختلاط

ناقصون کی دوستی سے دین ایمان کو اجاڑ
پوچھہ لو جا کر گلستان سے خزان کا اختلاط

خاک سے جسنے بنایا حضرت انسان کو
فیض گر چاہے تو کر اس باغبان کا اختلاط

سوز سے مت دل لگاؤ مشفقو پچتاؤگے
کاہش جان ہی عزیز و میہمان کا اختلاط

ردیف ظا

غزل یقین

تھا بتان کے بزم مین جانے کا حظ
ہمکو خدمت کا انھونکے کام فرمانیکا حظ

وصل مین بھی دردمندون کو نہین راحت نصیب
دیکھیے شمع کے ملنے سے پروانیکا حظ

اس طرف گل توڑتا ہی اس طرف بلبل کا دل
کیا رہا گلچین کے ہاتھون باغ مین جانیکا حظ

جی نکلتا ہی مرا اس پر کہ کب آویگا ہاتھ
یار کے پانو پہ سر کو رکھہ کے مر جانیکا حظ

پوچھتا ہی خوب کیفیت نظارے کی یقین
اس نگاہ مست سے لیتا ہی مینخانیکا حظ

غزل حاجی

سرخ جوڑا سج کے نکلا گھر سے لو الحفیظ	آگ رکھتا ہی یہہ کس کے جگر پر الحفیظ
دیکھئے ہوتا ہی کیا رہتی ہی یا جاتی ہی جان	اندنون بگڑا ہی ہم سے کینہ پرور الحفیظ
تیری یہہ ٹیڑھی نظر اور تیغ ابرو دیکھ کر	اچھے اچھے دل اتھتے ہین بہادر الحفیظ
اسکے کوچے کی نہ کر ای دل سکونت اختیار	ساکن کوئے صنم کہتے ہین اکثر الحفیظ
حاجی اس ناآشنا سے دیکھئے کیسی بنے	آج کہتے ہین پکارینگے پیمبر الحفیظ

ردیف عین

غزل یقین

دن جنون کے آن پہنچے ہوشیاران الوداع	فصل گل نزدیک آئی ای گریبان الوداع
نہین ہمین رخصت کہ یکسان باندھین آشیان	باغبان کا حکم یون ہی ای گلستان الوداع
میکدہ سے قصد ملنے کا کیا ہی کیا کرین	توبہ ہم سے ہوگئی ای می پرستان الوداع
ہم سے تنہا ویرانہ تک آباد سو ہم بھی چلے	اب خدا حافظ تمہارا ای غزالان الوداع
ناتوانی سے اب جور و جفا کی تاب نہین	اب یقین بوڑھا ہوا ہی نوجوانان الوداع

غزل ساجی

تجھ مکھ کی تاب دیکھ ہوئی بیقرار شمع	جلتی ہی بزم عشق مین پروانہ وار شمع
ازبسکہ تجھ خیال مین ہی چشم خون فشان	فانوس مین بہا انکھون کی ہوی گلنار شمع
بزم عاشقان مین سنتا ہی ای صبح رو	ہر شب تیری فراق مین ہی اشکبار شمع

تو خط کے رخ پہ اس خط ریحان کو دیکھ
لکھتی ہے آج دود سے خط غبار شمع

پھرے ہے اسکے بن ہی عجب گرم عرق چلے
دیکھے ہے ہو کے حسن کو جیا مسار شمع

تیرا جمال دیکھ کے خوبان ہوئے خجل
بے نور ہے سورج کے انگین جیون ہزار شمع

دیکھا ہے بسکہ اس گل رخسار کو سراج
انکھوں مین ہے پتنگ کے مانند خار شمع

ردیف غین

غزل انشا

ای آتش فراق میرا ہی بے سوز داغ
جھلکے ہے دل مین دور سے جیون دیپ کا چراغ

انکھو مین نا کہ نشہ وحدت کا ہو طلوع
ساقی مجھے مغان نہ بھر دے بھرا ایاغ

بیٹھا ہے آج مجلس رندان مین شیخ یون
طوطی کے پاس جیسے کوئی ہم قفس ہو زاغ

پیدا لگاوت اہ کسے ساتھہ کیجئے
لیکن دل و دماغ کہان کسکو یہہ فراغ

پہنچو مین کس کے کنہ حقیقت کو آج تک
انشا مجھے ملا نہیں اپنا ہی کچھہ سراغ

غزل سراج

پایا ہیون اس جہان مین عجب مار بیدریغ
ہے جسکا نام جگ مین ستمگار بیدریغ

بیدرد اگر ملے جو کسی دردمند کو
جیسا مجھے ملا ہے وہ دلدار بیدریغ

امید ہے تیرے سیتی سجن مہر کی نگاہ
تیغ جفا کا مجھ پہ نکر وار بیدریغ

ہو آشنا تیرے سیتی بیگانہ ہو گیا
دل لیکے کیون کیا ہے پھر انکار بیدریغ

میرے انجھون کا بوند تیرے غم سے ای سجن
منصور ہو پلک کی چڑھا دار بیدریغ

بیکبار

یکبار اپنے پیار سے حال سراج پوچھہ
کچھہ خوب نہین تغافل ہر بار بیدریغ

غزل سوز

زندگی آخر ہوئی آیا نہ وہ دلدار حیف
مرتے مرتے بھی نہ دکھلایا مجھے دیدار حیف

مین بھی بندہ تھا اگر ملتے تو کیا تھا خلل
پر ترے دلمین نہ آیا حیف میرے یار حیف

لیچلے دنیا سے ہم ارمان تیرے وصل کا
گور مین نکلے کی یہہ آواز اے عیار حیف

حسن صورت کو ہی لازم ہے پیار حسن خلق
یہہ تیری صورت فلانی اور یہہ اطوار حیف

شعر پڑھنا بات کرنا مسکرانا اب کہان
سوز کے منہہ سے کہی سنتے مین لاکھون بار حیف

غزل سراج

مثال حلقۂ زنجیر ہی زلف
بلا ہے جان پر زنجیر ہی زلف

قیامت لگ خلاصی نہین ہی ممکن
دل عاشق کی دامن گیر ہی زلف

ہوئی حل مشکلات سورۂ نور
کتاب حسن کی تفسیر ہی زلف

دیا ہی صفحۂ رخسار کو زیب
عجب یہہ خوشنما تحریر ہی زلف

نصیب چشم ہی خواب پریشان
سراج اس خواب کی تعبیر ہی زلف

غزل علام احمد

مکتب عشق مین حاصل نہین ہوتا یکحرف
گر کرے عمر تمام اپنی اسی مین صرف

عشق کا علم ہی ایسا کہ نہین اسکو کنار
جو کہ تحصیل کریگا وہی پاویگا شرف

سطر ابرو پہ کرے اسکے لکھہ کیا ممکن
کسکا مقدور ہی اور کسکا میان ہی کاظرف

والضحی روے صنم زلف ہی واللیل سجی
کیا کرامت کی یہہ نزاکت مین لب شگرف

احداث عشق کی آتش سے ہی سیاما ہی گداز
تاب خورشید سے جیسا کہ پگلتا ہی یخ

غزل انشا

کھولے جب چاند سے اس مکھڑے کا گھونگٹ عاشق
کیون نہ پھر لیجو بلائین تیرے جھٹ پٹ عاشق

نہین معلوم اجی تمنے یہہ کیا پڑھ پھونکا
کہ نہین دیکھتے ہی ہوگئے جھٹ پٹ عاشق

ہی خوشی تم کرو غیرون سے بہم اور لپٹے
گھونٹ لوہو کے پئے کیون نہ غٹاغٹ عاشق

بھاگتے پھرتے ہین کچھہ اور اٹھاتا ہی مزا
کھا کے جھڑیان تیرے ہاتھون سے سٹاسٹ عاشق

گھر سے باہر نکل آنکھون سے اپنے رس کے
سرخ کرتا ہی وگرنہ تیری چوکھٹ عاشق

چھپکے کیا سوئے ہی آنکھین تیرے لب ہی گھونگٹ
تاڑ جاتا ہی تیرے پانو کی آہٹ عاشق

اپنی سب سیر کو جو باغ ارم کی پریان
سو ہوبین دیکھ کے تیرا یہہ جھمکٹ عاشق

ای نسیم سحری اس سے یہہ کیو کہ تیرا
رات سے آنسو بدلتا ہین کروٹ عاشق

ایک غزل اور نئی قافیون مین کہہ انشا
جسکے سنسے ہو معشوق بھی جھٹ پٹ عاشق

غزل سالح

ہی تسلی بخش جب سے پیر تو اسرار عشق
تب سے میرا دل ہوا ہی مطلع انوار عشق

پا گیا ہی چہرہ مقصود کو لیلی کے وہ
جو ہوا ہی مثل مجنون بلبل گلزار عشق

اسکو آفات حرارت سے نہیں اندیشہ کچھ | جسکو تعویذ گلو ہوئے دل ہوا طومار عشق
غزل دلکو بنایا دو بہت کے رہنے کے لیے | لیک غم کے گرد باد و آب ہیں معمار عشق
ہی خیال چشم خوبان روغن بادام سے | بستہ بینائی دل پر جو ہی بیمار عشق
اسکو ہی نت بید وانی نالہ و فریاد کی | جس برہمن کو گلے کا ڈر ہی زنار عشق
لے خبر ہی محفل کو نہیں سے مثل سراج | جو ہوا ہی بیخودی کے جام سے سرشار عشق

غزل الف

ایکدن رات کی صحبت میں نہیں ہو سر نیک | ہمکو کیا فائدہ گر رات بہت ہیں نزدیک
اتنو تک ہو کھڑے بات ہماری سنلو | رات ہی کوچہ و بازار پہ تھی تاریک
ہاں جو ہاتھ سے کل غیر کے تونے کھایا | اپنے لو ہو کے عوض گھونٹ پئے ہیں ہر ایک
دور ہو وادئ مجنون سے نکل ای وحشت | کس بیابان سے ملے تجھکو یہاں لی یک لیک
وادی عشق میں اٹھا تو سنبھل کر جانا | ہاں خبردار کہ یہ راہ بہت ہی باریک

غزل سودا

ہو سکے کرتے ہیں مجھے قتل یہ ہم چارون ایک | غمزہ و ناز و ادا و عشوہ صنم چارون ایک
ستم و ظلم و تعدی و جفا عالم سے | ہوکے آپس میں گئے سوئے عدم چارون ایک
حکم لکھتے ہیں ہمیدان سخن تیرے پاس | نیزہ و تیر قضا سیف و قلم چارون ایک
شاہ مردان تیری خلقت جو ہوئی منظور | ہوتے عنصر کبھو ملکے بہم چارون ایک

انوری سعدی و خاقانی و مداح تیرے
رتبۂ شعر و سخن میں ہیں ہم چاروں ایک

جب کے تو پاس ہووے تو اسے عالم میں
مجلس و شادی و تنہائی و غم چاروں ایک

کاغذ و نامہ و تحریر و کتابت سوا
ہوکے کہتے ہیں تلنگ اہل قلم چاروں ایک

غزل سوز

روئے کو میرے تا بلکہ جاوے دل سے آئے اشک
نکلے ہی خون چشم سے اتنو بجائے اشک

خون جگر تو آنکھوں سے جو تھا سو بہہ گیا
آتا ہی لخت دل ہی چلا اب بجائے اشک

رونے سے بار ہم کوئی لاتے ہیں شمع سا
لے سمع سے پانو تک ہمیں تا کھلائے اشک

نظروں سے جو کسی کے گرے بول کیا سکے
گرنے سے ہی آنکھ سے کرتے صدا اشک

آنکھوں سے ایکدم نہیں ہوتا میرے جدا
ای سوز کیا کروں میں بیان وفائے اشک

غزل محکم

عطر سے جب کی معطر اسنے کاکل یکبیک
ہوگیا بس سونگتے ہی مست سنبل یکبیک

واکرے بند قبا وہ گل چمن میں جلکے جب
کیوں نہ اڑجائے عنبر و نکہت گل یکبیک

غنچہ و گل رقص کو آئے جب اس گل کے حضور
لگ گئی گانے ترانہ سن کے بلبل یکبیک

شیشہ و ساغر و ساقی بیٹھے ہیں جدت کی
شو تھیں اگر لگے کرنے سبھی غل یکبیک

غیر تنہائی نہ دیکھا اور کچھ بستر پہ آہ
خواب سے جو چشم محکم شب گئی کھل یکبیک

غزل سوز

تجھ کو تہمت مت لگا پھر خدا تو ای فلک
تا کبھی پہنچا نہیں اب تک میرا دامن تلک

ہان مگر تقصیر یہہ کہئے کہ ایک شب باغبین
رخنۂ دیوار سے دیکھی تھی قاتل کی جھلک

اس گنہہ پر جو تیرے دلمین ہو سو تو کر سکو
لے گیا تھا اس شرابی کے لئے مین دل گزک

اور بھی ایک بات یاد آئی کہ مین چھوتا نہین
جون گیا مین پاس اسکے اتھہ گیا دامن جھٹک

دیکھہ کر مجھہ کو نہایت طیش سے بولا کہ اُو
اپنے رتبے سے نہ رکھہ تو پانو آگے چل سرک

رہ گیا اپنا سا منہہ لیکر قدم پیچھے پڑا
ہر قدم پر مارے خجلت کے مین رہتا تھا ہچک

اس گنہہ پر جو تیرے دلمین ہوا حرج کہین
اپنے اس دل سوز کو تو ہاتھہ مین رکھہ یا پٹک

غزل اسد

آہ کو چاہئے ایک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہی تیری زلف کے سر ہونے تک

دام ہر موج مین ہی حلقۂ صد کام نہنگ
دیکھین کیا گذری ہی قطرے پہ گہر ہونے تک

عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب
دل کا کیا رنگ کرون خون جگر ہونے تک

ہمنے مانا کہ تغافل نکروگے لیکن
خاک ہو جاینگے ہم تمکو خبر ہونے تک

غم ہستی کا اسد کس سے ہو جز مرگ علاج
شمع ہر رنگ مین جلتی ہی سحر ہونے تک

ردیف گاف

غزل سودا

کرتی ہی میرے دلمین تیری جلوہ گری رنگ
اس شیشہ مین ہر آن دکھاتی ہی پری رنگ

کس رنگ مین دیکھانہ تیرے رنگ کا جلوہ
سب رنگ مین ہی تو یہہ تیرا سب سے ہرے رنگ

ای شیشہ گران دل کوئی توتا جو بناوے
پیدا کرے پھر اور ہی کچھہ شیشہ گری رنگ

ہی خاک لب آج خدا جانے چمن کا
دیکھہ آئی ہی کیا جانیے نسیم سحری رنگ

اُس گل مین یہہ جلوہ ہی کہ اب کنج قفس مین
دکھلاتی ہی میری مجھے بے بال و پری رنگ

گر جامہ عریانی تو خاکستری سودا
ہو عزم سفر یہان سے تو ہی یہہ سفری رنگ

غزل جرات

رکھتا ہی جو مزا یہہ دل تنگ رنگ و ڈھنگ
سو وہ تمام خلق کا ہی تنگ رنگ و ڈھنگ

بدخوئی مجھہ سے کرتا ہی ہر دم تیری طرح
سیکھا یہہ تجھہ سے دل بھی ترا خدنگ رنگ و ڈھنگ

جب سے کیا ہی تو نے چمن کیطرف گذار
گل دیکھہ کر ہوا ہی نپٹ دنگ رنگ و ڈھنگ

کیا ڈھنگ زہد خشک مین ہی لے شراب شیخ
رکھتا ہی اور بادۂ گل رنگ رنگ و ڈھنگ

دل صاف تھا تو خوف نہ تھا دیکھئے ہمین
اب کیا دیکھاوے دل کا مرے زنگ رنگ و ڈھنگ

جو رنگ معنی شعر مین جرات کے ہین سو یہہ
پاوے نہ کوئی سیکڑون فرسنگ رنگ و ڈھنگ

غزل سودا

پھونکدی ہی عشق کی تپ نے ہمارے تن مین آگ
دہکے ہی جون شعلۂ فانوس پیرہن مین آگ

رنگ گل کچھہ یہ طرح دہکے ہی ای ابر بہار
آشیان میرا جھڑک لگتی ہی اب گلشن مین آگ

لالۂ خود رو نہین ہی خون نے فرہاد کے
جوش مین آکر لگا دی ہی کوہ کے دامن مین آگ

ہجر مین ہی دھوم ہو رہی ولیکن تجھہ بغیر
یہہ گلا دل اڑتا ہی جون بھڑکی ہی اب مدفن مین آگ

رنگ یاقوت نکا دہکے ہی جو انگارون کیطرح
حسرت لب سے تیری ازبس لگی معدن مین آگ

گو بہار آئی کہے سودا بھلا لگتا ہی باغ
یون چمن مین گل نظر پڑتے ہین جون گلخن مین آگ

غزل انشا

بسکہ تھا تیرے شب ہجر مین بے نور پلنگ — مین نے لین کروٹین یہان تک کہ ہوا چور پلنگ

سیج پھولونکی پڑی ایسی پھبن پر ہی کہ بس — صدقے ہوتی ہی ترا دیکھہ پر ایک حور پلنگ

چاندنی مین تو نہ سو کہ تجھے یہ ڈر ہی کہ تیرا — لیکے ہوجاوے پری کوئی نہ کافور پلنگ

بادلیکی تیرے مگزیکو جہانکے ہی وہ ماہ — دیکھتا ہی ایسے شاید تیرا منظور پلنگ

آج پریون کا اتارا ہی یہان ای انشا — ماہتابی نے نیچے پھیر بدستور پلنگ

غزل شیدا

جی نکل جاوے گا سن او گل بدن — جو ہوا ہم سے تو ایک آن الگ

عاشق زار کا طور — ان دنون ہی کچھہ اور

مثل گل غم سے تیرے غنچہ دہن — چاک دامن ہی گریبان الگ

مے کشی کا جو مزہ — ہی یہی نام خدا

یار ہو ساقی ہو اور سیر چمن — پیوین خلوت مین میری جان الگ

خوب رویونکی ولا — میٹھی باتون پہ بجا

دل کو لے لیتے ہین کر سیکڑون فن — ان سے رہنا تو کہا مان الگ

زیست عاشق کی بتا — ہووے کسطرح بہلا

مار ہی ڈالے ہی مستی کی پھبن — جنون کرتا ہی ادہر پان الگ

دیکھیے کس کو ہہ دل — ماجرا ہی مشکل

شیدا ہوئے ہیں تیرے بالوں کے پھبن   بکھری ہیں زلف پریشان الگ

ردیف لام

غزل سودا

اس چمن کے سیر میں آیا ہے یوں ملکے مُل   کیا بنایا صانع قدرت نے رنگین گلکے گل

بہہ وہ دریا کہ جس سے گذرتے پل باندھکر   موج چشم عاشقان نے توڑے ہیں پلکین پلکے پل

قتل کا کے کیا ہے آج ان انکھوں نے عزم   کھینچ کر تیغیں رہے ہیں ابرو اسکی قانکے تل

عہد میں تجھ حسن کے جسکو ہوا ہے شغل عشق   مچ رہی ہے شرق سے لے غرب تک شاسا غل کی غل

حل مشکل کس سے ہو سودا کی تم بن یا علی   کھول دو مشکل کشا عقدے میرے مشکل کے کل

غزل شہید

ای گل اندام چمن میں تو نہ مل بر سر گل   ڈہیر ہوتے ہیں ابھی تو نکلے گل بر سر گل

کچھ تو شبنم کو محبت ہے کہ ہر رات نثار   ابر ہر اوہر سے آ رہتی تو ڈھل بر سر گل

کان تو پھوٹ گئے شور فغان سے بلبل   ایسا بیہودہ تو کیوں کرتی ہے غل بر سر گل

عرق اس چہرۂ گل رنگ پہ یوں لہر آیا   جیسے شبنم رہے ہیں بیٹھا ہی سے ڈھل بر سر گل

ہو رہے آمد گلشن کی تمنا میں شہید   عندلیبوں کو پڑھا چاہیئے قل بر سر گل

غزل انشا

جس زمین پر ہوں تیرے کشتۂ دیدار کے پھول   کیوں نہ پھر وہاں سے اُگیں نرگس بیمار کے پھول

کشتۂ تیغ و جفا کا ہو جو تجھے منظور   تو بھلا فائدہ کیا توڑنے گلزار کے پھول

فاک

خاک آغشتہ بخون چاک ہوا ور کچھ اور — پھول در کار ہون تو ہون سر بازار کے پھول
شجر طور کبھی دیکھے اگر اسکو کلیم — تو تجاور کرے سب لمعۂ انوار کے پھول
کیون نہ انشا کرے تعویذ پھر اسکے خط کو — جسمین ملفوف ہوا اس طرۂ دستار کے پھول

غزل رضا

میرے دل سے نہین ملتا ترا دل — بہت ہی سخت تیرا ہوگیا دل
پھنسایا مجھکو کیون تو نے بلا مین — تیری تقصیر کیا کی تھی بھلا دل
غرض ہوتا ہی جینا سخت دشوار — ہو یا رب کسیکا مبتلا دل
نہین ہی اختیار اپنے مین یارو — میرے اب ہاتھ سے جاتا رہا دل
مین اپنی جان سے راضی ہون اسپر — تیری جس بات مین ہووے رضا دل

غزل تابان

کیون ملا ظالم سے جا دل ہاے دل افسوس دل — کھینچتا ہی کیا جفا دل ہاے دل افسوس دل
تین نے عالم کیا ہی قتل میرے دیکھتے — تجھ ستمگر سے ملا دل ہاے دل افسوس دل
کسنے پر منے چھپایا دل میرا ملتا نہین — ڈھونڈھتا ہون کیا ہوا دل ہاے دل افسوس دل
جانتا تھا مین کہ وہ ظالم نپٹ بیرحم ہی — کیون ہوا تھا مبتلا دل ہاے دل افسوس دل
دیکھکر اسکے منہ کو مجھسے ہو کر اب جدا — کسطرح سے رم گیا دل ہاے دل افسوس دل
کسسے جا پوچھون کہان ڈھونڈھون نشان پاتا نہین — کیا ہوا تابان میرا دل ہاے دل افسوس دل

غزل ہم رنگ

گلستان پائی خزان گل ہائے گل افسوس گل
آشیان لیجئے کہان گل ہائے گل افسوس گل

گاہ شادی گاہ غم گاہے گلستان گاہ بند
ہی یون ہی طرز جہان گل ہائے گل افسوس گل

دل میرا داغون سے تھا پر آہ شعلہ نار سے
جل گیا سب خانمان گل ہائے گل افسوس گل

ابہوا اس کنج قفس مین جور سے صیاد کے
ہو گئے ہم نیم جان گل ہائے گل افسوس گل

باغمین ہم رنگ میرے آج سار عندلیب
تھے ہی کرتے فغان گل ہائے گل افسوس گل

غزل کمتر شاہ

لے گیا وہ دلربا دل آہ دل افسوس دل
بہہ گیا دل وہ گیا دل آہ دل افسوس دل

مین نہ کہتا تھا پریشان ہوگا سودائے زلف
ای گرفتار بلا دل آہ دل افسوس دل

لگ گئی کسکی نظر جو ہو گیا یون مضمحل
تھا بھلا چنگا میرا دل آہ دل افسوس دل

نقد کو دلکے سمجھکے قلب اس دلبر نے آج
بے درم سستا لیا دل آہ دل افسوس دل

مین نہ کہتا تھا بتون سے ای دل کمتر نہ مل
پھر خدا کی جو رضا دل آہ دل افسوس دل

غزل علیم اللہ

پیتم کے دیکھنے کے تماشے کو جائین چل
اپنے پیا کے عشق سے ابھی رجھائین چل

دونو جہان مین جسکے تجلی سے تابدار
وہ آفتاب حسن نظر مین بچھائین چل

جلوا کیا ہی یار نے محل جلی مین آج
خلوت مین اب خفی کے پیا کو بلائین چل

پروا نہین پیا کو کسی کے وصال سے
فن سے آپی کے الس مین رچائین چل

گا کے سرود دلکے ازاد کا تار باندھے
[illegible] مدا کا صور بجا کر سنائین چل

نابہ

ناسوت سے گذر کے نفرج سے ای علیم — لاہوت کے مکانمین سدا غل مچائین چل

غزل ولی

دل لگا یار سے اس لکا چھوڑنا مشکل — عشق کا زخم لگا اسکا سلانا مشکل

حسن ہی دام بلا زلف ہین دو کالے ناگ — جسکے تئین ناگ ڈسا اسکا جلانا مشکل

آتش عشق نے بہتون کا کیا خانہ خراب — آگ دریا کو لگی اسکا بجھانا مشکل

یاد کرنے کو لیا ہاتھ مین منکا منکا — دل اوپر بوجھ پڑے منکا پھرانا مشکل

طفل نادان ہے تیلا میرا غم ای پیارے — مکتب عشق مین تعلیم دلانا مشکل

جو عمر یاد مین گذری سو غنیمت سمجھو — سو گیا عیش مین پھر اسکا جگانا مشکل

راز مخفی ولی ظاہر نہ کسو سے کرنا — ہاتھ سے بات گئی اسکا پھر آنا مشکل

ردیف میم

غزل سودا

لگیا مچائی اسنے میرے دل کے کاشانے مین دھوم — شور ہی جسکے لئے کعبے مین بتخانے مین دھوم

زلف کو کھولا تو کر اس دل کے شورش کا علاج — سخت دیوانے کی زنجیر کھل جانے مین دھوم

مٹ گئے وہ شور دل کے آہ تب آئی بہار — ورنہ کیا کیا ہم بھی کرتے شہر و ویرانے مین دھوم

اس قدر ہین لاغری میرے سے خوش اپنا وہ پیر — جون ہلال عید ہی تیرے نظر آنے مین دھوم

تجھ لگا ہے گرم کی حسرت سے دل مارے ہی جوش — رات کو دیکھو ان ہون مین جب شمع پروانے مین دھوم

دل کو اس کوچے مین تیرے اب چلی ہی فوج اشک — ہوگئی ہو جدو کا اطفال و دیوانے مین دھوم

کب سے ای سودا اب اس بزم میں ہیں بیٹھے یار
تو نے ای کم ظرف کی پہلے ہی پیمانے میں دھوم

غزل سودا

خانہ پرور چمن میں آخر ای صیاد ہم
اتنی فرصت دے کہ ہو لیں گل سے ٹک آزاد ہم

خندۂ گل نے نمک فریاد بلبل بے اثر
اس چمن سے آہ جا کر کیا کرینگے یاد ہم

ذبح تو کرتا ہی ٹک رخصت گلے لگنے کی دے
عید قربان ہی تجھے دیں مبارکباد ہم

قیس جس دم سے گیا اپنے قدم کے فیض سے
خانۂ زنجیر رکھتے ہیں سدا آباد ہم

نہیں نکل سکتے اسیر ایسے ترے ای سرو قد
طوق قمری کی طرح رکھتے ہیں مادرزاد ہم

ای جنون مصرع ترے سودا کے ہی زنجیر پا
بند سے تیری نہیں ہونگے اب آزاد ہم

غزل سودا

نہ غرض کفر سے رکھتے ہیں نہ اسلام سے کام
مدعا ہمکو تو ساقی سے ہی اور جام سے کام

دل نالان کو میرے کب ہے آرام سے کام
تو نے بے چین ہے ہوا اپنے اسی کام سے کام

ٹہون اٹھی چلے پھر ایک جگہہ مگر آ کر
نہ پڑا اسکو تیری زلف سیہ فام سے کام

گر اکیلا کہیں ملجاوے ہمیں تو دل کا
لیجئے من مانتا اس شوخ گل اندام سے کام

جو ہیں آغاز ترے کام کا دیکھا سودا
وائے وہ دن کہ تجھے اسکے ہوا انجام سے کام

ہوں اسیر اسکا جسے بعد گرفتاری صید
نہ گرفتار سے مطلب ہے نہ ہے دام سے کام

غزل سراج

صنم ہنوز ہوا تو وہی صنم کا صنم
کہ اصل ہستی و نابود ہی عدم کا عدم

اسی جہان مین گویا مجہے بہشت ملی
اگر میرے پہ رکھوگے وہی کرم کا کرم

ابھی تو تمنے کئے تھے ہماری جان بخشی
پھر ایک دم مین وہی تیغ? علم کا علم

وہ گلبدن کا عجب ہی مزاج رنگارنگ
صبح کو لطف تو پھر شام کو ستم کا ستم

نرگہہ سراج کسی خوبرو سے چشم وفا
صنم ہزار ہوا تو وہی صنم کا صنم

غزل سراج

جا بول ای صبا وہ دلارام کو سلام
میری طرف سے دلبر گلفام کو سلام

جس قد کو دیکھہ سرو کے اڑتے ہین فاختہ
یکدم لیجا وہ سرو گل اندام کو سلام

قاصد کو بہیج مجہہ کو سرافراز کر کرو
نامے کو دیدہ بوس کرون نام کو سلام

خم کیون نہ ہووے زاہد خشک اسکی زلف دیکھہ
کافر نہ ہووے جو کرے اسلام کو سلام

ہین عشق کے طفیل کیا سیر باغ دل
اس خوشی ہوا بہار کے ہنگام کو سلام

ہو باادب ہلال تجہہ ابرو کے خم کو دیکھہ
کرتا ہی چاندرات کے دن شام کو سلام

لاوے بجا سراج تو کیا بلکہ آفتاب
ہر صبح اس سجن کے در و بام کو سلام

غزل وزیری

سبزے رندے لگتے ہی پس سرون کے تلے ہم
اس گردش افلاک سے پہولے نہ پھلے ہم

روتے ہین شب و روز اسی فکر سے یارب
غنچے کیطرح باغ مین گل ہو نہ کھلے ہم

ارمان بہت رکھتے تھے ہم دل کے چمن مین
بیٹھے نہ خوشی سے کبھو سائے کے تلے ہم

جس گل پہ نظر کرتے ہین آتا ہی نظر خار
گلشن مین چلے جاتے ہی کانٹون مین ملے ہم

ہم وہ نہ قلم تھے کسی مالی کے لگائے
نرگس کے نہالوں میں نہ تھے آصف کے پلے ہم

افسوس کہ اس دل کا کنول کھلنے نہ پایا
کوئی دن کو چلے جاتے ہیں باقی میں بلے ہم

اب پہلے ہی آغاز میں پامال ہوئے ہائے
فریاد کریں کس سے کہ قسمت سے جلے ہم

دکھ اپنا عبث کہتے ہیں ہمدرد کے آگے
بے بس ہیں جہاں اگرچہ ہر گز نہ تلے ہم

زندان مصیبت میں بھلا کس کو بلاویں
رہتے ہیں وزیری ہی سے وترانے ملے ہم

غزل زکی

نہیں تاب کہ دیکھوں جمال صنم مجھے اپنے ہی خوش نظر کی قسم
مجھے حسن کے جلوہ گر کی قسم مجھے عشق کے پردہ در کی قسم

تیرا عاشق زار ہزار یہاں تجھے دیکھنے آتی ہے خلق جہاں
کوئی دیکھا ہے مجھ سا ہی سوختہ جان تجھے میرے ہی دیدہ تر کی قسم

نہ ہو قاصد یار تو چین مجھے ابھی اپنا خیال ہے اور کہیں
ابھی ہوش کی اپنے خبر ہی نہیں مجھے عالم بے خبر کی قسم

شب وصل کی ہو گئی صبح عیاں کہ تڑپنے لگا دل سوختہ جان
میرے دیدۂ تر ہوئے شعلہ فشاں چمنِ شفق شفق سحر کی قسم

نکل انداز کی تو جگر کو لہو کہ نہ شوق سخن ہے نہ ذوق نہ تو
تیرے شعر سے آتی ہے خون کی بو مجھے تیرے ہی بے جگر کی قسم

غزل سوز

اے گل صبا کی طرح پھرے اس چمن میں ہم
پائی نہ بو وفا کی ترے پیرہن میں ہم

شبنم سے کیطرح شام سے رو رو کے تا سحر
خالی کریں ہیں دل لہو تیرے انجمن میں ہم

فانوس بیچ شمع جلے جس طرح ہنوز
جلنے ہیں تیرے ہجر سے ظالم کفن میں ہم

شعلہ اٹھا نہ تن سے ہمارے کبھی ہی سوز
بتی کیطرح جا گئے تجھ من ہی من میں ہم

غزل انشا

مل مجھ سے ای پری تجھے انسان کی قسم
دیتا ہوں تجھے تخت سلیمان کی قسم

کروبیان کی تجھ کو قسم اور عرش کی
جبرئیل کی قسم تجھے رضوان کی قسم

طوبیٰ کی سلسبیل کی کوثر کے جام کی
حور و قصور و جنت و غلمان کی قسم

روح القدس کی تجھکو قسم اور مسیح کی
مریم کی تجھ کو عفت و دامان کی قسم

تجھکو محمد عربی کی قسم ہی اور
مولا علی کی شاہ خراسان کی قسم

توریت کی قسم انجیل کی ہے تجھے
تجھکو قسم زبور کی فرقان کی قسم

ملت میں جسکے تو ہی اسی کی تجھے قسم
اور اپنے دین و مذہب و ایمان کی قسم

دامن کو میرے ہاتھ سے اس رات مت جھٹک
تجھکو سحر کے چاک گریبان کی قسم

مدت سے تیری چاہ ذقن میں غریق ہوں
یا اللہ تجھکو یوسف کنعان کی قسم

قیدی ہوں میں ترا تجھے خداوندئے خدا
اور اس عزیز مصر کے زندان کی قسم

موسیٰ کی ہی قسم تجھے اور کوہ طور کی
نور و فروغ جلوۂ لمعان کی قسم

سوگند اب ہی نبی کی تجھے کچھ دلا دیئے
بس تجھ کو اپنے اپنے ناز کی اور آن کی قسم

نرگس کی آنکھہ کی قسم اور گل کے کان کی
تجھہ کو سر عزیز گلستان کی قسم

تجھہ کو قسم ہے غنچۂ زنبق کے ناک کی
اور شور عندلیب غزل خوان کی قسم

سونے کی کاٹھی کی قسم اور روہنی کی
فرعون کی قسم تجھے ہامان کی قسم

بستر ترا ہے خار مغیلان لسان قیس
لیلی کی ہے تجھے صف مژگان کی قسم

ی تیری قسم بھی نہ مانی تو ہے تجھے
جنون کے قبلہ گاہ ابو الجان کی قسم

ونے مین باغ کے وہ جو رہتا ہے ایک عفریت
تجھہ کو اسی کے شوکت و ذیشان کی قسم

و بوسعید کی قسم اور کوہ قاف کی
باغ ارم کی اور پرستان کی قسم

لونا چمار کی قسم اور کلو بیر کی
کالی بلا کے غول بیابان کی قسم

قسمین لو ساری ہو گئین پانی ہے یہ تک
پیپل تلے کے بھتنے کی شیطان کی قسم

ٹان پھر تو کہیو کہ ہے وہ کسطرح کا ہو غضب
انشا کچھ پر تجھہ کو میری جان کی قسم

غزل نظیر

دیکھون نہ سنبل باغ کو مین مجھے اس خم زلف دوتا کی قسم
نہ نگہہ کرون عارض گل کی طرف مجھے اس رخ مہر فزا کی قسم

یون پھرے ہے چمن کی فضا مین صبا وہ ہزار طرح سے ہو نافہ کشا
میرے دل کو نہ ہو کبھی اسکی ہوا مجھے تو نئی صنم کی ہوا کی قسم

جو نہیں آیا ادھر کو وہ چشم سیہ وہین لے گیا دل کو سیہ نگہہ
رہی عقل و خرد کو نہ چین جگہہ مجھے اس بت ہوش ربا کی قسم

بدن اُسکا ہی روکش برگ سمن میرے بر مین جو آوے وہ رشک چمن
کھلے غنچۂ دل میرا گل کی نمن مجھے اس گل بند قبا کی قسم
تیرے عشق نے دلمین یہہ درد دیا تو کچھہ اس سے فزہ مین نے ایسا لیا
ٹکڑون ٹکڑون ہین دوا مین نے کھائی ہی اُنتو دوا کی قسم
لگی مہندی جو تھا تھو ہاتھون اُسکے میان تو وہ سرخی کچھہ ایسی ہی لالہ نشان
وہ شفق جو کہ صبح کو ہووے عیان سو وہ کھاتی ہی اسکے حنا کی قسم
مین نے دیکھا نظیر جو اُسکے تئین تو وہ شرم و حیا سے وہ سرو قدین
لیا نیچی نگاہون سے جان دل و دین مین کھو دیا اب اسکے حیا کی قسم

غزل نظیر

دور سے آئے تھے ساقی سنکے میخانے کو ہم / بس ترستے ہی چلے افسوس پیمانے کو ہم
مَی بھی ہی مینا بھی ہی ساغر بھی ہی ساقی نہین / دلمین آتا ہی لگا وین آگ میخانے کو ہم
کیون نہین لیتا ہماری تو خبر اے بیخبر / کیا ترے عاشق ہوئے تھے درد و غم کھانے کو ہم
ہمکو پھنسنا تھا قفس مین کیا گلہ صیاد سے / بس ترستے ہی رہے ہین آب اور دانے کو ہم
طاق ابرو مین صنم کے کیا خدائی رہ گئی / اُنتو پوچھینگے اسی کافر کے بتخانے کو ہم
باغ مین لگتا نہین صحرا سے گھبراتا ہی دل / اب کہان لیجا کے بیٹھین ایسے دیوانے کو ہم
کیا ہوئی تقصیر ہمسے تو بتا دے اے صنم / تا کہ شادی مرگ سمجھین ایسے مرجانے کو ہم

غزل وفا

یہی کہتی تھی لیلی پردہ نشین نہیں کھائی ادب سے خدا کی قسم
غم قیس سوا مجھے کچھ نہین غم اسی کشتۂ ناز و ادا کی قسم
رکا پایا جو لیلی نے مجنون کا جی کہا کیون ہو خفا میرے سرو سہی
نہ تو مین نے کسو سنگ بات بھی کی مجھے میرے ہی شرم و حیا کی قسم
میرا گریہ سے جاویگا صبر و سکون میرے اشکون سے ٹپکے ہی قطرۂ خون
نہ تو کہتا ہو قمری زار زبون میرے سرو کے قد قد پا کی قسم
شب ہجر مین اشکون کا خون بہا اسے دیکھے سے رنگ شفق کا اوڑا
نہین اسمین مبالغہ ایک ذرا مجھے تیرے ہی رنگ حنا کی قسم
تیرے کشتۂ غم کا ہی حال تبہ ہی کہیو جو جانا ہو تیرا ادہر
تجھے قاصد موج نسیم سحر میرے ہجر کے شب کے بکا کی قسم
کبھی کہتا تھا قیس غزالون سے جا کہو ناقہ ادہر سے کدھر کو گیا :
کبھی کہتا تھا تو ہی بتا دے صبا تجھے لیلی کے زلف دوتا کی قسم :
کبھو ساغر وصل نہ مین نے پیا کبھو زخم جگر کو نہ مین نے سیا :
غم رنج و تعب کو عزیز کیا مجھے عشق کے جور و جفا کی قسم
میرا نکلا ہی جاتا ہی تن سے ہی دم نہین چین ہی تیرے بغیر صنم
تو تو غیرون سے اب رہ جا کے بہم تجھے دیتا ہون تیرے خدا کی قسم
تیرے کوچے سے اٹھنے کے اب نہین ہم کرین رہ مین تیرے ہم سر کو قلم

ابھی دلپہ تھی ہی یہہ ہی وہ صنم مجھے غوث و قطب اولیا کی قسم
نہ تو پائی ہوس پھولون کی کبھو نہ تو بیٹھا ہون مین کبھو بر لب جو
انبو پکلی دل کی گئی نہ کبھو مجھے جانبکی اپنے وفا کی قسم

ردیف نون

غزل سودا

باتین کدھر گئین وہ تیری بھولی بھولیان — دل لیکے بولتا ہی جواب تو یہہ بولیان
ہر بات ہی لطیف و ہر یک سخن ہی رمز — ہر آن ہی کنایہ و ہر دم ٹھٹھولیان
حیرت نے اسکو بند نہ کرنے دی پھر کبھو — آنکھین جس آرسی نے تیرے منہہ پہ کھولیان
اندام گل پہ ہو نا قبا اس غریب سے چاک — جون خوش چھبون کے تن پہ سیلکی ہین چولیان
ساقی پہنچ کہ تجہ بن اس ابر بہار مین — پیتے نہین نگر کہ بسنتی ہین گولیان
کس طرح ہووے آنکھونکی کاوش سے دلکو چین — مژگان نگہ سے سکین تو نگاہین چبھولیان
لینا چاہئے تجھے سر انگشت پر حنا — جس بیگنہ کے خون مین چاہین ڈبولیان
جون برف ہوگئے ہین خنک آب بان ہند — ان سے تو بلکہ گرم نہین کابل کی بولیان
سودا کے دل سے صاف نہ تھی زلف یار — سانے نے پیچ پڑکے گرہ اسکی کھولیان

غزل درد

مژگان تر ہون یا رگ تاک بریدہ ہون — جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون
کھینچے ہی دور آپ کو میرے خروش سے — افتادہ ہون پہ سایہ قامت کشیدہ ہون

ہر شام مثل شام ہوں میں تیرہ روزگار
ہر صبح مثل صبح گریباں دریدہ ہوں

کرتی ہے بوے گل تو میرے ساتھ اختلاط
پر آہ میں تو موج نسیم وزیدہ ہوں

یہہ چاہتی ہے اب طپش دل کہ بعد مرگ
کنج مزار میں بھی نہ میں آرمیدہ ہوں

اے درد جا چکا ہے میرا کام ضبط سے
میں غمزدہ تو قطرۂ اشک چکیدہ ہوں

غزل نظیر

تفرقہ ہوتا ہے اب بھی گل اندام کہیں
مے کہیں شیشہ کہیں ساقی کہیں جام کہیں

دل کی بیتابی یہاں ٹھہرنے نہ دیتی ہے مجھے
دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

ایک دل دیجئے کس کس کو بھی مانگے ہیں
بندے اور بالا کہیں زلف سیہ فام کہیں

نامہ بر نامہ لکھوں یا میں زبانی کہدوں
خط کے پرزے پہ لکھوں قاصد ناکام کہیں

دل بھی اور جان نظیر ہم نے سبھی کی ہے نذر
گل کہیں غنچہ کہیں بلبل بدنام کہیں

غزل آصف

تیری تیغ جب ہم علم دیکھتے ہیں
وہیں سر کو اپنے قلم دیکھتے ہیں

جو جلوہ صنم تجھ میں ہم دیکھتے ہیں
خدا کی خدائی میں کم دیکھتے ہیں

تو جلدی سے آ ورنہ میرے مسیحا
کوئی دم میں راہ عدم دیکھتے ہیں

جو چاہوں لکھوں میں کچھ احوال دل کا
تو ہاتھوں کو اپنے قلم دیکھتے ہیں

گزرتے ہیں سو سو خیال اپنے دل میں
اُسیکا جو نقش قدم دیکھتے ہیں

ملے تم ہو جبسے رقیبوں سے جا کر
ہمیں ہیں کہ سو سو ستم دیکھتے ہیں

نھت

بہت جھوٹے وعدے کئے تونے ہم سے
بھلا ہم تو تیری قسم دیکھتے ہیں

تو آوے نہ آوے میاں ہم تو ہر شب
پڑی راہ تا صبحدم دیکھتے ہیں

بتوں کی گلی میں شب و روز آصف
تماشا خدائی کا ہم دیکھتے ہیں

غزل سمجھو

یوں وہ رخ ہی حجاب میں روشن
ماہ ہی جوں سحاب میں روشن

اسکے بینی میں یہہ بلاق نہیں
شمع ہی ماہتاب میں روشن

جام مے میں ہی عکس چہرۂ یار
یا چراغ آفتاب میں روشن

اسکے گورے بدن میں لال لباس
دیکھو آتش ہی آب میں روشن

ساتھ رہتا ہی فندق پا سے
ہیچ شاخہ رکاب میں روشن

سوز ہی سے برنگ شمع جرا
نام ہی شیخ و شاب میں روشن

یوں سدا اسار وگے تو پھر سمجھو
انکھیں دیکھو گے خواب میں روشن

غزل نقی

حسرت بھرے اس دلکو کہاں جا کے لگاویں
وہ یار اگر آوے نہ زور و کے ستاویں

ملنا جو کیا ہم سے نئی اس شوخ نے موقوف
پھر جلنے سے کیا فایدہ لو ہاتھ اٹھاویں

سچ ہی کہ بتاں ہوویں بے مہر جفا کار
منظور انھیں یہہ ہی کہ جلتو نکو جلاویں

ظاہر میں اگر چشموں سے انجوں کئے پوچھے
یہہ داغ جگر سینے کے کس طرح مٹاویں

سینے میں نقی کے تیری فرقت سے ستمگر
اک آگ لگی ہی گی چلو اسکو بجھاویں

غزل شاہ عالم

عاجز ہون تیرے ہاتھہ سے کیا کام کرون مین / کر چاک گریبان تجھے بدنام کرون مین
دم رکھتا ہون ای تندخو گو اب کہ تو مجھے / پر دیکھہ تو کیا ہی تجھے رام کرون مین
ہی دور جہان مین مجھے سب شکوہ تجھی سے / کیون کچھہ گلۂ گردش ایام کرون مین
آوے جو تصرف مین میرے میکدہ ساقی / اک دم مین خمون کی خمین انعام کرون مین
حیران ہون تیرے ہجر مین کسطرح پیارے / شب روز کو اور صبح کے تئین شام کرون مین
مجھہ کو شہ عالم کیا اس رب نے نہ کیون کر / اللہ کا شکرانۂ اکرام کرون مین

غزل حاجی

تکتی ہی تیری آنکھون کو ای یار چمن مین / کیا چکی کھڑی نرگس بیمار چمن مین
ہو جائیگی بیزار ہر ایک پھول سے بلبل / تون جائیو مت زینت گلزار چمن مین
بو آج تو لاتی ہی صبا اور طرح کی / شاید کہ وہ پہنچا ہی طرحدار چمن مین
ہم وحشیون کا رہیو بیابان سلامت / اب سیر سے مطلب ہی نہ کچھہ کار چمن مین
تاکید ہی دربانون کو یہہ باغ مین جا کر / آجائے یہہ حاجی نہ خبردار چمن مین

غزل سوز

شہد مین جیسے مگس ہم حرص مین پابند ہین / وای غفلت اس زندان مین یون خورسند ہین
رزق کا ضامن خدا شاہد کلام اللہ ہی / تسپہ اپنے صوفیون کے زور حاجتمند ہین
معجزون مین دیکھتے ہین اپنے ان آنکھون سے روز / یہہ برادر یہہ پدر یہہ خویش یہہ فرزند ہین

تو بھی رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہین یار
سو سمجھتا اپنا نہین یہہ خاک کے پیوند ہین

جب تلک آنکھین کھلین ہی دکھہ پہ دکھہ دیکھنے بار بار
موند گئین جب انکھڑیان تب سے آنند ہین

غزل کمتر شاہ

خریدار سے کب نہان بیچتا ہون
متاع دل اپنا عیان بیچتا ہون

خریدار تم ہو تو کیا چاہتے ہو
مین دل بیچتا ہون مین جان بیچتا ہون

زلیخا سا ہو کر خریدار یوسف
تو مین سب کا سب کاروان بیچتا ہون

آیا مجھ سے قاتل نے سر بیچتا ہی
کہا مین نے ہان مہربان بیچتا ہون

اگر تو میرے چھیڑنے کو ہی کہتا
نہین بیچتا ہون تو ہان بیچتا ہون

بکا نام پر اسکے وہان مین تو کمتر
اب آگے رہا کیا عیان بیچتا ہون

غزل محکم

کرکے وعدہ جو صنم آپ بدل جاتے ہین
حلق پر خنجر بیداد سے چل جاتے ہین

اگرچہ افتادہ ہین اس گردش افلاک سے ہم
پر سہارے سے تیرے آہ سنبھل جاتے ہین

پہلوئے غیر مین ہم دیکھکے تمکو پیارے
آتش رشک سے جون شمع کے جل جاتے ہین

جان و صبر و خرد و ہوش و حواس آدمیان
تیری رفتار قیامت سے نکل جاتے ہین

وہ تو سنتے نہین احوال دل اپنا محکم
تازہ پڑھہ لیکے ہم ایک اور غزل جاتے ہین

غزل نظیر

صفائی اسکی جھلکتی ہی گورے سینے مین
چمک کہان ہی یہہ الماس کے نگینے مین

نہ موتی ہی نہ کناری نہ گوکھرو تپر سبھی یہ شوخ نے انگیا بنت کی سینے میں
جو پوچھا میں کہ کہاں تھے تو ہنس کے یوں بولی میں لگ رہی تھی اُس انگیا موئی کے سینے میں
پڑا جو ہاتھ میرا سینے پر تو ہاتھ جھٹک پکاری آگ لگے آہ اُس قرینے میں
جو ایسا ہی ہی تو اب روز ہم نہ آوینگے کبھو جو آئے تو ہفتے میں یا مہینے میں
کبھو ٹھنک کبھو بس بس کبھو پیالہ پٹک دماغ کرتی تھی کیا کیا شراب پینے میں
چڑی جو دور کے کوٹھے پہ وہ پری ملگبار تو میں نے جالیا اُسکو اُدہر کے زینے میں
وہ پہنا کرتی تھی انگیا جو سرخ لاہی کی لپٹ کے تن سے وہ تر ہوگئی پسینے میں
یہ سُرخ انگیا جو دیکھی ہی اُس پری کی نظیر میرے تو آگ سی کچھ لگ رہی ہی سینے میں

غزل

دیوانہ تیرا عاشق زار ہون میں خدا جانے یہ مدت سے ای یار ہون میں
فریبوں میں کب تیرے آتا ہون ظالم خبر ہی جو تو ہی تو عیار ہون میں
جسے تونے کاٹا ہوا ہے اجل وہ سمجھنا تیری زلف کا مار ہون میں
اگرچہ تو گل ہی و یا چشم نرگس تیرے باغ تازے کا ایک خار ہون میں

غزل نظیر

گل نظر آیا چمن میں ایک عجب رنگ چمن گل رخ و گلگون قبا و گلعذار و گلبدن
مہر طلعت حور پیکر مشتری رو مہ جبین سیم بر سیماب طبع و سیم ساق و سیم تن
نازنین ناز آفرین نازک بدن نازک کمر غنچہ لب رنگین ادا شکر دہان شیرین سخن

زلف

زلف و کاکل خال و ابرو یہ ہین چارون غلام	مشک تبت مشک چین مشک ختا مشک جتن
قبلہ اسکے جو ہوئے ہین وہ ہین اے نظیر	بیقرار و دل فگار و خستہ جان و بیوطن

غزل حسین

مین عشوہ زدہ کوچۂ بازار کھڑا ہون	لالہ کیطرح داغ سا گلزار کھڑا ہون
قاتل تو جو ہے قتل کا اندیشہ نکر آہ	گر قتل مجھے مین بھی تو تیار کھڑا ہون
افسوس تیرے وصل کی شب مجھکو او گئی ہو	مین منتظر اس رات کا دلدار کھڑا ہون
محلس مین تیری خالی گئے شیشے جون مستان	مین بھی تو تیرے چشمونکا خمار کھڑا ہون
ملنے کا حسین اسکے نہ پیغام مجھے ہی	عہد کے لئے برسر اقرار کھڑا ہون

غزل عبد اللطیف

نام اس دلبر کا ہم رن بنایا چاہتے ہین	اور اغیارون سے اسکے من چھپایا چاہتے ہین
عشق مین دلبر کے ہمنے دل بنایا داغ داغ	تختۂ لالہ کا ہم گلشن بنایا چاہتے ہین
خاک پا اسکی اڑاکے لاوے گر باد صبا	سرمۂ کوہ طور سا انجن بنایا چاہتے ہین
قاصد اکہہ اس صنم کو خاک پر مت ہر قدم	تیرے قدمونکے تلے دامن بچھایا چاہتے ہین
عاشق و معشوق مین پردہ نتھا ہر گز لطیف	اب صنم گر ظلم سے چلون لگایا چاہتے ہین

غزل عاشق

دونون رخسار ماہ پارے ہین	ابرو اور خال چاند تارے ہین
مین بے دو بول کیکے ہارے ہین	ہم ہمارے ہو ہم تمہارے ہین

نہیں بوندیں عرق کی چہرے پر — چاند کے منہہ پہ یہہ ستارے ہیں

ایکباری تو خواب ہیں آؤ — کب سے مشتاق ہم تمہارے ہیں

عین مجلس میں آنکھہ مارے ہو — سچ بتاؤ یہہ کیا اشارے ہیں

راتیں کاٹیں ہیں تارے گن گن کر — تنکے چن چن کے دن گذارے ہیں

جنکو کہتے ہیں غول صحرائی — وہ مِرے آہ کے شرارے ہیں

پیچ میں کسکو لاؤگے صاحب — بال کسکے لئے سنوارے ہیں

دل بیتاب کو دو نیم کیا — تیرے ابرو نہیں یہہ آرے ہیں

عاشق ہونے سے اُس پریرو کے — ہوگئے سب عدو تمہارے ہیں

غزل رضا

خواہ نزدیک رکھو خواہ رکھو دور ہمیں — دیکھنا ایک نظر تمکو ہی منظور ہمیں

صورت حق تو ہر آئینے میں ہی جلوہ نما — دیدہ حیرانی سے اپنے نہیں معذور ہمیں

کسکا دل اب ہی کہ کرے سیر گل و گلشن کا — اُس نے تکلیف سے یارو رکھو معذور ہمیں

ہجر کی رات تو ٹلتی نہیں ہی یارب — کیا دکھاویگی اب آخر شب دیجور ہمیں

اب تڑپنے کی بھی طاقت نرہی ہمکو رضا — اس قدر آہ کیا عشق نے رنجور ہمیں

غزل رونق

تابکی ضبط فغاں آہ مجھے تاب نہیں — ناصحا صبر کی واللہ مجھے تاب نہیں

دل کے یہاں ٹکڑے نہ ہوویں کبھی مانند کتاں — بس تیرے دید کی ای ماہ مجھے تاب نہیں

بت پرستی کی اب اللہ مجھے تاب نہین	صفحۂ دل سے مٹا دے مرے تمثال بتان
بس زبان کیجیے کوتاہ مجھے تاب نہین	حوصلہ تنگ ہی یہان ہو وہ گویائی ناچیز
اڑے دنیا سے کہین جاہ مجھے تاب نہین	ہمنشین چاہ مین یوسف جو پھنسا ہائے غضب
آہ ای شمع سحرگاہ مجھے تاب نہین	جی ہی کھویا غم پروانے مین روتے روتے
آگے غمخواری کی یا شاہ مجھے تاب نہین	غم ہجران سے ہوئی رونق بیدل کو نجات

غزل سوز

میرے دلمین ہی خواہش وصل بتان گو نصیب کسیکو ہوا ہی نہین
کرون کس سے مین حال دل اپنا بیان میرے درد کی وہ تو دوا ہی نہین
میرے دل کی طپش کو تو غور کرو میرے واسطے فکر نہ اور کرو
کوئی یار سے ملنے کا طور کرو کہ دوا سے تو ہوتی شفا ہی نہین
کبھو خندۂ گل ہے یہہ دل نکھلا رہے رونے یہہ ہر دم دیدہ سدا
کرون رہ کے عزیزو مین باغ مین کیا مجھے راس یہان کی ہوا ہی نہین
تیرے کوچے سے گل کہین باغ مین جا تیرا باد صبا نے جو نام لیا
کبھو دیکھا نہ ای بت ہوش ربا کسی گل کا حواس بجا ہی نہین
ایسی اور بھی ہو کوئی تازہ غزل اسی بحر کا قافیہ سوز بدل
غم ہجر نے کرچکا اپنا خلل بارے وصل کا حال کہا ہی نہین

غزل غلام احمد

ای صبا لذّت نگہت زلف دوتائی نازنین
جسکی خوشبو کو نہ پہنچے نافۂ آہوی چین

زلف ہی یا دام یا مار مشکین پیچ دار
اسکے بل کھانے سے میرے دلکو اب تسکین نہین

کیا عجایب وہ حسین ہی جسکے حسن یار سے
داغ کہا وی ہی جبین پر رشک سے ماہ جبین

حسن خوبان کی حقیقت کیا ہی اسکے روبرو
دلرباؤن مین نہین دیکھا کوئی اس سا حسین

شکر ہی کیون نہ ہون طالع بلند احمد کے اب
ہاتھہ اسکے آگیا ہی یک عجایب مہ جبین

غزل خلیق

گل رخون مین وفا کا پاس نہین
جون گل کاغذی ہین باس نہین

کیجئے لخت دل بھی انپہ نثار
ہے تو بھی کہین سپاس کہین

منہہ پھرایا ہی مہرسا مجھہ سے
بیوفائی کا کچھہ قیاس نہین

شکوہ ابنائے جنس کا ہی عبث
پنج انگشت ایک راس نہین

صورت برق خیز ہو کے خلیق
کیون تو مضطر ہی اور حواس نہین

غزل سوز

اس سرو قد کی دوستی مین کچھہ ثمر نہین
نخل محبت آہ میرا بارور نہین

اس سنگدل کو حال پہ آیا نہ میرے رحم
ای آہ و نالہ حیف کہ تم مین اثر نہین

یاقوت لعل یار سے بہتر نہین ولے
پر جوہری کو اسکے پرکھہ پر نظر نہین

کیون مجھہ سے بیگناہ کو ناحق کرے ہی قتل
ای شوخ تیرے دلمین خدا کا بھی ڈر نہین

قاصد کی کیا مجال جو کوچے مین جاسکے
جز مرغ روح کوئی میرا نامہ بر نہین

میرے طرف سے وے جو صبا گل کو یہہ پیام
آؤن قفس کو توڑ کے پر بال و پر نہین

ہرگز نہ مان سوز تو واعظ کی گفتگو
ذرہ بھی اسکو اصل سخن سے خبر نہین

غزل سودا

لخت جگر آنکھون سے پر آن نکلتے ہین
یہہ دل سے محبت کے ارمان نکلتے ہین

تجھہ تیر نگہہ کا ہی کشتون کا جہان مدفن
سبزے کی جگہہ واں سے پیکان نکلتے ہین

سر خاک و گریبان چاک آغشتہ بخون دامن
کیا گھر سے تیرے عاشق با شان نکلتے ہین

یہہ خوبرو ای یارو کیا بطن سے مادر کے
لے قتل کا عاشق کے فرمان نکلتے ہین

سودا کے دل سے الفت مشکل ہی جاویگی
چشمون سے میان جی کچھہ آسان نکلتے ہین

غزل شوریدہ

بانون کی گرمیون سے جلتے دل و جگر ہین
جو زندگی سے اپنے بیزار اسقدر ہین

تیغ نگاہ کسکی دیکھی ہی ہمنے یارب
لب خشک ہو رہے ہین کاٹتے زبان ہین

یاران رفتگان کا مت پوچھہ مجھسے قصہ
ای ہمنشین مین بھی حیران ہون وے کدھر ہین

خورشید و ماہ کو مین پھرتے ہی دیکھتا ہون
یہہ کسکی آرزو مین آزردہ دربدر ہین

سینے کے داغ سوزان آنکھون کے اشک خونی
اس نخل عاشقی کے وہ گل ہین یہہ ثمر ہین

اس شعلہ رو کے غم مین رویا ہی اسقدر تو
جو گرم اشک تیرے شوریدہ جون شرر ہین

غزل مفتون

بتان جب کہ زلف دوتا باندھتے ہین
گرہ مین دل مبتلا باندھتے ہین ۔

نہیں ہے بلبل سے اپنے چمن میں
ہم اب آشیانہ جدا باندھتے ہیں

میں یہان خون روتا ہوں آنکھوں سے لگکے
جو پاؤں پہ انکے حنا باندھتے ہیں

جفا کھینچینگے پر نہ ہارینگے جی کو
یہہ ہم تمسے شرط وفا باندھتے ہیں

گرہ دیکے سر پر جو بالونکا جوڑا
یہہ نازک بدن خوش ادا باندھتے ہیں

ہر یک تار میں اسکے دلہاے عاشق
بہم جمع کرکے بلا باندھتے ہیں

میاں حال مفتون دیکھا نہیں کیا
مگر آپ کس کر بھلا باندھتے ہیں

غزل ناسخ

دلمیں پوشیدہ تپ عشق بتان رکھتے ہیں
آگ ہم سنگ کے مانند نہان رکھتے ہیں

عشق پروانہ نہیں کچھ زر و مال اپنے پاس
ہم فقط تمپہ فدا کرنے کو جان رکھتے ہیں

محفل یار میں کچھ بات نہ نکلی منہہ سے
کہنے کو شمع کی مانند زبان رکھتے ہیں

ہوگیا زرد پڑی جسکی حسینو نپہ نظر
یہہ عجب گل ہیں کہ تاثیر خزان رکھتے ہیں

ہی عوض ملک جہان ملک سخن ہاتھی ناسخ
گو نہیں حکم روان طبع روان رکھتے ہیں

غزل محبت

ہو سرش رو تمنے دین کیا گوہر وے گالیان
ہمنے جوں شہد و شکر کس مزے سے کھالیان

رکھتے ہیں یان وسمی کا شوق سب خوبان لے
وہ کہاں وہ جسپہ سرخی وہ لبوں کی لالیان

صاف کھل جاتی ہی اسدم ان لبوں کی لذت
جب نظر آجاتی ہیں وہ انکھڑیان متوالیان

یہہ نہیں شمس و قمر سر پہ تیرے کرتے نثار
آسمان لایا ہے بھر کر سیم و زر کے تھالیان

تک

رات دکھاوے چاند سا مکھڑا کہ جون مار سیاہ / بن تیری زلفون کے یہہ ڈسنے ہین راتین کالیان

کس طرح پھر نہ کھل جاوے در شادی بھلا / ہین تیرے غمکی محبت مین قفل کے تالیان

غزل اوباش

باغبان نخل محبت مین ثمر ہی کہ نہین / کوئی اس باغ مین الفت کا شجر ہی کہ نہین

مو سے باریک بتاتے ہین کمر اسگل کی / نہین معلوم کہ اس گل کی کمر ہی کہ نہین

بیٹھے کوچے مین مجھے دیکھا تو رک کر بولے / یہان سے اٹھ جائیے اب آپ کا گھر ہی کہ نہین

ہجر کی شب نہ گھٹی گھٹ گئی سب عمر میری / یا الہی شب ہجران کی سحر ہی کہ نہین

سچ بتا مجھ کو صنم تجھ کو خدا کی سوگند / وہ تیری مہر کی اگلی سی نظر ہی کہ نہین

بال پر توڑ کے صیاد لگا یون کہنے / کوئی بتلاؤ تو اس مرغ کے پر ہی کہ نہین

وہ جو اس طرف سے گذرے تو لگے یون کہنے / میان اوباس کا اس رہ مین گذر ہی کہ نہین

غزل سودا

غیر کے پاس یہہ اپنا ہی گمان ہی کہ نہین / جلوہ گر یار میرا ورنہ کہان ہی کہ نہین

مہر ہر ذرے مین مجھکو ہی نظر آتا ہی / تم بھی ٹک دیکھو تو صاحب نظران ہی کہ نہین

پاس ناموس مجھے عشق کا ہی ای بلبل / ورنہ یہان کون سا انداز فغان ہی کہ نہین

دل کے ٹکڑون کو بغل بیچ لئے پھرتا ہون / کچھ علاج اسکا بھی ای شیشہ گران ہی کہ نہین

آگے شمشیر تمھاری کے بھلا یہہ گردن / مو سی باریک ترا ای خوش کمران ہی کہ نہین

جرم ہی اسکے جفا کا کہ وفا کی تقصیر / کوئی تو بولو میان منہہ مین زبان ہی کہ نہین

پوچھا یکروز مین سودا سے کہ ای آوارہ
تیرے رہنیکا معین بھی مکان ہی کہ نہین

یک بیک ہوکے برآشفتہ لگا یہہ کہنے
کچھ تجھے عقل سے بہرہ بھی میان ہی کہ نہین

دیکھا مین قصر فریدون کے در اوپر ایک شخص
حلقہ زن ہوکے پکارا کوئی یہان ہی کہ نہین

غزل خسرو

زحال مسکین مکن تغافل ورای نینان بنای بتیان
نہ تاب ہجران ندارم ای جان نہ لیہو کاہے لگاے چھتیان
چو شمع سوزان چو ذرہ حیران ہمیشہ گریان بعشق آنمہ
نہ نیند نینان نہ انگ چینان نہ آپ آوین نہ بھیجین پتیان
شبان ہجران دراز چون زلف و روز وصلش چو عمر کوتاہ
سکھی پیا کو جو مین نہ دیکھون تو کیسے کاتون اندھیری رتیان
یکایک از دل فریبم ببرد چشمش قرار و تسکین . . . .
کسے پڑی ہی جو جا سناوے پیارے پیو کو ہماری بتیان
بحق روز وصال محشر کہ داد مارا فریب خسرو
دراز راکھون تو سن ای ساجن جو کہنے پاؤن دو بول بتیان

غزل مضطر

پھیکی اس لب سے ہوئی لعل بدخشان کی شان
رشک سے خون جگر کھا گئی مرجان کی جان

شاخ گل رقص مین ہی وجد مین آتی ہی نسیم
لطف زبان برگ مین سن بلبل بستان کی تان

بن

بت کے پوجنے سے جو مقصد نہ بر آوے تیرا
گور کو جا کے کسی پیر مسلمان کی مان

کنہ ذات میں جب فکر کیا انسان نے
ہوش اس جا پہ ہوئے صاحب عرفان کا گم

حادثہ دہر سے اجدا نہ ہوتا مضطر
تیغ ہمت کو چھڑا لیجئے اوسان گیان

غزل عبد اللہ

شب کٹی ہجر میں اور دن کٹا غمخواری میں
کھو دیا دل کو عبث یار کے عیاری میں

جسے دیکھا اوسے خود مطلب خود غرض کا یار
آشنا پورا نہ دیکھا میں کہیں یاری میں

کم سنا عشق میں ہوگا جو سنا ہوگا کہیں
گھر دیا سر دیا اور دل دیا دلداری میں

نوحہ کرنے سے صبر سے فایدہ کیا تجھکو ملا
ہاتھ کیا آیا تیرے ایسے غمگساری میں

قیس و فرہاد سے لاکھوں ہیں یہاں عبد اللہ
آخرش مر ہی گئے عشق کی بیماری میں

غزل جہادی

شب وصال میں کیا یار سے دو چار ہوں میں
رہا فراق میں جیتا تو شرمسار ہوں میں

منع مکر مجھے رونے سے ای گل خوبی
چمن ہی کوچہ تیرا ابر نو بہار ہوں میں

مجھے خیال جو نت صید افگنی کا ہی
لگاوے تیر مجھے مفت کا شکار ہوں میں

جو دیکھی ہی جا تیرے کانوں کے بالیکی مچھلی
مثال ماہی کے بے آب و بیقرار ہوں میں

جو تیری تیغ جہادی نہ مجھسے منہہ موڑے
تو پھلے وار میں دریائے غم کے پار ہوں میں

غزل جرات

کوچۂ جانان سے جاتے ہیں پہ جا سکتے نہیں
گو اٹھاتے ہیں قدم پر دل اٹھا سکتے نہیں

میرے نالون کی منادی اسنے کی یہان تلک کہ
پاس مجھکو اسکے ہمسایے بیٹھنا [redacted] نہین

دم مین ما ہو جاوے محبت کا تو اسکے امتحان
دلکی بے صبری یہ ہے پر ہم آزما سکتے نہین

مشق فریاد و فغان کرنے مین مرغان چمن
وضع پر نالون کے میرے کچھ اڑا سکتے نہین

ہم اسیرون کو ملا ہی تنگ یہہ ایسا قفس
زیر گردون تک زمین پر تلملا سکتے نہین

کوئی اسکی اور ہماری دیکھیو صحبت ذرا
مل رہے ہین دل و لے نظرین ملا سکتے نہین

اپنے پہلو مین دل بیتاب ہی وہ غمزدہ
جسکے ہاتھون سے کہین آرام پا سکتے نہین

کیا ہوئے وہ دن جو یہہ ہنگام آتے ہی نہین
انسو درد ہجر کی آفت اٹھا سکتے نہین

صورت اپنی تم کسی صورت دکھا جاتے نہین
ہین پرائے بس مین ہم لاچار آ سکتے نہین

یک نئی انداز کی پڑھنے میان جرأت غزل
اسسے بہتر آپ کیا مضمون لا سکتے نہین

غزل سراج

عید وصل سرو قد سے ہین مرے گھر شادیان
عالم بالا سے آتے ہین مبارکبادیان

کیا تبسم کیا ادا کیا ناز کیا انداز سے
یاد ہین اس شوخ کو کیسی طرز کی استادیان

صاف ہونٹون سے لگا ہون کے مجھے کرتا ہی قتل
ختم ہین اس ظالم خونریز پر جلادیان

پانو مین زنجیر الفت اور گلے مین طوق غم
یہہ دل وحشی کو میرے کیونکہ ہو آزادیان

کیا چلے دام نگاہ مہربانی بس سے تیرے
صید ہو جاوین یہان صیاد کی صیادیان

گرچہ لیلی اپنی شوخی سے نہین آتی ہی باز
چھوڑتا نہین اب تلک مجنون بھی اپنی وادیان

طاق پر سے دلکے گرجاتا ہی آئینہ سراج
یاد آتی ہی مجھے جب انکی طرحین شادیان

غزل

غزل نظیر

لیتا ہی جان میری تو مین سر بدست ہون
ای یار مین تو کشتۂ روز الست ہون

یکدم کی زندگی کے لئے مت اتھا مجھے
ای پنجہ مین نقش زمین کا نشست ہون

تو مست کر شراب سے ای گلبدن مجھے
مین آپ اپنے شیشۂ دلکا شکست ہون

دوری طریق مجھ کو سمجھیو نہ زاہدان
گر تو خدا پرست ہی مین بت پرست ہون

آن سنگدل بتونکا گلہ کیا کرون نظیر
ظالم مین تیرے چشم گلابی سے مست ہون

غزل ایمان

گر نہ آلگی ہو تیری زلف کی زنجیر مین جان
آہ جاتی رہی یک نالہ شبگیر مین جان

آب حیوان سے بجھا ہی مگر انکا پیاس
تازہ پڑتی ہی ترے تیغ سے نخچیر مین جان

وہ جو گستاخ مین گیا بات ہی انکی پیارے
یہان تو جاتی ہی نکل اپکی تقصیر مین جان

اسطرف بھی تو کسی روز کمان ابرو چل
ترے صید حرم کی کہین نخچیر مین جان

آوے جسدم کہ تو اعجاز مسیحائی پر
بات کہتے مین پڑے قالب تصویر مین جان

شعر سوتا ہی کب ایمان کسیکے دلچسپ
جب تلک معنئ شیرین نہو تحریر مین جان

غزل صمصام

رات دلبر نے جو آنکھون مین ملائی آنکھین
خانہ چشم مین بھولی نہ سمائی آنکھین

ہم اسیرونکو نہ کچھ گل سے نہ گلشن سے خبر
پھنس گئے دام مین کھلنے بھی نہ پائی آنکھین

منہہ ملا دل کھینا اور دور ہوئے آخر کار
دکھ مین دیکھا تو کہین کام نہ آئی آنکھین

کس نا آموز کی صحبت کی ہی یارب تاثیر	آج کچھہ شوخ کی بے ڈھب نظر آئی انکھین
اور دنیا مین طرحدار نہ تھا کیا صمصام	ایسے بے مہر ستی تونے لگائی انکھین

غزل میر

دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین	وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین
مثل عنقا مجھے تم دور سے سن لو ورنہ	ننگ ہستی ہون میری جاے بجز نام نہین
خط راہ فلک بلکہ بہت دور کھینچا	عمر گذری کہ ہم نامہ و پیغام نہین
رازپوشئی محبت کتین چاہئیے ضبط	سو تو بیتابئ دل بن مجھے آرام نہین
بیقراری جو کوئی دیکھے ہی سو کہتا ہی	کچھہ تو ہی میر کہ ایک دم تجھے آرام نہین

غزل مرہون

مین منتظر جلوۂ دلدار کھڑا ہون	موسی کی طرح طالب دیدار کھڑا ہون
اکدن میرے بالین پہ نہ آیا تو شمع رو	پروانہ صفت جلنے کو تیار کھڑا ہون
گر تیغ لگانا تو لگا جلد ای قاتل	مین ایک محبت کا گرفتار کھڑا ہون
لے نقد روان بر سر بازار کھڑا ہون	مین ناز کا خوبونکے خریدار کھڑا ہون
محفل مین تیرے گو کہ نہین مجھہ کو رسائی	حیرت زدہ لیکن پس دیوار کھڑا ہون
گر ملتا ہو تو لے میرے جی سے ہی ہا	واللہ کہ اس جینے سے بیزار کھڑا ہون
نا دیر سے مطلب نہ غرض کعبہ سے مرہون	مین بس نشۂ عشق مین سرشار کھڑا ہون

غزل ناسخ

سب

سب ہمارے لئے زنجیر لئے پھرتے ہین
ہم سر زلف گرہ گیر لئے پھرتے ہین

مین تھا صید وفادار کہ اب تک صیاد
بال پر اسکے تیرے تیر لئے پھرتے ہین

تیری تصویر سے اسکی نہین ملتی صورت
ہم جہان مین تیری تصویر لئے پھرتے ہین

رنگ خوبان جہان دیکھتے ہی زرد ہوئے
آپ زر دانکھو نکو اکسیر لئے پھرتے ہین

جو ہی مرتا ہی بھلا اسکو عداوت ہوگی
آپ کیون ہاتھ مین شمشیر لئے پھرتے ہین

سر کٹی شمع کی لگتی ہمین گر انکھون مین
لوگ کیون بزم مین گل گیر لئے پھرتے ہین

غزل ناسخ

ہم زبان شمع سنتے ہین ہجر یار مین
چاہئے گھل گھل کے مرنا عشق کے آزار مین

یہ دلیلین ہی غم خال و خط جانان سے داغ
مشک بھی تھوڑا چھڑک دو مرہم زنگار مین

کورکو آنکھین ہوئین رونا ہے کہ ممکن نہین
ہوتی ہی اکثر سفیدی ابر دریا بار مین

مثل شانہ عشق گیسو مین ہوا ہو چاک چاک
تار گیسو سے لگین ٹانکے دل افگار مین

ہی اثر کسکے نگاہ تفرقہ انداز کا
بلبلین ہین دام مین اور آہ گل بازار مین

آگئے بازار یوسف آگے اُس کے کیا
منہہ دکھائے ہی لگاو آگ جو بازار مین

جو کہ ہین خونخوار انکو رنج دنیا مین نہین
چھید ہی موجود جب دیکھو لب سوفار مین

راہ خونریزی مین وہ قاتل جو رکھتا ہی قدم
چلتے چلتے پڑ گئے چھالے تیری تلوار مین

آفتاب حشر بھی تجھکو بچا کر جائیگا
سونے والا ہون کسیکے سایہ دیوار مین

بستر گل ہو مبارک یار کو آئی بہار
خوب چلکر لوٹتے اب واے یہ خار مین

ساقی کوثر پلا تا ہی مَی خُم ای عزیز	مست ہون ناسخ مین عشق احمد مختار مین

غزل رحمت

وصل کی امید مین ہم جو یہان آئیان	دیکھہ تیری چال ہم دلمنے پچتائیان
گاہ تبسم کرے گاہ غضب کی نگاہ	کسنے سکھائی تجھے ایسی ہی چترائیان
وصل کی امید دے ظلم نہین ہی روا	عرض میری بھی ہی سن لو میرے سائیان
جائے نہ سمجھے ہمین ہو ہوئے ایسے ٹھٹھ	جیکے لگائی لگن اسکی سزا پائیان
ہجر مین رحمت تیری روتے ہی روتے صنم	وقت ہی اب عنقریب جان نکل جائیان

غزل شادان

گر سیر چمن مین ہمین بلواؤ تو آوین	سو عشتین اور چمن سے سنبھلاؤ تو آوین
آئے گو تو کہتے ہو مگر ایک طرح سے	ہر شی ہر ایک انواع کی منگواؤ تو آوین
جو طرف لگا ہو وہ صف فرش مخمل	ہر سو شمع کافوری کی جلواؤ تو آوین
گر بزم بھی عطرون سے بہت ہو وے معطر	اور کشتیان پوشاک کی چنواؤ تو آوین
ستھرا سا پلنگ ہو وے لب نہر پہ آرا	اور سیج بھی پھولون سے جو بچھواؤ تو آوین
شیشے پہ ہو شیشے وگلابی پہ گلابی	وہان گرمی صحبت سے نہ گھبراؤ تو آوین
سب ہو وے مہیا وہان جو عیش کا سامان	شادان معہ موزون کو جو بلواؤ تو آوین

غزل نظر

کیون نہ ہو بام پہ وہ جلوہ نما تیرے درین	ماہ بھی چھپکے نکلتا ہی ولد تیرے درین

ماطهم

کاٹھ سے اپنو قلم رنگ مسیحا رکھ دے
نسخے بدلین ہین جہان لے حلما تیرے دن

غرق دریائے محبت کی نہین ملتی لاش
ورنہ ڈوبا ہوا نکلے ہی سنا تیرے دن

دل بیمار ہے عشق مین کیون کر سرسبز
خاک سے دوا گو ہی نشو نما تیرے دن

چھیڑمت زلف کے مار کو تو دریا مین ہنود
سانپ کے کاٹے کو دیتے ہین تیرے دن

تین دن چشم کے بیمار کا کر اپنے علاج
ہوتی معلوم ہی تاثیر دوا تیرے دن

لوگ کہتے ہین کہ ہین پھول تیرے گنتے گے
مہندی ہاتھون کو تو قاتل نہ لگا تیرے دن

عمر یکہفتہ نہین باغبان ای گل مت پھول
رنگ بدلے ہی زمانے کی ہوا تیرے دن

چار حرف اس بت پر خونکے اوپر بھیج نظیر
آپ سے آپ جو ہو جائے خفا تیرے دن

غزل سودا

نہ غنچے گل کے کھلتے ہین نہ نرگس کی کھلین کلیان
چمن مین لیکے خمیازہ کسی نے انکھڑیان ملیان

گئین مہتاب نے دیکھا ہی اس خورشید تابان کو
پھرے ہی ڈھونڈتا ہر شب جہان آباد کی گلیان

تبسم یون نمایان ہی کسی آلودہ ہونٹون سے
نہ ہو ابر سیہ مین اسطرح بجلی کی اچھلیان

لب و غنچہ تیرا سا ہی کسے خوبان عالم مین
غلط ہی یہہ زبانون پر کہ سب مصری کی ہین ڈلیان

دوانہ ہو گیا سودا تو آخر ریختہ پڑھ پڑھ
نہ مین کہتا تھا ای ظالم کہ یہہ باتین نہین بھلیان

غزل آتش

چھپن اکڑ چھب لگاوٹ سج دھج جمال و طور و خرام آٹھون
نہ ہووین اس بت کے گر یہ چارے تو کیون ہو مسلے کا نام آٹھون

ذقن زنخدان لب و دہان و رخ و جبین و نمک تبسم
سکھاتے ہین اس پری تو کا فر یہہ ملکے سب قتل عام آٹھون

ادا و ناز و حجاب و غمزہ کرشمہ شوخی حیا تغافل
تمھارے چتون کے آگے آگے یہہ کرتے ہین اہتمام آٹھون

جھجک لگاوٹ چمک جھمکڑا ملال غصہ کرم رکاوٹ
اکیلے پانو پہ گرتے ہین یہان اکیکا جی اہمام آٹھون

شکیب صبر و قرار و طاقت نشاط و آرام و عیش و راحت
تمھاری الفت مین کھو بیٹھا ہون مین تو یہہ لد کلد آٹھون

سریر و چتر و قشون ملک و شکوہ و تاج کمال و راحت
مرے سلیمان کو دے خدایا یہہ جلد با احتشام آٹھون

نہ پوچھ مجھسے تو انت اللہ کہ نام عاشق کے کیا ہین وحشی
ذلیل و رسوا خراب خستہ غریب بندہ غلام آٹھون

غزل ناسخ

زور ہی گرمئی بازار تیرے کوچے مین
جمع ہین تیرے خریدار تیرے کوچے مین

دیکھکر تجھکو قدم اٹھ نہین سکتا اپنا
بنگئے صورت دیوار تیرے کوچے مین

دیر ویران ہین تیرے عہد مین کعبہ ہی خراب
جمع ہین کافر و دیندار تیرے کوچے مین

اور یہان سیکڑون بیہوش پڑے رہتے ہین
ہی مگر خانہ خمار تیرے کوچے مین

پاسبانون کی طرح راتون کو بیتابی سے	نالہ ہم کرتے ہین ای یار تیرے کوچے مین
زور ہی عشق نے یہہ تفرقہ پردازی کی	ہم ہین زندان مین دل زار تیرے کوچے مین
آرزو ہی جو مرون مین تو یہان مدفن ہو میرا	ہی جگہہ تھوڑی سی درکار تیرے کوچے مین
حال دل کہنے کا ناسخ جو نہین پاتا ہے بار	پھینک جاتا ہی وہ اشعار تیرے کوچے مین
گرہی ہی تیرے ابرو کے اشارے قاتل	آج کل چلتی ہی تلوار تیرے کوچے مین

غزل سلطان

گل کا بستر تھا نشتر تجھہ بن	ایک آفت تھی رات بھر تجھہ بن
میرے حق مین تو وہ ہی دوزخ ہی	جاؤن مین خلد مین اگر تجھہ بن
کفر لگا ہی اور گیا اسلام	آپ اپنی نہین خبر تجھہ بن
ہو ور حسنت امید بار آور	عمر کا کچھہ نہین ثمر تجھہ بن
آرہی ہی لبون پہ جان حزین	دم کا دم مین نہین اثر تجھہ بن
تون ہی ای آہ ایک ہمدم ہی	تون لیجاوے وہان خبر تجھہ بن
گر مین سلطان ہفت کشور ہون	لیک مفلس ہون سیمبر تجھہ بن

غزل غالب

ہیگا جو ناروا اس بت لاثانی مین	ایک بھی بات نہ تھی یوسف کنعانی مین
عشق مین دیتا ہون اس لیلے کا وش جانکو	دست رکس ہی یہہ کہان قیس بیابانی مین
چرخ نے پنبہ مہتاب کو کانون مین دبا	شورش یہان تک ہی میرے اشک کی طغیانی مین

جان عدو نکلی پھر لب سے جو نکلے دشنام
گیا مسیحائی ہے اس لعل بدخشانی مین

کار شمشیر کا کرتا ہی خیال ابرو
داغ اسکا ہی ازل سے میرے پیشانی مین

پھینکر ہو ویگا خوشحال دوشالہ کوئی
ہم بھی ہین شادای غالب اسی عریانی مین

غزل مصحفی

بزم سرو خوبان گو دو رنگیان شاہین بجین
ساتھ فقر کے ڈھولک اب وہ ہم یار نگین بجین

نالہ شی سے رات جو گلشن رشک بزم عشرت تھا
قمریان مرغان چمن کی صبح تلک چھن بین بجین

شمع رہی شب جب تک جلتی نیند نہ آئی مجھکو ذرا
جھانجھین پروانون کے پرون کی جبکہ سر بالین بجین

بلسے مزاج نازک تیر نیند او چٹ گئی اس گل کی
بالیان جو پتون سے اچھل کر تا سر بالین بجین

مین تجھے کہتا تھا زاہد میخانے کی راہ پہ چل
آخر تجھہ پر رستے ہی مین تالیا اور بیندین بجین

آئے تجھے بجتی ہی ہو کے .. ملا یک مر جو گیا عاشق تیرا
نوبتین کیا کیا شادی کی مرقد پہ وم تلقین بجین

شب آخر ہونے کا ڈر کا مصحفی تجھسے کیا مین کھون
جان نکل گئی تن سے جبکہ تین پہر پر تین بجین

غزل احسن

صبح سے شام تلک تا بہ سحر روتے ہین
اشک آنکھون کے ہمارے بہہ گھر ہوتے ہین

جادو کرتا ہی رقیب ہم پہ تو کیا ہوتا ہی
سانو زہر کہین تو تا بہ سحر ہوتے ہین

ہو فائی کا بتون کے جو کرے ہی شکوہ
گیا اچھا کہین ہین بے ثمر شجر ہوتے ہین

اس قدر رونے ہین شب کوئی مین جا کر
نالہ سے نالہ و گریہ سے بحر ہوتے ہین

عدو جلتے ہین تیرے شعر کو سن کر احسن
دوست کہتے ہین کہین ایسے شعر ہوتے ہین

غزل ولی

خوش قدان دل کو بند کرتے ہین — نام اپنا بلند کرتے ہین

اپنے شیرین سخن کو دیکھے سراج — سارا بازار قند کرتے ہین

جلوہ بیتاب دیکھتے ہین اسے — اپنے اوپر پسند کرتے ہین

بند کرنے کو عاشقون کے سدا — زلف اپنی کمند کرتے ہین

اے ولی جو کہ ہین بلند خیال — شعر میرا پسند کرتے ہین

غزل سودا

کہون تسکین دل اے یار کرون یا نکرون — نالہ جا کر پس دیوار کرون یا نکرون

سن لے اک بات میری تو کہ رہی باقی کا — پھر سخن تجھ سے گنہگار کرون یا نہ کرون

ناصحا اٹھ میری بالین سے کہ دم رکتا ہے — نالے دل کھول کے دو چار کرون یا نکرون

خواب شیرین مین وہ اور دل ہے میرا مائل شوق — جی دھڑکتا ہے کہ بیدار کرون یا نکرون

سخت مشکل ہے مین صیاد سے جا کر یارو — ذکر مرغان گرفتار کرون یا نکرون

حال باطن کا نمایان ہے میرے ظاہر سے — مین زبان اپنی سے اظہار کرون یا نکرون

موسم گل ہے مین صیاد سے جا کر یارو — ہے زبان میرے بھی گفتار کرون یا نکرون

عہد تھا تجھ سے تو پھر عمر وفا کرنے کا — ان سلوکون پہ جفاکار کرون یا نکرون

کوچۂ یار کو مین رشک چمن اے سودا — جا کے با دیدۂ خونبار کرون یا نکرون

غزل سراج

اول کی تمنے بھول گئے مہر بانیان
لانے لگے ہو روز تغافل کی بانیان

کیا ہوئیگا سنوگے اگر کان دہر کے تم
گذرین ہین ہجر کے رات جو مجھہ پر کہانیان

دامن پلک بھی ہے ذرہ دست رس نہین
کیا خاک مین ملی ہی میری جانفشانیان

داغ فراق لالہ و باغ خیال ہے
رہ گئین میرے جگر مین تمہاری نشانیان

مجھہ دلکے کوہ طور کا سرمہ کئے ہو تم
باقی ہین اب تلک اوہی لن ترانیان

شاید کسیکے قتل کی ہوتی ہے مصلحت
رمزان تیری نگاہ کی سب ہمنے جانیان

کب تک روا رکھو گے تغافل سراج پر
اس قدر بھی خوب نہین سرگرانیان

ردیف واو

غزل آصف

تجھہ سا دلدار ہو اور ناز خرام ایسا ہو
کیون نہ دل کفر سے منکر ہو جو رام ایسا ہو

لب مسیحا سے ترے بات کر ای مصحف رو
مردہ دل کیون نہ جئے جس کا کلام ایسا ہو

مین ہون صدقے ترے تو گالیان ایسی دیا ہے
بندگی ایسی ہو اور اسکا انعام ایسا ہو

زلف مشکین مین پہر پہر کے یہہ دل کیون پھنسے
ایسا صیاد ہو اور ہاتھہ مین دام ایسا ہو

آرزو ہے کہ شب وصل میسر ہووے
مین ہون اور یار ہو اور گردش جام ایسا ہو

ملتجی مت ہو سوا ذات علی کے آصف
پھر تجھے چاہئے کیا جسکا امام ایسا ہو

غزل

دیکھہ کر اسکے رونے خندان کو
گل نے پرزے کیا گریبان کو

اُسکے ہونٹوں کے آگے قدر نہیں ۔ لعل پھر جاوے گر بدخشان کو
آنکھ تیری شکار افگن ہے ۔ کیوں نہ بھاگے ہرن بیابان کو
گرم ہو گر نہ سوئے یار کے ساتھ ۔ آگ لگ جاوے اُس زمستان کو
یاد آتی ہے صورت یوسف ۔ کھولکر دیکھتے ہیں قران کو

غزل

جو سونگھے اُس گل زیبا کے پیرہن کی بو ۔ خوش آوے کب اُسے نسرین و نسترن کی بو
دماغ کیوں نہ معطر ہو بلبل شیدا ۔ ہر ایک گل سے جو آتی ہے تجھ بدن کی بو
خط آگیا تیرے چہرے پہ اے گل خندان ۔ گئی مزاج سے اب تک نہ بالپن کی بو
جو بیٹھا انکے محفل میں وہ میرا مجنون ۔ گئی وہ مست اسی وقت انجمن کی بو
نشانی جب تیرے زلفوں کی لیگئی ہے صبا ۔ خطا سے جاتی رہی نافۂ ختن کی بو

غزل نیاز

عشق میں تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو ۔ عیش و نشاط و زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو
عقل کے مدرسے سے ہو عشق کے میکدہ میں آ ۔ جام فنا و بیخودی اب تو پیا جو ہو سو ہو
لاگ کی آگ لگ اُٹھی پنبہ نمط میں جل گیا ۔ رخت وجود جان و تن کچھ نہ بچا جو ہو سو ہو
ہجر کی سب مصیبتیں عرض کیں اسکے رو برو ۔ ناز و ادا سے مسکرا کہنے لگا جو ہو سو ہو
دنیا کے نیک و بد سے کام ہمکو نیاز کچھ نہیں ۔ آپ سے جو گذر گیا پھر اُسے کیا جو ہو سو ہو

غزل سوز

تا در کوئی صنم یا تو مجھے پہنچا دو
یا ابھی دلکو میرے پاس سے اسکے لادو

رسم و آئین اسیری کی مجھے یاد نہیں
تو گرفتار ہوں ای ہم قفسو سکھلادو

سانس لینے دو چھری نیچے شتابی کیا ہی
ذبح تو کرتے ہو تو ٹک صبر کرو جلادو

غنچہ او ر توقع تو نہیں تم سے اب
آتش عشق تو دامن سے بھلا بھڑکادو

درد ہی سوز ہی دنیا میں غریبوں کی بساط
شاعری تمکو مبارک رہے ای استادو

غزل سوز

میری جان جاتی ہی یارو سنبھالو
کلیجے میں کانٹا چبا ہی نکالو

نہ بھائی مجھے زندگانی نہ بھائی
مجھے مار ڈالو مجھے مار ڈالو

خدا کے لیئے ای میرے ہمنشینو
یہ بانکا جو جاتا ہی اسکو بلالو

اگر وہ نہ آوے تمہارے کہے سے
تو منت کرو گھیر گھیر بلالو

اگر وہ خفا ہوکے دہ گالیاں دیوے
تو دم کھا رہو کچھ نہ بولو نہ چالو

غرض ایک بندہ تمہارا مرے ہی
اسے جان کنی سے تو جاکر بچالو

جلوں کی بری آہ ہوتی ہی پیارے
تم اس سوز کی اپنے حق میں دعا لو

غزل نظیر

جدا کسی سے کسیکا غرض حبیب نہ ہو
یہ داغ وہ ہی کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو

جدا جو ہمکو کرے اس صنم کے کوچے سے
الہی راہ میں اسکا کوئی رقیب نہ ہو

علاج کیا کروں حکما نے پہ جدائی کا
سوائے وصل کے اس کا کوئی طبیب نہ ہو

نظر اپنا تو معشوق خوب صورت ہی	جو حسن ہمین بھا ایسا کوئی عجیب ہو

غزل شادان

سنین تمھاری جو الیسے باتین کہان ہی ایسا دماغ ہمکو
صنم کی باتون مین پھنس رہے ہین نہین ہی اتنو فراغ ہمکو
چمک رہے ہین ستارے شبکو عجب طرح کی بہار دیکھی
پیارا آیا ہی گھر ہمارے تو بھر دے ساقی ایاغ ہمکو
اگرچہ گوہر سامنے تھا مگر وہ ہمکو نظر نہ آیا
اندھیری راتون مین بھولتے تجھے بتا دیا ہی چراغ ہمکو
تمھارے خاطر ہمارے پیارے ذرہ تو دیکھو کیا ہی کیا کچھ
بھٹکتے پھرتے تھے رات اور دن ملا ہی اتنو سراغ ہمکو
اسیکی دولت ہی عیش گھر گھر کہان ہی ایسا بتا دے شادان
شہ سکندر سوار ہووے تو کیون نہ جنگل ہو باغ ہمکو

غزل ظفر

جلایا آپ ہمنے ضبط کر کر آہ سوزان کو	جگر کو سینہ کو پہلو کو دلکو چشم کو جانکو
ہمیشہ کنج تنہائی مین باہم مونس سمجھے ہین یان	الم کو یاس کو حسرت کو بیتابی کو حرمان کو
تیرے اندام و روی قد و زلف و خط سے ہی خجلت	سمن کو ارغوان کو سرو کو سنبل کو ریحان کو
جگہہ گن گنکو دون ولیکن تیرے ہاتھون سے ابھی قاتل	کٹاری کو چھریکو بانک کو خنجر کو پیکان کو

تیرے دندان و لب نے کر دیا ہے قدر عالم کو
گہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجان کو

لڑا کر آنکھ اس سے ہمنے دشمن کر لیا اپنا
نگہ کو ناز کو انداز ابرو کو مژگان کو

نہیں قلقل دعا دیتا ہے شیشہ دمبدم ساقی
سبو کو خم کو مے کو میکدہ کو مے پرستان کو

نہ ہو جب تو ہی اے ساقی بھلا پھر کیا کرے کوئی
ہوا کو ابر کو گل کو چمن کو صحن بستان کو

بنایا اے ظفر خالق نے کب انسان سے بہتر
ملک کو دیو کو جن کو پری کو حور و غلما کو

غزل فسانہ

اے دل سدا اس شمع پر پروانہ ہو پروانہ ہو
اس نو بہار حسن کا دیوانہ ہو دیوانہ ہو

اے اگر منظور ہے یہان آشنائی عشق کی
ہر آشنائے عشق سے بیگانہ ہو بیگانہ ہو

میری طرف ساغر بکف آتا ہے وہ مست طرب
ایدل تکلف بر طرف مستانہ ہو مستانہ ہو

جیسے سخن کو مہر سے سنتا ہے وہ رنگین ادا
اے سرگذشت جان و دل افسانہ ہو افسانہ ہو

غزل ظفر

کہوں کیا رنگ اس گل کا اہاہا اہاہا اہو ہو ہو
ہوا رنگ چمن سارا اہاہا اہاہا اہو ہو ہو

نمک چھڑکے ہے وہ کس مزے سے دل کے زخموں پر
مزے لیتا ہوں مین کیا کیا اہاہا اہاہا اہو ہو ہو

ترا رو اور قمر مین کیا فرق سمجھو تم کہ دونو مین
ہے اک شعلہ بھبھوکا سا اہاہا اہاہا اہو ہو ہو

بلا گردان ہوں ساقی کہ جام عشق سے مجھ کو
دیا گھونٹ اسنے ایک ایسا اہاہا اہاہا اہو ہو ہو

جو میری صورت پرستی حق پرستی کی کہوں کیا مین
کہ اس صورت مین کیا دیکھا اہاہا اہاہا اہو ہو ہو

خدا جانے حلاوت کیا ہے اب اس تیغ قاتل مین
لب ہر زخم ہے گویا اہاہا اہاہا اہو ہو ہو

ظو

ظفر عالم کہون مین کیا طبیعت کے روانی کا	ہی بلک امڈا ہوا دریا اٹھا اٹھا اٹھا ہو ہو ہو

غزل جرات

پھرتا ہون تجھہ بغیر مین ہوئے دیوانہ ہو بہو	شہر بشہر دہ بدہ خانہ بخانہ کو بکو
چھوٹتے وہ کسطرح سے دل آہ ہوا ہو جو اسیر	زلف بزلف خم بخم پیچ بپیچ مو بمو
وای نصیب ایک شب اس سے ہوئے نہ آہ ہم	دست بدست لب بلب سینہ بسینہ رو برو
روتے ہین ہم جو نوحہ کر پہنچے ہی اشک چشم تر	بحر بہ بحر یم بیم دجلہ بدجلہ جو بجو
اسکی تلاش مین سدا پھرتے ہین ہم بہ اضطرار	بام ببام در بدر کوچہ بکوچہ سو بسو
دیکھا چمن مین جرات اب جلوہ عیان ہی یار کا	شاخ بشاخ گل بگل غنچہ بغنچہ بو ببو

غزل کنور

ہم پہ کرے ہی نت ستم تازہ بتازہ نو بنو	مجھہ پہ نہین ہی وہ کرم تازہ بتازہ نو بنو
اسکی جدائی ہی گران دل پہ ہمارے روز و شب	لگتے نہین ہین درد و غم تازہ بتازہ نو بنو
ای صنم تو پہ جفا مجھہ سے نہ ہو ہو پر وفا	تجھہ کو خدا کی ہی قسم تازہ بتازہ نو بنو
مجھہ پہ خفا تو جب سے ہی جی کو نپٹ ہی بیکلی	دل پہ سدا ہی غم الم تازہ بتازہ نو بنو
بسکہ کنور ہی غمزدہ اسکو کرے تو خوش ذرا	پڑھکے غزل تو دمبدم تازہ بتازہ نو بنو

غزل نوشاہ

حال فرقت کیا لکھون تم آپ آکر دیکھہ لو	ورنہ ہین مجھہ کو میرے پیارے بلا کر دیکھہ لو
بیقراری دلکی میری دیکھنی منظور ہی	تو میان سیماب تھوڑا سا منگا کر دیکھہ لو

آپ کہان جاوینگے میری انتظاری آپ پر
ہاتھہ مین اپنے گل نرگس اٹھا کر دیکھہ لو

چشم تر کو آپ جو کم جانتے ہین ابر سے
تو مقابل ابر کے مجھہ کو رولا کر دیکھہ لو

آپ بن سوزان و گریان کس طرح کٹتی ہی رات
شمع ہووی بزم مین اپنے جلا کر دیکھہ لو

ہو بہو حال پریشان اگر دیکھو میرا
آئینہ خانہ مین اپنے زلف جا کر دیکھہ لو

آپ کے بن نور کی ہی شکل اب مین کیا کہون
قیس کی تصویر کا نقشہ کھینچا کر دیکھہ لو

غزل

ظلم کے تیرے ہین گواہ خانہ بخانہ کو بکو
بسکہ پھرون ہون داد خواہ خانہ کو بکو

تجھہ کو فقط چراغ شام ڈھونڈھتے ہین گھر بگھر
پھرتی ہی باد صبح گاہ خانہ کو بہ کو

دل سے اٹھا کے دست صبر منہہ سے ملونگا اسکا خون
پوچھونگا اپنا جا گناہ خانہ بخانہ کو بکو

دیکھی ہی جب سے خلق نے تجھہ سے میری معاملت
مانگے ہی عشق سے پناہ خانہ بخانہ کو بکو

سوئیون ہون جسکو مصحفی جرم لکھے ہی
تنگ ہوئی ہی تجھہ کو راہ خانہ بخانہ کو بکو

غزل یقین

گرہ کھولو نہ زلف یار کے شانے کو مت چھیڑو
جنون کے دل کی زنجیرون سے دیوانے کو مت چھیڑو

کوئی ترک ادب کرتا ہی معبودونکی خدمت مین
مسلمانون خدا سے ڈر کے بتخانے کو مت چھیڑو

ابھی جاتا ہی جل یکدم تو جینے دو بچارے کو
تنک ایک روشن کرو مت شمع پروانے کو مت چھیڑو

یہہ محراب نماز بیخودی ہی زاہدو سمجھو
خدا کے واسطے مستون کے میخانے کو مت چھیڑو

سنا ہی عشق یقین کا دل کہ یہہ خوبونکا مسکن ہی
خدا جانے کیا ہو اس پری خانے کو مت چھیڑو

غزل

غزل

...ی ساقی بدن سب یکجا اٹھا اٹھا ہو ہو ہو
عجب عالم ہے مستی کا اٹھا اٹھا ہو ہو ہو

بہار آئی تو رانے پر لگے زنجیر دیوانے
ہوا شور جنون برپا اٹھا اٹھا ہو ہو ہو

نہ دیکھا تھا جن آنکھوں نے کبھی یک اشک کا قطرہ
روان ہے اُن سے اب دریا اٹھا اٹھا ہو ہو ہو

...یر گھر اس جہان میں ساقی و مطرب اگر ہوتے
تو کیسی میکشی کرنا اٹھا اٹھا ہو ہو ہو

کیا پیدا ارے عاشق کو تو نے قتل ای ظالم
کوئی کرتا ہے کام ایسا اٹھا اٹھا ہو ہو ہو

غزل سودا

بلبلان سب روتے آئے باغبان رو و کیجیو
آنسوے شبنم سنی حوض و نہر بھر دیجیو

یہہ وصیت کرکے بلبل باغبان سے مر گئی
کہہ گئی مجھ کو غسل تخت چمن پر دیجیو

بعد میرے دفن کے تو قل پڑھا چاہے اگر
کھود کر ہر بیخ کاہ کو صاف مٹی دیجیو

پھر قدم چالیس ہٹ کر آنکے تربت جو میری
فاتحہ کے جلنے پر تعریف گل کی کیجیو

یاد تھا مدت سے سودا کتنی یہہ ماجرا
آج کیون ظاہر نہیں کچھ بھید اسکا کیجیو

غزل غلام احمد

ای دلبر عجب تو بھی ہے ماہ رو
نہ ہے تیرے مانند کوئی خوبرو

تکلم کرے کیا کوئی تیرے ساتھ
تیری تو فصیح ہے سبھی گفتگو

نہ مشک ختن کی ہے بو اسطرح
جو ہے تیری زلف معنبر کی بو

نہ ثانی ہے دور جہان مین کوئی
تیرا ای شہ نیکوان خوب رو

جدا ایک لحظہ نکر ای صنم	ہمیشہ یہہ احمد کو دکھہ روبرو

ردیف ہا

غزل صاحب

گر تجھے قتل ہی منظور چل آ بسم اللہ	تیغ موجود ہی حاضر ہی گلا بسم اللہ
ہمتو حاضر ہین نکرنے ہین تیرا حکم عدول	خون دل نون جو پلاتا ہی پلا بسم اللہ
دیکھیے آپ کی ملاقات مجھے کب ہو نصیب	ہجر مین تیرے مرا دل تو جلا بسم اللہ
اسطرح خوب نہین جانکا دینا بسمل	اس تڑپنے پہ ذرا پڑھہ تو بھلا بسم اللہ
گر تعلق ہی تجھے حال پہ صاحب کے سجن	زخم دل کا تو اب آ کے سلا بسم اللہ

غزل مشتاق

کیا ہجر مین تڑپتا دل بیتاب ہی واللہ	سیماب ہی سیماب ہی سیماب ہی واللہ
تاب رخ دلدار سے ہمتاب ہو خورشید	کیا تاب ہی کیا تاب ہی کیا تاب ہی واللہ
جو پنجۂ مژگان مین تیرے گوہر انجھو	نایاب ہی نایاب ہی نایاب ہی واللہ
کہتا ہی وہ شمشیر دکھا تشنہ لبون کو	کیا آب ہی کیا آب ہی کیا آب ہی واللہ
مشتاق ہمین کر گئے بھلا آتے جناب آپ	آداب ہی آداب ہی آداب ہی واللہ

غزل جرات

کل شب کسی کاکل کی حکایات ہی واللہ	کیا رات ہی کیا رات ہی کیا رات ہی واللہ
دل چھین لیا اسنے دکھا دست حنائی	کیا گھات ہی کیا گھات ہی کیا گھات ہی واللہ

عالم ہی جوانی کا جو ابھرا ہوا سینہ — کیا گھات ہی کیا گھات ہی کیا گھات ہی واللہ
دشنام کا پایا جو مزہ اُسکے لبوں سے — صلوٰۃ ہی صلوٰۃ ہی صلوٰۃ ہی واللہ
جرات کی غزل جسنے سنی اُسنے کہا واہ — کیا بات ہی کیا بات ہی کیا بات ہی واللہ

غزل سودا

غیرت بُت ہی کرم ہم ستم واہ واہ — دیکھہ لیا بس تجھیں جانمنے صنم واہ واہ
مہر کرے یا جفا جسمیں ہو اُسکی رضا — جسکی رضا میں سدا گذرے جو دم واہ واہ
سبز کیا کشت کو برس کے عالم کو تو — ٹک تو ادہر بھی کبھو ابر کرم واہ واہ
خانۂ قرب کی دیکھہ تازہ بنا کو میرے — کہتے ہیں بت ساکن دیر و حرم واہ واہ
کہنے لگے جو کوئی ریختہ سودا کی طرح — اُسپہ زبان سے ہو تا لوح و قلم واہ واہ

غزل سودا

جب خوش ہو تو دو گالی یکبار سو یہہ تحفہ — رنجش ہو تو کہوں کیسے ہی پیار سو یہہ تحفہ
چپ ہو تو بدی دلمیں بولے تو زبان اوپر — خاموشی میں وہ خوبی گفتار سو یہہ تحفہ
اس دلکو شفا کیونکر تجھہ عشق کے تپ سے ہو — ازار کڈھب اپنا بیمار سو یہہ تحفہ
ہر دم کے تفحص سے لائے ہیں بجان مجھہ کو — غم اپنے کی وہ صورت غمخوار سو یہہ تحفہ
صبر و دل و دین طاقت دیکھا اور سر سے گئے — ہیں جنگ میں رفیق اپنے دو چار سو یہہ تحفہ
اب شیخ کی سبحہ ہیچ ہے پر کیونکہ نہیں زنار — داڑھی ہی سو وہ نادر دستار سو یہہ تحفہ
سن نظم کو سودا کے منہہ پھیر لگا کہنے — آفاق میں وہ شہرہ اشعار سو یہہ تحفہ

غزل سلطان

ہیں ہوں اور نالہ شبگیر ہی اللہ اللہ
غم ہی اور یہہ دل دلگیر ہی اللہ اللہ

درد سینے میں میرے یا وہی اس کافر کی
نوک مژگان ہی اور تیر ہی اللہ اللہ

چاہ کر تجھ کو میں اس چاہ بلا میں ڈوبا
خواب یوسف کی یہہ تعبیر ہی اللہ اللہ

کس لئے اس دل نادان کو سمجھایا تمنے
انکھون کی کون سی تقصیر ہی اللہ اللہ

سرخ پوشاک ہے یہطرح نظر آتے ہو
کسکے یہہ قتل کی تدبیر ہی اللہ اللہ

چھوڑ دو اس دل دیوانے کو مت قید کرو
پیرون میں زلف کی زنجیر ہی اللہ اللہ

ہم مریں غم میں ترے تجھکو ٹھٹھولے سوجھے
کیا بری میری بھی تقدیر ہی اللہ اللہ

نہ ڈرے ہی گا خدا کا نہ تجھے الفت ہی
سنگ دل ظالم بے پیر ہی اللہ اللہ

دل گیا ہاتھ سے اور جی سے گیا تاب توان
خاک جس قدمون کی اکسیر ہی اللہ اللہ

چومون میں ہاتھ مصور کا کہ جسنے پیارے
کھینچی اس مکھڑے کی تصویر ہی اللہ اللہ

کیا کرون وصف ترا تجھکو سنوارا حقنے
جلوہ نور کی تاثیر ہی اللہ اللہ

جبسے دیکھا ہی تیری حسنکو اے جان حسن
تب سے سلطان جہان گیر ہی اللہ اللہ

غزل مظہر

اس گل کا پہنچتا ہی مجھے خط صبا کے ہاتھ
اسواسطے لکھا ہی چمن میں ہوا کے ہاتھ

برگ حنا اوپر لکھو احوال دل میرا
شاید کبھی تو جا لگے اس دلربا کے ہاتھ

آزاد ہو رہا ہوں دو عالم کی قید سے
جینا لگا تھا جب سے تجھ بیوفا کے ہاتھ

ڈرتا ہوں میں رسائی تیری دیکھہ پر سحر — سورج کے ہاتھہ جو تیری ہی پنکھا صبا کے ہاتھہ
مظہر چھپا کے رکھہ دل نازک اب آبگین — یہ شیشہ پہنچتا ہی کسی میرزا کے ہاتھہ

غزل سوز

بس دل ناتوان بس چپ رہ — رو رو مت کھو تو جان بس چپ رہ
غل نہ کر غل نہ کر کہ تیری آہ — پہنچی تا لا مکان بس چپ رہ
انکھیں جاتی رہینگی وہ نادان — میرا کہنا تو مان بس چپ رہ
تیرے رونے پہ لوگ روتے ہیں — بس نہ رو میری جان بس چپ رہ
پھول ہنستے ہیں تیرے رونے پر — میرے غنچے دہان بس چپ رہ
شعر کا ہیکو ہیں شرارے ہیں — سوز آتش زبان بس چپ رہ

غزل ولی

کیا مجھہ عشق نے ظالم کو آب آہستہ آہستہ — جون آتش گل کو کرتی ہی گلاب آہستہ آہستہ
عجب کچھہ لطف رکھتا ہی شب خلوت میں گلرو سوں — سوال آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ
میرے دل کو کیا بیخود تیری انکھیاں نے ای ظالم — کہ جون بیہوش کرتی ہی شراب آہستہ آہستہ
ہوا اب عشق سوں آتش رودن میرا پانی — کہ جون گلتا ہی آتش سوں گلاب آہستہ آہستہ
ادا و ناز سوں آتا ہی وہ روشن جبین گھر سوں — کہ جون مشرق سوں نکلے آفتاب آہستہ آہستہ
ولی مجھہ دل میں آتا ہی خیال یار بے پروا — کہ جون انکھوں میں آتا ہی گا خواب آہستہ آہستہ

غزل صاحب

اُس قدر جان دل آزار ہو سبحان اللہ — بانکی بات مین بیزار ہو سبحان اللہ

اسطرح ہمپہ جو یہ جور روا رکھتے ہو — کیا تمہی شہرۂ دلدار ہو سبحان اللہ

ہیشتر دید تمھاری نہ تھی ممکن اپنو — دربدر کوچۂ و بازار ہو سبحان اللہ

اسطرح دلکو لئے تمنے میان پھلے دن — اپنو یون جی کے طلب گار ہو سبحان اللہ

بلبلین دیکھ کے گلشن مین تمھین کھتے ہین — اُس قدر تم تو طرحدار ہو سبحان اللہ

اب جو دل سوزی و اخلاص بیان کرتے ہو — سچ ہی تم ایسے ہی غمخوار ہو سبحان اللہ

سُنکے صاحب کے سخن یار سخندان بولے — اُس قدر تم تو شکر بار ہو سبحان اللہ

غزل مستان

سوزش فرقت سے بدن سارا ہے تمامی آبلہ — دست مین پا مین جگر مین اور دہن مین آبلہ

تجھ نگاہ گرم کی کثرت سے اے سرو سہی — خوشۂ انگور سے نکلے چمن مین آبلہ

سوز سے رویا جو تھا مین ابر نیسان کی نمط — پڑ گئے دیکھو صدف کے پیرہن مین آبلہ

اندنون مین گیا تھون پیدا ہوئے جائے حباب — جسم دریا مین سحر ایک دفعتاً مین آبلہ

قطرہ افشانی نہین شبنم کی یہ گلشن کے بیچ — ہین لگتے دیکھو سرو و سمن مین آبلہ

اے نازک ہی آرے مستان صنم نام خدا — ایک بوسے سے ہوئے چاہ ذقن مین آبلہ

غزل سوز

تم کرو سیر گلستان واہ واہ — ہم رہین محبوس زندان واہ واہ

تم چمن مین ہم قفس مین یا نصیب — واہ واہ اے عندلیبان واہ واہ

ناصح

تا سحر ہم بزم تم اسکے رہو
واہ واہ شمع سبستان واہ واہ

ہم رہین پروانہ جون گرد ون اگن
سب کرین سیر چراغان واہ واہ

سوز کو دے اپنے یون پہلو مین جا
واہ واہ گور غریبان واہ واہ

غزل غلام احمد

آپ تو خوب طرحدار ہو سبحان اللہ
کیا پری زاد ہو دلدار ہو سبحان اللہ

کیا کہون آپ کی یہ زلف مسلسل مشکین
دام صیاد ہی یا مار ہی سبحان اللہ

آپ کی چہرۂ پر نور کی ہو کیا تعریف
آپ تو مطلع انوار ہو سبحان اللہ

آپ کی ذات مین ہی نور تجلی تابان
آپ تو صاحب اسرار ہو سبحان اللہ

خم نہ کیون ہووے تمہین دیکھتے ہی پشت فلک
واہ کیا ابروے خمدار ہو سبحان اللہ

لب اعجاز مسیحا سے اگر فرماؤ
مردہ دل آن مین ہوشیار ہو سبحان اللہ

کیجئے اپنو کرم آپ بس اس احمد پر
آپ ہی تو میرے مختار ہو سبحان اللہ

غزل محسن

کیفی ہتکے ہی کدہر لگے دہرا ہی شیشہ
جام لبریز ہی اور جی سے بہرا ہی شیشہ

دیکھو ٹہوکر نہ لگے بہت سنبہل کر جانا
توٹ کر دل سے تو نازک یہہ بنا ہی

سر جھکاتے ہی لگی شیشے کو یکدم ہچکی
روح مستون نے مگر یاد کیا ہی شیشہ

رات مخمور مجھے آن کے محسن پوچھا
دلکا اس قیمتون یہان موں ہی شیشہ

مین کہا زر نہ جواہر سے ملے ہی پیارے
نقد الفت سے مگر ہان یہہ ملا ہی شیشہ

غزل سراج

اس مکھڑے کی زلف شکن پر شکن کو دیکھ
ہر یک شکن میں نافۂ مشک ختن کو دیکھ

اے دل اگر ہے ماندگی راہ غم سے تجھے
حلقے میں ہو کے زلف کے حب الوطن کو دیکھ

دیکھا نہیں جو گلشن امید کی کلی
اس گلعذار غنچہ دہن کے دہن کو دیکھ

گل گل ہوا ہے داغ محبت سے دل میرا
گر آرزو ہے سیر اس چمن کو دیکھ

یک پلک میں میری جان سے انجان ہو گیا
اس دیدہ باز شاہد پرفن کے فن کو دیکھ

بیجا نکر تو لاف غروری کا اے سراج
اس تند خو کی ابروے شمشیر زن کو دیکھ

غزل سمجھو

حباب بادہ ہے جیسا ایاغ میں غنچہ
نہ اس طرح کا کھلا کوئی باغ میں غنچہ

ہوائے باغ کی سر میں بھری ہے پھری ہوا
تیرا ہے خبط رکھے ہے دماغ میں غنچہ

فریب زلف ہے بالے میں لعل کی مچھلی
بجا ہے گر کہوں منقار زاغ میں غنچہ

خیال اس رخ رنگین کا اس میں رہتا ہے
کھلا ہے طرفہ میرے دل کے داغ میں غنچہ

خموش سر بگریبان ہے یوں تو اے سمجھو
بہہ اس دہن کے ہے فکر و سراغ میں غنچہ

غزل محمد حسین

ماہ رو رکھتا ہے بس جور و جبر کا تکیہ
عاشق خستہ دل کو ہے صبر کا تکیہ

دولت حسن خداداد ہے اسکو کیا خوب
اس جگر سوز کو کافی ہے فقر کا تکیہ

گر اٹھا لیوے وہ پردہ بلکہ جمال اپنے سے
چشم خورشید کو ہو نور بصر کا تکیہ

ورج یاقوت سے ہو لعل سجن کا جو نمود
شاد کامی سے ملے عزو قدر کا تلبہ

بالش ور وگہر کی نہ حقیقت جانے
جسکے معصوم ہوا اس ور کے حجر کا تکیہ

جو میسر نہ کبھی وصل صنم کا ہو تو
بس غنیمت ہی عجب لحد قبر کا تکیہ

خوف عقبی کا نہیں ورکہ رسوا گرام
اس گنہ گار کا محکم ہی حشر کا تکیہ

غزل فقیہ

کیا ذات مبارک میں صفائی نظر آئی
نقشے میں محمد کی خدائی نظر آئی

اطراف وجوانب میں ثریا سے اثر تک
اس مرزح کے ضیائی نظر آئی

عالم کو دیکھا حضرت عالم نے پکارے
اس نور الہی کی دوتائی نظر آئی

جب حال کل وصل ہوا تب تو کھلی آنکھ
اس چشم کے پردے میں جدائی نظر آئی

کوچہ میں ستمگر کے بہت لاشے پڑے ہیں
اس دہر کی معدوم وفائی نظر آئی

اس سرو رواں خاص بت ابر رواں دیکھ
امید دو عالم کی بڑائی نظر آئی

ای جان فقیہ خاک قدم کحلہ جا نکر
وہ ذات عجب فرمائی نظر آئی

غزل فقیہ

ن

جب اس بت کافر کی سواری نظر آئی
عاشق کی وہیں عقل سدھاری نظر آئی

اونسے چہرے سبز ہوا باغ عنایت
چشموں کی گھٹا ابر بہاری نظر آئی

ایسے [illegible]بس رندون مین ہو کیف
آنکھون مین تیری مے کی خماری نظر آئی

دنیا سے گیا گور مین تو بھی نہ پڑا چین
تجھ زیر زمین بھی نہ قراری نظر آئی

ہر غنچۂ گلشن یہ نظارے سے صنم کے
یا اللہ عجب نقش و نگاری نظر آئی

عاشق کو بیٹھا قتل کیا ایک نگہ سے
کیا شوخ تیری ظلم گذاری نظر آئی

کب بار قبقہ ہووے تیرے ظلم سے ظالم
تجھ ہجر کی سینے مین کٹاری نظر آئی

غزل نیاز

دکھلائے داغ دل نے گلستان نئے نئے
وحشت دکھا رہی ہے بیابان نئے نئے

جور بتان سے مجھ کو الٰہی بچا ئیو
پیدا ہوئے ہین جان کے خواہان نئے نئے

دیر و حرم مین کوئی نہین تیرے راہ بر
کافر نئے نئے ہین مسلمان نئے نئے

مین اسطرح جنون تیرے ہاتھون سے تنگ ہون
لادون کہان سے روز گریبان نئے نئے

کسطرح ہو گذر در جانان پہ اے نیاز
دربان نئے نئے ہین نگہبان نئے نئے

غزل عاقل

تیرے الفت مین ہوئے جان کے خواہان کتنے
تشنۂ خون ہے میرے گبر و مسلمان کتنے

ایک امید بھی تجھ سے نہ بر آئی میری
رہ گئے دل مین میرے حسرت و ارمان کتنے

نہین ملتا ترے ناقے کا پتا اے لیلے
چھان مارے تیرے مجنون نے بیابان کتنے

کتنون کو کان کے بالے سے جھکایا تو نے
زلف پیچان کے پڑے پیچ مین پیچان کتنے

جسنے دیکھا تیری تصویر کیا صل علی
پڑھتے صلوات ہین آکے مسلمان کتنے

ایک

ایک تھا آئینہ وہ جسکے ہین حیران کتنے
بکھرتے ہین زلف پریشان کے پریشان کتنے

اٹھکے صحرا سے چلا شہر کی جانب جب مین
لیتے دامن سے مرے خار مغیلان کتنے

مصحفے رو مین کھنچی جاتی ہی اسکی تصویر
ایک قرآن سے لکھے جاتے ہین قرآن کتنے

کوئی سمجھا نہ تیرے شعر کا رتبہ عاقل
یون تو ہین کہنے کو دنیا مین سخندان کتنے

غزل ولی

جسے عشق کا تیر کاری لگے
اسے زندگی جگمین بھاری لگے

نہووے اسے جگمین ہرگز قرار
جسے یار جانی سے یاری لگے

نچھوڑے محبت دم مرگ لگ
جسے عشق کی بیقراری لگے

بھی ہر دم مجھے عاشق پاک کو
پیارے تیری بات پیاری لگے

اگر تو ولی کے سخن کو سنے
رقیبون کے دل مین کٹاری لگے

غزل طور

مین جی جاؤن اجل سے آپ آجاوین اگر پہلے
یہہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے

عوض بوسیکے ہمنے گالیان دی ہین کن صاحبنے
ذرہ انصاف تو کیجئے نکالا کسنے شر پہلے

شب وصل صنم مین صبح تک ہمنے دعا مانگی
الٰہی آج نکلے مہر تابان سے قمر پہلے

ارے ای بے مروت تجھکو دل دینا ہمین لازم
کوئی پیدا تو کر لیوے ہمارا سا جگر پہلے

شب وصل عیان ہی تیری گردن پہ خون ہوگا
نہ بول اٹھنا کہین نالے سے ای مرغ سحر پہلے

عجب سرکار ہی اللہ کی ای طور مین صدقے
ہنرمندون سے پوچھے جاتے ہین بے ہنر پہلے

غزل لطیف

داغ ہجران کا نہ جاویگا کبھو دل سے میرے
یہہ نشانی تو ملی ہی مجھے قاتل سے میرے

وصف اس شوخ نگہہ کا نہ زبان سے ہو کبھو
حال صیاد کا پوچھو دل بسمل سے میرے

حال کیا پوچھتے ہو ہجر کی بیماری کا
ظاہر آثار تو ہی بارہ شمایل سے میرے

سبکو تعویذ یہ اسکے جو کیا دست دراز
بولا چل دور رہو کیا کام حمایل سے میرے

چند ہر چند کہ مین دامن لیلی پکڑون
ہاتھہ تو دور ہمیشہ رہے محمل سے میرے

قتل تو اسنے کیا مجھکو یہ تشہیر نہ کی
اتنی کوتاہی ہوئی صاحب قاتل سے میرے

آگ لگ جاوے نہ دنیا مین مجھے ڈر ہی لطیف
آہ سوزان جو نکلتے ہین نہان دل سے میرے

غزل

اسقدر ہم پہ ناتوانی ہے
موے سر تک بھی سر گرانی ہے

میرے زخمون پہ مت رکھو مرہم
میرے قاتل کی یہہ نشانی ہے

تلوے چھد چھد کے ہوگئے غربال
ہمنے صحرا کی خاک چھانی ہے

حال دل کا نہ پوچھ طبیبون سے
کیون ہوا رنگ زعفرانی ہے

جابجا زخم دل پہ ہے جا بین
یہی پوشاک اسنے دہانی ہے

غزل شہید

ہوا عشق و ہوس سے آج لازم سا نہ جانا ہے
جنازے پر ہمارے ابر رحمت شامیانہ ہے

حلقہ نگاہ کے سر دل شوق شہادت سے گرمیان
جہان تلوار چلتی ہی اسی کوچے مین جانا ہے

لیا جسنے ہمارا نام مارا بے گنہ اسکو
نشان جسنے بتایا ہی وہ تیرون کا نشانا ہی

جو سرماؤ تو بیمار چھوڑ دو مژگان کے چلو نکو
تمہارے عین عدے پر ہمیں آنکھیں بچھانا ہی

گریبان پھاڑ کر دشت جنون سے ہووے کب رخصت
ابھی تو دامن صحرا کے بھی پرزے اڑانا ہی

جو بال اسکے الجھتے ہیں تو دل میرا الجھتا ہی
یہان ہی درد شانے میں وہان زلفون میں شانا ہی

مثال نقش پا لاکھون پڑے رہتے ہیں سر پٹکا
مگر قاتل تیرا گنج شہیدا آستانا ہی

غزل بخشش

تاثیر تیرے عشق نے مجھ میں زری نکی
میں کیا کرون نصیب نے کچھ یاوری نکی

دلبر سمجھ کے دلکو دیا اسلئے تجھ میں
دل لے گیا میرا میری کچھ دلبری نکی

ای رشک مشتری تیرے خوبی کے سامنے
خورشید نے بھی ذرہ سی کچھ ہمسری نکی

ترو پٹ تھا کہ پہنچے سکندر لب حیات
ای خضر وہان تلک بھلا کیون رہبری نکی

بخشش کے پاس گوہر دل تھا بساط میں
قیمت کچھ اسکی تونے تو ای جوہری نکی

غزل

آنکھون میں ہی تصور صورت وہ دلربا کی
دلمیں ادا چبھی ہی اس نازنین ادا کی

غنچہ دہن وہ تیرا بولے ہی کب کسی سے
اسنے جو ہمیں اشارت ہو تو ہمیں مسکرا کی

آئینہ پانی پانی کیون کر نہ شرم سے ہو
دیکھی ہی اسنے خوبی تجھ حسن با صفا کی

تیرے لب و دہان کے حسرت میں ای گل اندام
غنچے کو دل فگاری گل کو ہی سینہ چاکی

کرنے میں کیا قیامت شاعر جو وہ نہایت
تجھ خوش خرام قد سے سرو شکستہ پا کی

غزل ثمنا

خیال آتا ہی سیج گل کی بچھاؤن مین سبم بہر کے نیچے
یہ خوف بہہ ہا چبے رگ گل بزنگ خار اس کمر کے نیچے

یہی ہی تسکین وقت آخر مین تیرے بیمار ناتوان کو...
کہ سنگ تیرے ہی آستان کا بجاے بالین سر کے نیچے

چمک رہا تہا زنخچہ اسکے عرق کا قطرہ وہ اسطرح سے
ستارہ جیسے ہو جگمگاتا فلک سے اوپر قمر کے نیچے

چمن مین ظاہر یہہ جوش مستی سے چہچہاتے ہین دیکھ گل کو
جو میرے گل رو کو دیکھ لیوین نو رکھین منقار پر کے نیچے

نگاہ خونریز ایسی آفت کہ تیغ برق اس سے ہووے نادم
جو فرق دشمن پہ وہیان گذرے نو آکے ٹھہرے کمر کے نیچے

چڑھا وہ کوٹھے پہ جبکے قاتل تو سب پکارے وطالبی خلقت
تو تیری وحشت سے حور بھی نکلے چھپائے منہہ کو سر کے نیچے

یہی تمنا ہی مومنون سے جناب باری مین اپنی عاصی
تو دفن اپنا نجف مین ہووے علی ؑ کے دیوار و در کے نیچے

غزل ثالث

... گئی جھپٹ پلٹ زبان داب بیچ کے دانتون		آئی تھی ایک حور مجھے دیکھ ہٹ گئی

آہٹ تو میری پائے وہ چوکھٹ سے جب آ — جھٹ پٹ وہ پٹ کواڑ کے پٹ سے چمٹ گئی

لی چھیڑ چھاڑ میں نے جو معقول سے اسے — بے اختیار شرم کے مارے سمٹ گئی

تم بخت کیا ہوا خلل انداز یہہ خروش — ناحق خروس صبح کی چھاتی نہ پھٹ گئی

الٹا لگی گفتگو یہہ وہ وہان دھار ہی غضب — آگر بہار جب گلے سے لپٹ گئی

غزل سودا

گر تجھ میں ہے وفا تو جفا کار کون ہے — دلدار تو ہوا تو دل آزار کون ہے

نالان ہوں مدتوں سے تیرے سائے تلے — پوچھا نہ یہہ کبھو پس دیوار کون ہے

ہر شب شراب خوار و ہر اک دن سیاہ مست — آشفتہ زلف لٹ پٹتے دستار کون ہے

سودا کو جرم عشق سے کرتے ہیں آج قتل — پہچانتا ہے تو یہہ گنہگار کون ہے

غزل سودا

ساون کے بادلوں کی طرح سے بھرے ہوے — یہہ وہ نین ہیں جن سے کہ جنگل ہرے ہوے

اے دل یہہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک — لخت جگر کی نعش کو کوآگے دھرے ہوے

پلکیں تیری کہاں نہ صف آرا ہوئیں کہ ہم — افواج قاہرہ کے نہ برہم پرے ہوے

انکھوں کو تیری کیونکہ میں باندہوں کہ یہہ غزال — جاتے ہیں میرے دل کی زراعت چرے ہوے

بوندوں کی جگہ ہزاروں یہہ بھرتے ہیں یکدگر — لڑکے تجھ آنسووں کے نپٹ سنگرے ہوے

انصاف کو سونپئے اپنا بجز خدا — منصف جو بولتے ہیں سو تجھ سے ڈرے ہوے

نزدیک اپنے رہنے سے منت کر ہمیں تو منع — ہیں لاکھ کوس جب ترے دل سے پرے ہوے

مجلس مین چھوکرونکی جو حجرے سے شیخ جی　　آئے تو پھر خدا نے کہا مسخرے ہوئے
سودا نکل نکلے گھر سے کہ اب تجھ کو ڈھونڈھتے　　لڑکے کھڑے ہین پتھرون سے دامن بھرے ہوئے

غزل آصف

یہ اشک چشمون مین اب جم رہے رہے نہ رہے　　حباب بحر مین کوئی دم رہے رہے نہ رہے
تو اپنے شیوۂ جور و جفا سے مت گذرے　　تیری بلا سے مرا دم رہے رہے نہ رہے
قمر کو ہوتا ہی ہر ماہ مین کمال و زوال　　تیری بلا سے میرا دم رہے رہے نہ رہے
عرق ہی منہ پہ تیرے خوشنما صنم لیکن　　ہمیشہ گل پہ یہ شبنم رہے رہے نہ رہے
شتاب آ کہ تیری دید تک میسر ہے　　یہ دم لبون پہ ہی اب تھم رہے رہے نہ رہے
جو وصل مین ہو جدائی تو کیا کرے آصف　　یہ اتفاق ہی باہم رہے رہے نہ رہے

غزل آبرو

تمہارا دل اگر ہم سے پھرا ہی　　تو بہتر ہی ہمارا بھی خدا ہی
ہماری کچھ نہین تقصیر لیکن　　کہو ہمنے تمہارا کیا کیا ہی
ہوئے ہو اس قدر بیزار ہم سے　　کہو ہمنے تمہارا کیا کیا ہی
وہ احمق ہی کہا ہی جسنے تمسے　　ملو جسے تمہارا دل ملا ہی
عبث پہل کرو مت آبرو کو　　مسافر ہی شکستہ ہی گدا ہی

غزل آشفتہ

سانس اگر جگر مین اڑتی ہی　　شکل جب تیری یاد پڑتی ہی

ہمارا

یہان ہم مارے جائین گیونکہ بھلا
کیا بری طرح آنکھ لڑتی ہی

پینچ مین لا کے ہم غریبونکو
زلف کس کس طرح اکڑتی ہی

تجھہ کو جانے دون کیونکہ خانہ خراب
دلکی بستی میری اجڑتی ہی

غزل دلبر

مرتا ہون تیرے عشق مین سرشار خبر لے
ٹک میرے دل زار کی ای یار خبر لے

ای باد تو ہی جا کے ذرہ شوخ سے کہنا
مرتا ہی کوئی جا پس دیوار خبر لے

اللہ ہی بچاوے مجھے اس آتش غم سے
یا تو ہی مہر کہا کے میرے یار خبر لے

کسطرح بھلایا ہی میرے دل کو تو یکبار
مرتا ہی تیرا طالب دیدار خبر لے

کوچے مین تیرے آنیکی طاقت نہین ہی یار
مرتا ہی پڑا بر سر بازار خبر لے

یہہ حال میرا دیکہہ کے حیران ہین طبیبان
بچتا ہی کہین عشق کا بیمار خبر لے

ای نازنین جو ناز اٹھانے تیرے دلبر
پوچھینگے سبھی کوچہ و بازار خبر لے

غزل تابان

عشق کیا شی ہی کسی کامل سے پوچھا چاہیے
کسطرح جاتا ہی دل بیدل سے پوچھا چاہیے

کیا تڑپنے مین مزا ہی قتل ہو یار کے ہات
اسکی لذت کو کسی بسمل سے پوچھا چاہیے

جسنے اسکا زخم کہایا وہ اسے معلوم تھا
تیغ ابرو کی صفت گھایل سے پوچھا چاہیے

یار کے ملنے کی ہمکو کوئی طرح آتی نہین
طرح ملنے کی کسی واصل سے پوچھا چاہیے

آہ و نالے کی حقیقت دیکھتا ہون ہجر مین
کیا گذرتی ہو گی تابان دل سے پوچھا چاہیے

غزل سودا

خوبی رخسار خوبان گل سے پوچھا چاہیے
اضطراب عاشقان بلبل سے پوچھا چاہیے

جو گذرتی ہی ہمارے حال پر زلفونکو دیکھہ
اسکی ماہیت کیتین سنبل سے پوچھا چاہیے

خندۂ خوبان بجا ہی بادہ نوشون کے اوپر
بے خودی کی بات جا کامل سے پوچھا چاہیے

اہل شیراز و صفاہان عیش کرتے ہین مدام
ہند کی لذت کیتین کاہل سے پوچھا چاہیے

لوگ کہتے ہین ابو الخیر خیر بن سودا ہوا
کچھہ علاج اس مرض کا کاکل سے پوچھا چاہیے

غزل قسمت

گروہ بت کافر شب مہ بام پر آوے
یک ماہ دو دم ماہ فلک کو نظر آوے

مژگان تیری دلمین میرے جب سے گڑی ہی
ناشگفتہ نہ دیکھا تو ہی لخت جگر آوے

مقدور ہی کسکا جو تیرے حکم کو ٹالے
رستم جو نہ آوے تو وہین اسکا سر آوے

تو بر سر بازار جہان جلوہ نما ہو
خورشید فلک پر ہے کہ نیچے اتر آوے

جون ماہ منور بہ شب تار ہماری ::
قسمت وہ اگر چاند سی صورت نظر آوے

غزل سراج

خبر تحیر عشق سن نہ جنون رہا نہ پری رہی
نہ تو تو رہا نہ تو مین رہا جو رہی سو بیخبری رہی

شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنون کی پردہ دری رہی

بہی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جلگیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

نظر تغافل یار کا گلہ کس زبان سے بیان کرو
کہ شراب صد قدح آرزو خم دلمین سو بھری رہی

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا	کہ کتاب عقل کی طاق میں جوں دھری تھی تیوں ہی دھری رہی
تیری جوش حیرت حسن کا اثر اس قدر سے یہاں ہوا	نہ تو آئینہ میں جلا رہی نہ پری میں جلوہ گری رہی
کیا خاک آتش عشق نے دل بے نوائے سراج کو	نہ حضر رہا نہ خطر رہا مگر ایک بے خطری رہی

غزل قدرت

ہم صفیران چمن ہم سے چمن چھوٹتے ہی	کا ہی ہی شام غریبان کہ وطن چھوٹتے ہی
غمزۂ شوخ سے دل دیکھیں اب کیا ہوگا	جیسے صیاد کے ہاتھوں سے ہرن چھوٹتے ہی
اب تلک تیرے شہیدوں کے بدن سے موجے	لاکھ فوارۂ خون زیر کفن چھوٹتے ہی
شب ہجران کی مصیبت میں لکھوں کیا قدرت	تن سے جان ہوئی ہی جدا جان سے تن چھوٹتے ہی

غزل قلندر

بے نصیبی سے ہی دل اپنے عبث روتا ہی	جو لکھا کاتب قدرت کا وہی ہوتا ہی
سفر ملک عدم تجھ کو ہی آخر درپیش	خواب غفلت سے تو بیدار ہو کیا سوتا ہی
نہیں ممکن کہ ببولان سے ہووے پیدا	پھل بھی کھاتا ہی وہی جو کوئی کچھ بوتا ہی
کر لے کچھ کام غنیمت ہیں یہ ایام حیات	بازی و لعب میں کیوں عمر کو تو کھوتا ہی
غم کی تیرے پیچ سے قلندر تو نکر دل کو تنگ	عشق کا دام بلا ایسا ہی کچھ ہوتا ہی

غزل رند

کل جو ہم یار کی شمشیر تلے بیٹھ گئے	وہ بہت ٹال رہے ہم نہ تلے بیٹھ گئے
ہم اٹھے یار کے در پر سے ولے سو سو بار	صید مجروح کے مانند چلے بیٹھ گئے

غزل جوہر

کھلینگے شگوفے جبکہ دفتر ادہر ہمارے اودہر تمھارے
تو تو گیا کیا گذرے گی آہ دلبر ادہر ہمارے اودھر تمھارے

لڑو نہ ہمسے ای میرے دلبر یہہ بات جانے دو مانو کہنا
نہین تو مذکور ہونگے گھر گھر ادہر ہمارے اودہر تمھارے

ہمارے دلپر ہی داغ حسرت تمہارے منہہ پر ہی داغ چیچک
یہہ دونو چمکینگے مثل اختر ادہر ہمارے اودھر تمھارے

ہمین اب اپنی قبر ہی جانا ملو تو اب ملو کہ جسمین
غم جدائی نہ آوے دلبر ادہر ہمارے اودھر تمھارے

ملو ہمین کیون کر ہوا ہون حیران اگرچہ دونو طرف ہی خواہش
پھرین ہین جاسوس یہان تو گھر گھر ادہر ہمارے ادہر تمھارے

ستم کا کیا تم جواب دوگے بھلا جو پوچھیگا تمکو خالق
ہووینگے منصف بروز محشر ادھر ہمارے اودھر تمھارے

شراب ہی یہہ سمجھکے پینا خراب کہتا ہی اسکو عالم
کہین یہ ہان کھلین نہ جوہر ادہر ہمارے ادہر تمھارے

غزل صف

جب گھڑی تیری آستان سے گئے	ہمنے جانا کہ دو جہان سے گئے

تیرے کوچے میں نقش پا کی طرح
ایسے بیٹھے کہ پھر نہ واں سے گئے

عشق ہاتھوں سے تیرے کیا کہیے
نام سے گذرے اور نشان سے گئے

شمع کی طرح رفتہ رفتہ ہم
سینکو یک دن کہ جسم و جان سے گئے

ایکدن ہم نے یار سے جو کہا
ابتو ہم طاقت و توان سے گئے

ہنسکے بولا کہ سنتا ہے آصف
یہ نہیں کہہ کہہ کے لاکھوں یہاں سے گئے

غزل رضی

فندق پہ تیرے دیکھئے گلستان کی سرخی
پہنچے نہ جسے پنجۂ مرجان کی سرخی

تعریف دہن کی کروں یا لب کی بہ انگشت
مسی کی اوراہت کہوں یا پان کی سرخی

الماس نظر آتے ہیں یاقوت کے مانند
پڑتی ہے کرن پھول پہ جب کان کی سرخی

قاتل مجھے ڈر ہے کوئی پہچان نہ لیوے
دھو ڈال ذرہ گوشۂ دامان کی سرخی

سنئے یہ غزل مجھ سے یہ تازہ رضی کی
دکھلاؤں تمہیں صاف گلستان کی سرخی

غزل فدوی

ہو بھی خجل ہووے مصور فرد و دم لے
تصویر لکھی جاتی ہے نرگس کا قلم لے

دیکھا ہے نہیں تو احمد مختار کا لشکر
جبرئیل بھی جس فوج میں چلتا ہے علم لے

گرمی سے عرق ہو گئے چلتے ہوئے اشک
اس پہ مژگان تلے تک بیٹھ کے دم لے

ہم دلکو گواں بیٹھے تصور میں اسی کے
اور پھر کبھی عقل ہی سے چلے راہ عدم لے

اس بات کی پرستش کے لئے شیخ ہوئے تم
کعبہ کو چلے نام خدا نام صنم لے

یہہ بارگہہ شیر خدا جائے ادب ہی
مجنوں کو صحرا پہنچی ہی تو اس سے رقم لے

ناحق کی یہہ تہمت ہی غیر و نہ یہی عاشق
گر تیرے سوا غیر کو چاہوں تو قسم لے

راتوں کہیں چونک پڑے نیند میں رستم
گر خواب میں دیکھے اسد اللہ کے حملے

فدوی تو عبث اپنا گریبان ہی پکڑے
اپنا ہی تو دامان علی مستحکم لے

غزل

سلگو دکھلاوں آبلے لاکے
زخم تازے ہوے ہیں چھل چھل کے

اسکی نورنگی پر فدا ہوں میں
گل بنایا ہی اسنے اس گل کے

زلف ناگن ہی آپ کی صاحب
دل لیتا ہی ہمارا بل بل کے

تجھ سوا باغ کا یہہ کیا احوال
پھول کملا گئے ہیں کھل کھل کے

اس خطا ہی کی کرین توبہ
رنج کھینچے ہیں تجھ سے مل مل کے

غزل نگین

کہے تو تم پردہ نشین خانہ نشین کیوں ہوئے
تھا تو پردیکا مکان دل کے مکین کیوں ہوئے

وہ جو چلتا ہی زمین پر تو یہہ آتی ہی ہوس
ہائی افسوس کہ ہم فرش زمین کیوں نہ ہوئے

قبر عاشق پہ چلا وہ تو لگا یوں کہنے
ہائے ہم آج کے دن زیر زمین کیوں نہ ہوئے

آہ جس شخص پہ تم لطف و کرم کرتے تھے
حسرت آتی ہی کہ وہ شخص ہمیں کیوں نہ ہوئے

جب سے دیکھا تھا تیرا نام نگین کے اوپر
خون ہوتا ہی یہہ دل ہم وہ نگین کیوں نہ ہوئے

غزل ناسخ

پھر بہار آئی چمن مین زخم دل آلے ہوئے — یہہ مرے داغ جگر آتش کے پرکالے ہوئے

کس طرح چھوڑون یکایک تیری زلفون کا خیال — ایک مدت سے یہہ کالے ناگ ہین پالے ہوئے

واہ کیا تاثیر ہی رخسار آتشناک کی — شعلۂ جوالہ تیرے کان کے بالے ہوئے

جب شب تاریک مین ہم کوئی جانان کو چلے — آگے آگے جائے مشعل آپ ہین نالے ہوئے

پائے نازک اسنے جب رکھا ہماری قبر پر — پارہ ہائے سنگ مرمر روئی کے پھالے ہوئے

وہ پری پیکر کہا کرتا ہی اکثر فخر سے — اپنے ناسخ بھی ہمارے چاہنے والے ہوئے

غزل لقا

یہہ رخ یار نہین زلف پریشان کے تلے — ہی یہان صبح وطن شام غریبان کے تلے

برق سی تیغ جو کل اسکی چمکتی دیکھی — طفل اشک اپنے چھپے دامن مژگان کے تلے

یک یہان داغ جگر سینے مین رکھتا ہون کہ جون — باد سے شمع چھپاوے کوئی دامان کے تلے

جی مین ہی جا کے کرون ای گل خندان تجھ بن — بیٹھ کر گریہ کسی نخل گلستان کے تلے

نہین ملنے کی لقا تجھ کو بجز کنج مزار — جائے آسودگی اس گنبد گردان کے تلے

غزل ظفر

جلوہ جو اسنے دکھایا میرا جی جانتا ہی — پھر خدائی نظر آئی میرا جی جانتا ہی

اٹھ گئی میری زبان سے تو جہان کی لذت — جو مزا عشق مین پایا میرا جی جانتا ہی

مین خطاوار ہون خط کیون کر لکھون انشا جب — جیسا لوگون نے سکھایا میرا جی جانتا ہی

تون کہتا ہی تیرے عشق سے انجان رہو
جیسے جی تونے جلایا میرا جی جانتا ہی

ای ظفر اس گل خندان کی محبت چھوڑو
دم بدم اسنے ستایا میرا جی جانتا ہی

غزل بیدار

تون ہی بازار خوبی مین تیرے ہم سنگ ہی
جسنے میزان مین تیرے مہر و مہ پاسنگ ہی

سرمئی انکھون کا تیرے جو کوئی بیمار ہو
ایک میل اسکے تئین رکھنا قدم فرسنگ ہی

مین جو دیوانہ ہوا سرخیل ارباب جنون
ہاتھہ مین پتھر لئے ہر طفل میرے سنگ ہی

جائے تکیہ عاشقون کا خانمان ہر وقت جو
زیر سر کوچہ مین تیرے خشت ہی یا سنگ ہی

سخت زاری ہی مجھے ظالم تیری سنگ دلی
آہ مثل آسیا کے سنگ اوپر سنگ ہی

وہ سدا گر گرے ہی آسیا پھر پھر مدام
ہنت گندم کے لئے چھاتی پہ میرے سنگ ہی

وہ جواہر پوش کے دیکھا ہو مین یاقوت لب
اسکی رنگینی کے آگے لعل بھی یک سنگ ہی

شیخ کی مسجد مین جانا کام کیا بیدار کا
مسجد مین اپنا صنم لے عاشقون کا سنگ ہی

غزل بادشاہ

گلی مست کے آنے کی آرزو ہی
اے ساقی لئے ساغر خشک بو ہی

سمایا ہی جب سے تو انکھون مین میرے
جدہر دیکھتا ہون ادہر تو ہی تو ہی

جناون مین گیا اپنا حال پریشان
عیان زلف دلدار کی مو بمو ہی

چلو قبر فرہاد پر فاتحہ کو
مگر آب شیرین سے لازم وضو ہی

نکل جاوے جی تیرے قدمون کے اوپر
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہی

...ں میں جائے ہر ایک گل کو دیکھا — نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے

ستایا ہے ناحق ہمیں تو نے ظالم — یہہ انصاف اللہ کے روبرو ہے

کیا چاک وحشت نے ایسا گریبان — نہ سینے کے قابل نہ جائے رفو ہے

شفق نکلے گردوں پہ ہوتا ہے ظاہر — یہہ کس کشتۂ بیگنہہ کا لہو ہے

عبث مجھہ کو ہنس کے دیتے ہو گالی — زباں کو سنبھالو یہہ کیا گفتگو ہے

اگر آکے ہاری شب وصل بولو — چھری اور مرغ سحر کا گلو ہے

رہے سایۂ نجبن بادشاہ پر — خداوند عالم نگہبان تو ہے

غزل قمر

ہزار بار جو ہم چاہ سے بلاتے تھے — تو کس غرور سے تم ایک بار آتے تھے

ابھی تو شرط وفا ہو چکی ادا کس کو — ابھی بھروسے پہ تم دوستی نبھاتے تھے

ذرہ تو یاد کرو جان وقت وہ کیا تھا — گلے میں ہاتھ تھا اور منہہ سے منہہ ملاتے تھے

لب شکر وہ عجب دن تھے بھولتے ہی نہیں — تمہارے منہہ سے جو ہم گالیاں بھی کھاتے تھے

اگرچہ روٹھ کے جاتے تھے پھر بھی ہم تمکو — گلے سے اپنے لگا پانو پڑ مناتے تھے

ہر ایک تیغ ستم ہمکو پھول کی تھی چھڑی — ای گلبدن تیرے کیا کیا جفا اٹھاتے تھے

ہزار حیف کہ کہتے ہو تم قمر مت آ — کبھی زبان کی اوپر بھی یہہ نہ لاتے تھے

غزل شرر

نکلے سخن عاشق دلگیر کے منہہ سے — کوئی بات سنا ہو گا نہ تصویر کے منہہ سے

کے

اے نگہ چشم نے مارا ہی طمانچا
بہتا ہی لہو خنجر و شمشیر کے منہہ سے

یوسف کو کیا قید جو زندان میں حسن تو
آتی ہی صدا کانپین زنجیر کے منہہ سے

طفلی کا تیرے حسن کا مین وصف لکھون کیا
سن منہہ سے جوانوں کے ہر ایک پیر کے منہہ سے

دیتا ہی دعا تجھکو ثنا خوان جب شب زر
آمین کی صدا نکلی ہی تاثیر کے منہہ سے

غزل ولی

جسکو لذت ہی سجن کے دید کی
اسکو خوشوقتی ہی صبح عید کی

مکھ کے اوپر زلف ای دریای حسن
موج ہی یہہ چشمہ خورشید کی

دل مرا موتی ہو تجھہ بالی مین جا
کانمین کہتا ہی باتین بھید کی

تجھہ دہن کو دیکھہ کر بولا ولی
یہہ کلی ہی غنچۂ امید کی

غزل ستم

دردمندوں سے نہ پوچھو کہ کدہر بیٹھہ گئے
تیری مجلس مین غنیمت ہی جہان بیٹھہ گئے

ہی غرض دید کا یہان کام تکلف سے نہین
خواہ ادہر بیٹھہ گئے خواہ اودہر بیٹھہ گئے

عفت اٹھنے کے نہین یار کے کوچے سے فقیر
ایک بوسے کے لئے باندھکے اڑ بیٹھہ گئے

پیر و مرشد کی قسم ہی کہ وہی لینگے وہی
جب کے بستر پہ ہم آ کھول کمر بیٹھہ گئے

کر گیا کام جو معشوق ستم تیغ جھکا
سیکڑوں مرغ ہوا باندھکے پر بیٹھہ گئے

غزل ظفر

مرغ دل مت رو یہان آنسو بہانہ منع ہی
اِن قفس کے قیدیوں کو آب و دانہ منع ہی

تیرے ہی دیوار سے اب ہمنے سر ٹپکا کیا | روزن دیوار تک آنکھیں ملانا منع ہے
قتل کر ڈالے مجھے تو اب سنگین دلوں نے یہہ کہا | قتل ہو جانا ولیکن تڑپھڑانا منع ہے
تڑپھنا مت دیکھنا خنجر تلے اے صید دل | عشق کے مقتل میں دست و پا ہلانا منع ہے
اے ظفر ہمکو ہمیشہ چاہئے عشرت مدام | اب تمہیں چالیس دن مہندی لگانا منع ہے

غزل

وہ صنم حال میرا کیا جانے | ہو نہیں کس فکر میں خدا جانے
اُسکی ملنیکی مجھکو تہمت ہے | وہ کہاں میں کہاں خدا جانے
ہم تو روتے ہیں ہنستے ہیں اغیار | قدر بلبل کی زاغ کیا جانے
ہونٹ چاٹا کرے وہ ساری عمر | لب شیرین کا جو مزا جانے
سُنکے احوال میرا کہنے لگا | اب جھگڑا جھری بلا جانے
ایسے سفاک سے ڈرو یارو | خون عاشق کا جو خفا جانے
بہ خدا بت کسیکے دوست نہیں | انکو دشمن ہی جان کا جانے

غزل اوصاف

وہ کہاں جی نے رہے جو بیوفائی کر گئے | مر گئے آخر جس سے آشنائی کر گئے
عمر بے پایان پہ اپنے اس قدر نازان ہو | مرگ نے انکو نہ چھوڑا جو خدائی کر گئے
آرسی میں عکس اپنا دیکھ کر لائے غرور | چار دن کی زندگی میں جو خودنمائی کر گئے
عیب جوئی کرکے اکثر وہ ہوئے تھے برے | ہاتھ سے اپنے وہ اپنی جگ ہنسائی کر گئے

رہ گیا

رہ گیا اوصاف اونکا آخرش وہ تو گئے	جو بھلائی کر گئے اور جو برائی کر گئے

غزل عشرت

شب فراق میں دل پر قلق ابھی سے ہے	سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے
ابھی لکھا نہیں میں حال دل اسے قاصد	ہوا ہے شوق میں اڑتا ورق ابھی سے ہے
ہنوز دفن ہوا ہی نہیں ترا بسمل	کہ زلزلے میں زمیں کا طبق ابھی سے ہے
ارادہ سیر کا کرتا ہے جب کہ وہ گل رو	وہ ناز ہیں کہ جبیں پر عرق ابھی سے ہے
کسی نے شام کے آنے کو کیا کہا عشرت	بھبھوکا منہ پہ آپ کے پھولا شفق ابھی سے ہے

غزل حیدری

باغ محفل میں ترے گل تو عجب جھوم رہی	راہ پائی نہ کہیں باد صبا گھوم رہی
موتیا اور چمیلی گل نسرین و گلاب	لٹکی مست ہو ڈالی پہ سدا جھوم رہی
پان تو قتل ہوئے یار کے لب سے ملکر	بے کلی بھی سو حنا بر کف پا چوم رہی
قافیہ ٹھیک نہ تھا کیا کرے حیدری جا	عقل ہے کس طرح اپنے تئیں توم رہی

غزل ناسخ

جیب میں چاک در یار نظر آتا ہے	سینے میں روزن دیوار نظر آتا ہے
دشت غربت میں نگہ اپنی جدہر جاتی ہے	وہی کوچہ وہی بازار نظر آتا ہے
بت پرست ایسے ہیں سوتے ہیں اگر مسجد میں	خواب میں خانۂ خمار نظر آتا ہے
چاند سا چہرہ تاباں ہے اگر اسپر بھی	زلف میں تنگ شب تار نظر آتا ہے

بھاگ جاتا ہی وہین ہیک اجل بالین سے
جب مجھے قاصد دلدار نظر آتا ہی

گرچہ ہون ہند مین لیکن مجھے ناسخ ہردم
روضۂ حیدر کرار نظر آتا ہی

غزل یقین

زنجیر مین بالونکی پھنس جانے کو کیا کہئے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

عاشق جو رہے جلتا معشوق کے کام آوے
کیا لطف ہی جل جانا پروانے کو کیا کہئے

دل چھوڑ گیا ہم کو دلبر سے توقع کیا
اپنے نے کیا یہہ کچھہ بیگانے کو کیا کہئے

تحقیق کو ظالم تک کام نہ فرمایا
فرہاد کے اس ناحق مرجانے کو کیا کہئے

سبزے مین یقین آہو کیا جو رہے پھرتے ہین
فردوس نہ کہئے تو ویرانہ کو کیا کہئے

غزل ملہار

دلکو پالا تھا بہت ہمنے خبرداری سے
نازبرداری سے غمخواری سے ہشیاری سے

حسن صاحب کی شرافت پر نظر کر بیٹھے
جان کے بوجھ کے پہچان کے ہشیاری سے

ہمسے باطن مین خفا غیرونسے ظاہر مین خفا
یہہ تو امید نہ تھی شرط وفاداری سے

سادگی پر وہ ستمگار کے دہوکا پایا
اپنا ایمان لرزتا ہی یہہ عیاری سے

شکر حق صبر کی دولت کہ شب ہجر نے دن
وصل حاصل ہوا طالع کے مددگاری سے

ناز خط زلف ادا چشم مژہ اور ابرو
سبکے سب دشمن قاتل ہین میرے باری سے

سوتے ہین آج لپٹ اپنے صنم سے ملہار
نیند آتی ہی شب ہجر کے بیداری سے

غزل شادان

معشوق کے آنے کی شتابی خبر آوے
اللہ کرے دلکی یہہ امید بر آوے

خورشید خجل ہو گئے چھپے ابر کے اندر
محفل میں اگر آج وہ رشک قمر آوے

کرتا ہی نثار اُسپہ فلک خوشۂ پروین
کانوں میں کرن پھول پہن کر اگر آوے

اُس کام کا وہ نخل جسے پھول نہ پھل ہو
پر شاخ وہی خوب کہ جسمیں ثمر آوے

آتا نہیں دلدار نظر اُس سے تھون مین
ہیں منتظر آنکھیں کہ کوئی پل نظر آوے

شاداں تو خوشی اپنی سے کہہ مطلع ثانی
معشوق جو آغوش میں تیرے اگر آوے

غزل نظر

ہم تو عاشق ہیں تیرے ناز اٹھانے والے
تمسے ہم دیکھے ہیں محبوب ستانے والے

بندکر قید محبت میں خبر میری نہ لی
دام میں جسکے پھنسے دام چھڑانے والے

کل شب وصل میں کیا جلد کٹیں تھیں گھڑیاں
آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے

کل جو رستے میں ملاقات اگر ہو تو کہیں
کہاں جاتے ہو طرحدار جلانے والے

گذری مدت کہ میرے سات لپٹتے نہیں آئے
کیا ہوئے یارو گلے ہم کو لگانے والے

یوں تو اوقات گذرتی ہی مزیدار یہاں
نہ ملے چین خریدار و کھانے والے

اپکے ملنا ہو نظر یار سے کہنا جا کے
کیا بھلا ہم نہ رہیں یارو بلانے والے

غزل فنا

ایکدن بھی تیرے ملنے کی شب ہاتھ نہ آئی
وہ رات گئی رات کی پھر بات نہ آئی

اوروں کو شب وصل میسر ہوئی کیونکر
ہم ملتے رہے ہاتھ کہ ہیہات نہ آئی

کل انکو باتیں جو ہوئیں تیری اور میری
اور اس سوا درپیش کچھ بات نہ آئی

جو بھید کے باتیں تھیں مگر آنیکے خاطر
کہتے ہیں کہیں تجھسے تو وہ بات نہ آئی

اب زندگی باقی ہی تو پھر آن ملینگے
پر تیری میسر جو ملاقات نہ آئی

ایمان و دل و دین عقل و سب چھوڑ گئے ہم
ان راتوں میں سے ایک بھی کوئی سات نہ آئی

اشکوں کی گھٹا چھائی ہی آنکھوں میں فنا کے
اس طور کی زنگی کبھی برسات نہ آئی

غزل ناسخ

مگر تیری گم ہی سب مجھے جستجو ہی
دہن ہی نہاں ہی یہی گفتگو ہی

جو ہیں موشگاف انکی یہہ گفتگو ہی
کمر کا تیرے جسم میں ایک مو ہی

تیری آرزو ہو اگر آرزو ہو
یہی آرزو ہی اگر آرزو ہی

یہہ اندھے ہیں جو کہتے ہیں ہم ہیں ہم ہیں
جو آنکھیں ہوں روشن تو پھر تو ہی تو ہی

گیا پانی پانی تیرے قد نے اب
کہ سرو لب آب جو آب جو ہی

نہ ہیں ہوں مخاطب نہ تو ہی مخاطب
وہی ہیں وہی تو نہ ہیں ہوں نہ تو ہی

جو ہی بے جہت ہی وہی شش جہت ہی
جو ایک سو ہی سب سے وہی چار سو ہی

تصور جو ہی درد کی طرح ناسخ
جدھر دیکھتا ہوں وہی روبرو ہی

غزل وحشت

کیا ملا ہی میرے صاحب شناسائی آپ کی
مار ڈالی ہی غرض ہمکو دکھائی آپ کی

اس کھڑوسے پر رکھے کوئی تمسے اب چشم وفا
خلق پر مشہور ہو گی بیوفائی آپ کی

جھڑکیاں ہر آن دیتے ہو سر مجلس میں ہم
ایسے کیا صادر ہوئی ہمسے برائی آپ کی

بات کرنا ہمسے اور آنکھیں لڑانا غیر سے
دیکھ لی بس واہ مشفق پارسائی آپ کی

کیا عداوت ہی جیری جان ہمکو جسنے تجھسے
اب تلک ہمنے تو کچھہ مرضی نہ پائی آپ کی

غزل جرات

لے آئینہ مانگ اسنے جو ایک بار نکالی
ظلمات سے کیا راہ نمودار نکالی

وہ کشتۂ الفت کہ دم نزع میں آکر
منہہ سے نہ شکایت کبھو اے یار نکالی

ہو آج ترے کوچے کے باشندوں نے ظالم
لاش اسکی بظاہر سر بازار نکالی

نظارے کا گر شوق نہ تھا اسکو تو اسنے
کیوں بام پہ جھٹ کی سر بازار نکالی

ہمسایہ چھپانے لگے سب اپنے گھروں کو
میں دل سے جو ایک آہ شرربار نکالی

غزل محکم

ہوئے ہو کسلئے بیزار ہم سے
بھلا کچھہ تو کہو دلدار ہم سے

تمھارے ہی رکاوٹ کا سبب ہی
جو لڑتے ہیں یہہ سب اغیار ہمسے

میرا ہی سہج ہم پروے تشمت
ہوئی برہم جو زلف یار ہم سے

جنون کیا تجھکو کچھہ سودا ہوا ہی
جو لڑتا ہی سر بازار ہم سے

مگر رحب کیا میں نے عزیزو
بھلا کچھہ تو کہو دلدار ہم سے

تو نکھہ کر یون کہا چل اٹھہ یہان سے
عبث محکم نکر تکرار ہم سے

غزل خلیق

مرغان غزل کرتے ہیں سب نغمہ سرائی
کیا فصل بہاری کی چمن سے خبر آئی

عاشق کو نرگس نے نہیں آنکھ دکھائی
گر چاک گریبان نسیم سحر آئی

اس یار کے ملنے کی جو امید مجھے تھی
کیا راہ گئی بھول قضا نہ کدھر آئی

جس گھر میں ہم رہتے تھے مدت سے ہم اور یار
خالی جو مکان دیکھ مری چشم بھر آئی

بیمار کی لے جلد خبر اپنے مسیحا
کیا فایدہ جو اس سے اجل کام کر آئی

گلشن میں کسی شخص کا ایک وہ ہے ہی بلبل
منقار میں لیجا کے وہاں پھول دھر آئی

اب بھی نہیں رسوا ہوا ہو گا جہاں میں
آفت جو خلیق جگر افگار پر آئی

غزل خلیق

عرق جب اس پری کے چہرۂ پر نور سے ٹپکے
خجل ہو گل پہ سے شبنم جوں لہو ناسور سے ٹپکے

میری آنکھوں سے خونی اشک یوں گرتے ہیں پلکوں پر
لہو سولی کے اوپر جیوں سر منصور سے ٹپکے

اگر کیفی سخن میرا نہال تاک کو پہنچے
صراحی شاخ بن جاوے شراب انگور سے ٹپکے

اگر اس زلف مشک آمیز سے چھینٹا میں پانی آوے
عجب نہیں عطر و عنبر کا نشہ فغفور سے ٹپکے

کروں فریاد رو رو یار کو جب یاد کر عاجز
دم اسرافیل کا ہو ہو بانگ صور سے ٹپکے

غزل عاقل

اس رنگیلے نے جو ہاتھوں کو لگائی مہندی
گون سے باغ کی سیج کبھو منگائی مہندی

اشک گلگوں سے ہوا تھا تر و تازہ وہ درخت
جس کی ڈالی سے سجن تم نے ترائی مہندی

رشک عناب کیا دست حنائی کیتیں
پور پور اپنے پہ جس وقت رچائی مہندی

اڑ گیا دیکھتے ہی رنگ شفق کا ناگاہ / ایک ذرہ جو ہتیلی کی دکھائی مہندی
ہاتھ میں سرخی نہ سمجھے کوئی غافل اسکے / کسی عاشق کا دل مٹھی میں لائی مہندی

غزل شجاعت

ہوا کیوں شوخ تو مجھ سے یہاں ہے / ہوا ہے نا کوئی ہوگا کہاں ہے
ترے نقش کف پائے برابر / زمیں سے فرق تا بہ آسمان ہے
رکھے سر پر نہ کیوں کر کج کلہ وہ / دلبر و دلبر و رستم زمان ہے
نشانہ کیوں نہ ہو دل زاہد و کا / نگہہ ایک تیر ہے ابرو کمان ہے
بھر لے جلد ای مہر مسیحا / یہہ گشتہ خنجر نگہہ بتان ہے
شجاعت کیا پڑے اسکا گمان اب / پری وش کا مکان تو بے نشان ہے

غزل سراج

دل کے ورقے ہوئے اب ایک ورق باقی ہے / سب تو آخر ہوئی کتاب ایک سبق باقی ہے
فرض ہے مجھ کو شب زلف میں بھی نماز / اس شہابی لب میگوں کا شفق باقی ہے
تجھ کف پا کے خجالت سے ہر ایک گلشن میں / پھول پر قطرہ شبنم سے عرق باقی ہے
جگ کے اس خواب پریشان کی ہے یہی تعبیر / غیر فانی ہے مگر جلوہ حق باقی ہے
جان دینا ہے ترے ہجر کے سختی سے سراج / آشنا ہی سنی یہہ جا رمق باقی ہے
شربت وصل پلا وقت سفر کا آیا / انتظاری میں ترے جان فقط باقی ہے

غزل مقبول

تمنا سیر گلشن کی ابھی صیاد باقی ہی — مگر قید قفس کی ہمین فریاد باقی ہی

لہو دامن سے تو دھویا تو کیا لیکن قیامت تک — ہمارا خون نہ ہیگا گردن پہ ای جلاد باقی ہی

نہین دیکھا باغ مین جا کر نہ گل ہی اور نہ غنچہ ہی — چمن مین بلبلون کی ہر طرف فریاد باقی ہی

نہین دیکھا لیلی مجنون کو اور فرہاد شیرین کو — ولے ارمان اس تصویر کی بہزاد باقی ہی

نہ لہو ہی جگر مین اور آنسو آنکھ مین میری — مگر خون محبت دل مین ای فصاد باقی ہی

نقاب عنبرین رخ سے اٹھا دامن یہی بیکس — که تیرے درس مین ہمکو مبارک باد باقی ہی

سمجھ کے ہو جو تھے استاد عقبا ہو گئے بارے — مگر اس وقت مین مقبول ایک استاد باقی ہی

غزل سودا

ہم مین و اور سمہ محبت کی مدد گاری ہے — سب سے آزاد ہوئے دل کی گرفتاری ہے

شب غفلت میری ہی فقط عشق شتاب — خواب اور ہو سحر رات کی بیداری ہے

تجھ طلب مین یہ کھو آپ کو مین نے که ندان — طالب اپنا مین ہوا تیری طلبگاری ہے

می پرستی ہی وہی باعث آزار تیس خلق — تو یہ صد قوم کی ہی میری میخواری ہے

شکوہ ہی جور و جفا کا تیرے کسکا کو کو — مجھ پہ جو گذر سو میری ہی وفاداری ہے

کام دل جب نہین ہو تجھ سے ہمارا حاصل — کام اپنا تو ہوا جائے ہی بیکاری ہے

بیچے گر شہر بتا مین تو پھر ای سودا — رہیو بازار محبت کی خریداری ہے

غزل رضا

جب سے کر لے لب اپنے سے سنائی گالی — مجھے میٹھی لگی خوش ہو کے مین کھائی گالی

کیا حلاوت تھی تیری گالیوں میں اللہ اللہ
قند و مصری سے مگر تھی بنائی گالی

جھڑکر تیرے لبوں سے ہم کھائے ہیں
عاشقوں کو تیرے ہی جو ملائی گالی

ترش رو ہو کے شکر لب جو مجھے دیتا ہے
وصف رکھتی ہے گھٹائی میں مٹھائی گالی

ہے رضا تیری زبان پہ تو پیت شیر و شکر
یہ نئی طرح کی اب تو نے بنائی گالی

غزل راسخ

رہی

نگراں کبھو نہ یہ جانب رخ دلفریب پری رہی
میری چشم مندتے مندتے تک میرے محو جلوہ گری رہی

رگ جسم نزار کا لہو خشک ہو گیا سب ولے
وہی خون ہو کے دل خون شدہ وہی چشم کی تری رہی

تمہیں گل کی جس نے بنایا ہو کہا اس نے مجھکو صبا ہو تو
وہ جہاں تم تو پردہ نشیں رہے مجھے آہ دربدری رہی

ہے پاس حسن میں تو تھی ولے بو وہ باس تھی تیری
کہ متاع عیش بہا سدا جہاں جنس بے ہنری رہی

نہیں ہوش و الوان پہ کچھ ہے جب سے مجھے رنگ تو ایسا ہی
جنہیں تیرے جلوے کے سامنے میری طرح بیخبری رہی

یہ جواب ہے آخری عاشقی کبھو ہوش ہے کبھی رفتگی
نہ وہ گریۂ دل شب رہا نہ وہ زاری سحری رہی

جگر اور دل بھی رکھتے تھے ولے ہو سکا نہ کوئی طرف
ہدف انکی ناوک ظلم کی یہ ہمیشہ ہی بے جگری رہی

مجھے سونپ کر غم ہجر وے ہوے یوں جدا کہ نہ پھر ملے
تیرے دیکھنے تک دم واپسیں وہ امانت انکی دھری رہی

نہ تھی چشم راسخ خستہ دل کبھو خالی اشک سے دو نشان
شب و روز خامہ تب کی روش آنسوؤں سے بھری رہی

غزل محکم

جب نہ بیگے گل چمن میں کھل سکے
کیوں نہ تنگ ہے ہوائی جنوں ولے

بحر الفت میں ڈوب ہی جاویں
پھر نہ محتاج ہوویں ساحل کے

ناصحا کیون عبث تو بکتا ہی
ہم ہین پالک عقیر کامل کے

مجھہ تو مجلس مین یہہ طلسم ہی
ہوش اڑتے ہین یہان تو عاقل کے

چاک سینے سے لیگئے دل آہ
وزد ہو جنس نا معقل کے

کرکے بے ہوش لے گیا دل وہ
لوٹنے والے شخص غافل کے

وعدہ وصل کرکے مکرے ہی
ای شہنشاہ قوم باطل کے

تیغ وقت سے ای جفا پیشہ
خوب ٹکڑے کئی میرے دل کے

قتل کرنے سے جو ہی ای مجکو
کھل گئے آج تیغ قاتل کے

غزل

جوہر سے کیا تو وہ ہی شمشیر کسو کی
ہر قتل کے محضر پہ ہی تحریر کسو کی

بے رحم ہزارو نکو کیا قتل جو تونے
ثابت نہ ہوئی ایک بھی تقصیر کسو کی

کل مین نے چمن مین جو لب غنچہ کو دیکھا
آنکھونکے تلے پھر گئی تصویر کسو کی

آتا ہی جو اس ماسیر کے جھنکار کا عالم
ہر قید مین بھی ہل گئی زنجیر کسو کی

حاصل تجھے کیا ہی میرے سمجھانے سے ای
کب مانتا ہی وہ بت بے پیر کسو کی

دامان نسیم سحری مشک فشان ہی
شاید یہہ کھلی زلف گرہ گیر کسو کی

غزل نور

مرجاتا ہون تیرے ہجر کے مارے مارے
میرے جان میرے دلبر میرے پیارے آرے

[illegible] ولیکن مین تو
[illegible] تیرے [illegible] جاو نگا آرے آرے

مدتین ہو چکین بچھڑے ہوئے عیاروں کے
ایکدن رات کو مہمان ہمارے آرے

یاد کرکے وہ تیرا چاند سا مکھڑا بے نور
بیٹھا گنتا ہوں فلک کے یہہ ستارے آرے

نور مہتاب ہی ازبسکہ جدا ہی تیرے
رشک خورشید میرے ماہ کے پیارے آرے

غزل طور

بزم میں رونے لگے یار کے سمجھانے سے
راز دل چھپ نہ سکا اشکوں کے بھر لانے سے

دل بیتاب شب تار میں کیا کیا الجھا
یہہ ہیں وہ زلف کہ سلجھے نہ کبھو شانے سے

ٹانکہ گر و ہمیں نہ ڈالو نہ ملو تم ہو وہی
جو خفا ہو گئے تھے غیر کے بہکانے سے

محتسب جاوے الہی کہیں میخانے سے
دلکو شیشے سے ملوں انکھوں کو پیمانے سے

وہ مسیحا ہیں مرے جلنے سے میں مرجاتا ہوں
جان آجاتی ہی تن میں تیرے آجانے سے

غزل نظر

تاب اسکے دیکھنے کی نہ لائے چلے گئے
کیا کیا پری جوان تھے آئے چلے گئے

آدم رہا نہ کوئی پیمبر رہا نہیں
وہ بھی سر زمین میں سمائے چلے گئے

دارا رہا نہ جسم نہ سکندر سا بادشاہ
تخت زمین پہ سینکڑوں اٹھائے چلے گئے

عالم تھا یہہ زلیخا کا یوسف کے چاہ میں
رقعے ہزار بیاہ کے لائے چلے گئے

دیکھا نظر میں نے چمن میں جواب کو
مہندی بھرے جو ہاتھ دکھائے چلے گئے

غزل الفت

بھبھوکا روپ سج دھج ہائے قہر آفت چلبلاہٹ ہی
چھمکر انور کا مکھڑا غضب اسکی سجاوٹ ہی

خبر لیجو یہہ کسکی پانوکی اتھر کھیل آہٹ ہی | آئہ ہی کہوکرہ جب کے دلہن اٹھتے کو کراہت ہی

اجی کہتا ہون دروازہ بکی کونڈی کھول دو دل جھلکے | نہین تو ستر ہی میرا آج اور صاحب کی چوکھٹ ہی

ارے ظالم یہہ کیون آیا نہین معلوم ہی مجکو | بلائین جبکے دل لینا بڑا سینے مین جھٹ ہی

بلائین جب مین لیتا ہو تو یون کہتا ہی وہ ظالم | تجھے مین خوب سمجھا ہون ارے تو ایک سب کھٹ ہی

پھسل جاتا ہی جب مخمل کا تکیہ اپنے پہلو سے | تو یاد آتی ہی کسکی وہ فزلکی مجکو کروٹ ہی

کہا مین نے اجی تک منہہ سے بولو جاے قربان ہو | تو کیا کہنے ہین چل چھوٹے ارے یہہ سب بناوٹ ہی

بچاے واسطے اتنا ستایا اس تیرے دلکو | آئہ للکہون وضع کی ہر ایک جب وضع کی لگاوٹ

غزل

لیکے گل تیر اور کمان تو نے | میری خاطر نشان کیا تو نے

کس سے لڑتا ہی جو کواکب سے | درع پہنا ہی آسمان تو نے

بال سا کر دیا مجھے کسنے | اومیان تو نے اومیان تو نے

دلہن جان مین کبد مین ای الفت | آگ دی ہی کہان کہان تو نے

چشم پوشی مین ای تصور یار | کیا دکھایا ہمین سما تو نے

خال کے واسطے ندی ای جنس | سنگ لیلی کو استخوان تو نے

ماے سمجھ کو اب حرارت عشق | کر دیا خشک زعفران تو نے

غزل

بال زلف یار کے رخسار تک آنے لگے | چشمہ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے

افتاب حسن کو مہتا مینا دیکھ کر
خانۂ خورشید مین ہم اشک ٹپکانے لگے

وے دیا سرمہ جرس کو کاروان کے شب نے آہ
جیون بگولہ ہم ہان جنگل مین بھگانے لگے

عشق کہی صنعت کرے ہی تیغ خوب یار کو
جوگے جوہر تھے نہان سب صاف دکھلانے لگے

غزل مولائی

دل ہوا پابہ زنجیر خدا خیر کرے
دام ہی زلف گرہ گیر خدا خیر کرے

گسلی آئی ہی صبا آج جو گلشن طرف
ٹہتی ہین بلبل دلگیر خدا خیر کرے

سرخ پوشاک پہن بیٹھے ہو جا تخت اوپر
لگے ہی قتل کی تدبیر خدا خیر کرے

شب بسمن مجہے بستر پہ تڑپتے دیکھا
ہنسکے بولا وہ تیو بیر خدا خیر کرے

کل جو یاد سنت کو جو آیا تو یون کہتے ہین رقیب
ہوئی مولائی کی تدبیر خدا خیر کرے

غزل غریب

کسکے در مین جو کرون یار بڑائی تیری
عقل حیران ہی میری دیکھ صفائی تیری

آفرین کہئے میان تیرے مصور کے تئین
جسنے اس خوبی سے تصویر بنائی تیری

کیا لکھون کس سے کہون کون کریگا آسان
سخت مشکل ہی مجھے حق مین جدائی تیری

یہہ جدائی جو جہان بیچ نہ ہوتی پیدا
کیا خداخانی کہی رہتی یہہ خدائی تیری

روز محشر کے خدا پوچھیگا سبھی نے مجھے
تو مین اپرو سنت ولدہ لگا روشنائی تیری

یا محمد تیرا در چھوڑ کہان جاوے غریب
بادشاہی سے تو بہتر ہی گدائی تیری

غزل فیض

کردئے باغ کے دربند باغبانوں نے
آخرش کھول دئے آگے مہربانوں نے

تاب آئی نہ مجھے بھر کے نظر سے دیکھے
کردئے مات پری زاد و پنہ انسانوں نے

دن کو ہی چین نہ مجھ رات کو نیند آتی ہی
مجھ یہ گل کھلائے پری اپنے نوجوانوں نے

طعنہ سب دیتے ہیں اب مونس و غمخوار مرے
فیض کیا پائے میاں شمع سے پروانوں نے

غزل وحشت

نگاہ یار ہمسے آج بے تقصیر پھرتی ہی
کسیکی کچھ نہیں چلتی ہی جب تقدیر پھرتی ہی

کبھی تو کھینچ لاویگی اُسے گور غریباں تک
کہ مدت سے ہماری خاک دامن گیر پھرتی ہی

ہیں اس لیلی کا دیوانہ ہوں غافل جو ہی صحرا میں
بغل میں اپنے مجنوں کی لئے تصویر پھرتی ہی

تیری تلوار کا منہ ہمسے پھر جاوے تو پھر جاوے
ہماری آنکھ قاتل کب تہِ شمشیر پھرتی ہی

مقامِ عشق میں شاہ و گدا کا ایک رتبہ ہی
زلیخا ہر گلی کوچے میں لے توقیر پھرتی ہی

تیرا دیوانہ جب سے اٹھ گیا صحرا سے وحشت
بگولے کی طرح پر ڈھونڈھتی زنجیر پھرتی ہی

غزل نظیر

کسیکی چھین لی ہمنے نہ چاہ کی گٹھری
نظر پڑی نہیں ہرگز نباہ کی گٹھری

پس از وفات نہ لائے ہمارا تربت پر
بجائے سبزہ رکھی لاکے کاہ کی گٹھری

مژہ سے اُسکے پڑا ہی مقابلہ یارب
ادہر یہ دل ہی ادہر وہ سپاہ کی گٹھری

تمہارے طرہ رہزن نے چھین لی سرِ شام
متاع صبر اسی دادخواہ کی گٹھری

حضور میں تیرے رحمت کے جھک سکینا ہیں
لدے سر پہ ہی میرے بار گناہ کی گٹھری

رکھے ہی یون جنون وادی محبت مین پا
بعد آبلہ بازار وآہ کی گتھڑی

بہم ہوا تہا جو کچھہ یہان طواف کیجیے
گو تسمہ نے وہ نیون کے بہا کی گتھڑی

تو ہی تو غرق ہی بحر فراق کیا تہا سو شخ
نہین حباب یہہ ہی سوز آہ کی گتھڑی

بہار سینے پہ اسکے پہونکا ہی بارے
یہہ نشاہ جسکے ہی خیمہ گاہ کی گتھڑی

پڑا ہی ناز و ادا کا بہم جو یہہ لشکر
بجا ہی گر کہین گرد سپاہ کی گتھڑی

زمین نظر کی ہی اگر مسجین کیا تہا کب
مگر ہنر ور طبیعت نباہ کی گتھڑی

غزل مصحفی

لدف خوبی تیرے عارض پہ جو گلشن مارے
آتشین رخ پہ طبا طیش سے دامن مارے

لیا غضب ہی جو تو غرفہ مین کہلے بال کہرے
اور نظارہ تیرا دیدۂ روزن مارے

ہی یہ خوشحال اٹہو نکا جو تیرے کوچے مین
خاک پنڈلی کو ملے بیٹھے ہین آسن مارے

دشمن و دوست کو الفت نے تیرے ایک کیا
ہاتہہ پر ہاتہہ نہ کیون شیخ و برہمن مارے

وہ جو آنکھو مین تیری رہزن خون کا خرد
قافلہ لوٹ لئے سیکڑون رہزن مارے

ہم تیرے واسطے ای غیرت لیلی اتنک
قیس کی طرح پڑے پہرتے ہین بن بن مارے

ضبط سے مصحفی سب کام تیرا ور گذرا
اب تلک غم مین کسی کے تو ہی تن من مارے

غزل

قاصد الادے خبر یار کے آجانے کی
جان جاتی ہی چلی ہجر مین دیوانے کی

آپ آوے نہ کبھی خط نہ کتابت کیجیے
سیکڑون راہ دیکھا ہے جیسے ترسانے کی

چشم گریاں ہی صدا سینہ بھی آتش دان ہو
آرزو جی میں ہی اب جس سے گذر جاویگی

تو ملے غیروں سے میں آنکھوں سے اپنے دیکھوں
حیف صد حیف کہ بس جان ہی مر جائیگی

اے صبا بہر خدا کچھ مجھے تدبیر بتا
یا اسے لا کے ملا یا مجھے لیجائیگی

گریہ زاری پہ میرے رحم نہیں آنے کا
جب تلک چشم میری خون ہی برسائیگی

غزل محکم

تیرے در پہ ہم آ گے پڑے ہیں صنم
نہ سفر کے رہے نہ وطن کے ہوئے

تیرے ہجر میں باقی ظلم و ستم
نہ قبر کے رہے نہ کفن کے ہوئے

تیرے الفت سے مروت ای دلبر
گرے چشم کے راہ سے لخت جگر

رہے روتے سدا با درد و ستم
نہ شرر کے رہے نہ جلن کے ہوئے

جو کہ طعام دل کے وہ ہو سکے
غم ہجر تمھارے کو کھو نہ سکے

نہ ہوئے ہیں وہ حال بھی سے تم
نہ جگر کے رہے نہ دہن کے ہوئے

چلا گھر سے نکل کے بسیر چمن
ہوا شاد یہہ سنکے وہ اپنا سخن

نہیں کچھ سکے پر کسی طرح سے ہم
نہ شجر کے رہے نہ چمن کے ہوئے

دم صبح جو آیا ہی بادہ بجوش
یاد آیا ہی اپنے صنم کا آغوش

ہوئے ہجر میں رو رو کے ہم بیدم
نہ خبر کے رہے نہ سخن کے ہوئے

غزل بہیر دہلوی

دل کہیں میرا گرفتار ہوا چاہتا ہی
پھر مجھے عشق کا آزار ہوا چاہتا ہی

وہ تو پردے سے نکلتا نہیں باہر ایدل
جسکا تو طالب دیدار ہوا چاہتا ہی

دیکھہ لینے دو مجھے اور بھی یارو اسکو
بندہ اب روزن دیوار ہوا چاہتا ہی

باتیں کرتا ہی رکاوٹ کی خدا خیر کرے
یارو ہم پر ستم یار ہوا چاہتا ہی

اور گل کھاتا ہوں فرقت سے تیرے سینے پر
سینہ اب تختہ گلزار ہوا چاہتا ہی

غزل جرأت

درد و غم عشق نے مارا ہے مجھے
اب نہیں دم لینے کا یارا مجھے

بات میں کس سے کروں ای مہربان
دھیان تو رہتا ہی تمہارا مجھے

ڈوب گیا پھر نہ وہ پایا ہی یار
بحر محبت کا کنارا ہے مجھے

چونک پڑا سنتے ہی آواز یار
میں نے ہی سمجھا کہ پکارا ہے مجھے

ہجر کی شب دیکھئے اب کیا دکھائے
دن تو گیا رونے ہی سارا ہے مجھے

اف نکروں نام کا جرأت ہوں میں
چیرے اگر عشق کا آرا ہے مجھے

غزل احمد

لب اس گل رعنا کا عقیق یمنی ہے
دندان بدخشاں کے ہیرے کی کنی ہے

کاکل کی عجب موج نمایاں ہے غضب ہے
اور اسکے سوا پلکھونکی پھر صف شکنی ہے

در زیر شب زلف و عارض کے شفق میں
کیا خوب طرحدار وہ غنچہ دہنی ہے

کہتا ہوں شب وصل میں کیا خوب ہوا ہے
جو بات میں سب یار مگر کم سخنی ہے

کیا ناز ہے کیا خوب ہے کیا جلوہ گری ہے
رفتار کبک سے یہہ نازک بدنی ہے

ہے سرو سہی قامت و جلوے خراسان | تصویر یہی قدرت مولا سے بنی ہے
کیون ہووے بیان اسکی صباحت و ملاحت | وہ یوسف کنعان ہے یا حور عدن ہے
یہہ صورت و یہہ سیرت و یہہ حسن داد | احمد پہ سدا رحمت حب وطنی ہے

غزل احمد

غمزۂ چشم سے مارا مجھے | کردیا والله دو پارا مجھے
ظلم و ستم اسکا سہون کب تلک | اب نہین غم کھانے کا یارا مجھے
ہجر مین اس یار کے مرتا ہون مین | کچھ نہین اب جینے کا چارا مجھے
آب تلک اس بت عیار نے | میٹھی زبان سے نہ پکارا مجھے
دیوے یہہ دل کسکو اب احمد بتا | دونو جہان سے تو ہی پیارا مجھے

غزل محکم

بخت خوابیدہ بیدار ہوا چاہتا ہے | مہربان ہم پہ ستمگار ہوا چاہتا ہے
راہ الفت مین دلا خوف نکر تو ہرگز | پیشوا حیدر کرار ہوا چاہتا ہے
تمنا جاتی ہے ہوا آج دلا آہو نکی | تکمہ ٹے یہہ ابر گہربار ہوا چاہتا ہے
نشہ آلودہ تیری دیکھکے انکھین ساری | محتسب آپ ہی سرشار ہوا چاہتا ہے
دن قیامت کے قریب آئے ہین تک غور کرو | چاک یہہ گنبد دوار ہوا چاہتا ہے
اشک بن آہ دلا تو نہ بہایا کیجو | تو ہی کیا خوب علمدار ہوا چاہتا ہے
ہے یہہ جو ضعف کی حالت تن لاغر محکم | ہجر کے بوجھ سے خمدار ہوا چاہتا ہے

غزل لطیف

زلف شب رنگین پہ تیرے جان عاشق تنگ ہی / عارض خوبین پہ تیرے کیا عجایب رنگ ہی

تیر غمزہ کو چڑھا کے تونے کھینچی ہی کمان / خون ریزی پر غریبون کی تیرا آہنگ ہی

جسکے کوچے مین تیرے آکے کیا ہوگا مقام / سارق پا چلنے مین اسکے عقل نصب سنگ ہی

ذات مین معشوق کے پائی نہین ہر گز وفا / عاشقان با وفا سے جنکو ہر دم جنگ ہی

دلبرون سے کب تلک جور و جفا کھینچے لطیف / چھوڑ دے عشق بتان گر تجھکو نام و ننگ ہی

غزل خلیق

تیر نگہ یار نے مارا مجھے / اب تو نہین جینے کا یارا مجھے

عمر مین اپنی کبھو اے مہربان / چاہ کے ایک دن نہ پکارا مجھے

ہم سے خفا غیر سے ہو ہم کلام / ظلم نہین ایسا گوارا مجھے

بحر الم مین تیرے کہان تک رہون / پار لگا اب تو خدایا مجھے

کس سے کہے حال دل اپنا خلیق / تجھ سوا اب کون ہی پیارا مجھے

غزل

چمن کوچۂ جانان سے صدا آتی ہی / ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہی

کون بھرتا ہی دم سرو جوان تو نکو مدام / ٹھنڈی ٹھنڈی تیرے کوچے کی ہوا آتی ہی

کس گلی مین سنت حنا ہی کا ہون زخمی یارب / جو ہر ایک زخم سے پھر بوے حنا آتی ہی

اتنا یار بھی رکھتا ہی شرم سے دل / رات کیا آتی ہی ایک سر پہ بلا آتی ہی

چھوڑ جاتا ہی جو وہ مجھکو اکیلا گھر مین
در و دیوار سے رونے کی صدا آتی ہی

دوش سے تا بکمر اور کمر سے تا پا
جو مین بل کھائے ہوئی زلف دوتا آتی ہی

جی مین آتا ہی مسیحا سے مین پوچھون جا کے
مرض عشق کی کچھ تمکو دوا آتی ہی

صبح کسطرح سے ہوگی شب تاریک فراق
نہ تو نیند آتی ہی مجھکو نہ قضا آتی ہی

غزل

چاک دامن کئے جانان تیرے دیوانون نے
قید خانے کئے آباد پریشانون نے

نیم بسمل بہت تڑپتے مجھے دیکھا قاتل
شور عالم مین کیا تیرے جوانون نے

بلکہ اس کاکل مشکین کے شب تار مین آ
دل دئے زلف پریشان کے پریشانون نے

قدر ان خاک کے پتلونکا نہو کیونکہ بھلا
ڈھونڈا ہی عالم بالا مین بھی انسانون نے

میرے دلدار پہ دلبر شب معراج کی رات
غش کئے حور و پری قدسی و غلمانون نے

غزل سودا

ساق سیمین کو تیرے دیکھ کے گورے گوری
شرم سے شمع ہوئی جاتی ہی تھوڑی تھوڑی

نیشکر نے کہین کچھ لب سے کیا تھا دعوی
اب تلک اسکی جدا کرتے ہین پوری پوری

آگیا رات مین جون دزد حنا تیرے ہاتھ
ورنہ جا پاتو تکو لگا ہی تھا چوری چوری

ابر چھایا ہی سیہ مست مجھے ای ساقی
دے تو بھر بھر کے تو اب پیالیان کوری کوری

غزل

گل پھینکے ہی عالم کی طرف اور ثمر بھی
ای خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی

کیا صد ہی خدا جانی مجھے ساتھہ وگرنہ
لگاتی ہی تسلی کو مری ایک نظر بھی

ای ابر قسم ہی تجھے رونے کی ہمارے
تجھہ چشم سے ٹپکا ہی کبھو لخت جگر بھی

ای نالہ صد افسوس جوان مرنے پہ تیرے
پایا نہ تنک دیکھنے مین روے اثر بھی

کس ہستی موہوم پہ نازان ہی تو ای یار
کچھہ اپنی شب و روز کی ہی تجھہ کو خبر بھی

تنہا تیرے ماتم مین نہین شام سیہ پوش
رہتا ہی سدا چاک گریبان سحر بھی

سودا تیری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات
آئی ہی سحر ہونے کو ٹک تو کہین مر بھی

غزل

مرتے دم ای بیوفا دیکھا تجھے
ایک نظر دیکھا تو کیا دیکھا تجھے

ای پری ہر رو مین دیوانہ کیون نہون
بال کھولے بارہا دیکھا تجھے

گریہ بلبل پہ اسنے ہنس دیا
جسنے ای گلگون قبا دیکھا تجھے

مارے غیرت کے نہ نکلے آفتاب
بام پر چڑھتے صنم دیکھا تجھے

دید مین نقصان تو ہر چند ہی جان
فایدہ اتنا ہوا دیکھا تجھے

بوے گلشن بھی نہ لائی نا نفس
بس ہوا ہوا ای صبا دیکھا تجھے

غزل عشرت

تا مرگ زندگی مین ہجران کے غم اٹھائے
بالین پہ میرے جانان افسوس تم نہ آئے

وہ رشک ماہ خوبان آیا نہ میرے گھر تک
پروانے کے لحد پر لاکھون دئے جلائے

میخانۂ جہان مین کیا کیا مزے نہ پائے
پھرتے ہین مست ہر سو جام مے پلائے

غنچے کے لگے تو نے دیکھا نہ کچھ تماشا
کیا کیا نہ روز و شب منے تیرے لئے بنائے

ماہت کی طرح عشرت مجھکو بھی جام جم ہے
تا از لبم بر آید مستانہ ہاے ہاے

غزل قدرت اللہ

انسیتی نہیں لگی کی یہہ برق دل مایوس ہے
جو شرر دل سے اٹھا سو جلوۂ طاؤس ہے

جسکو اپنے بیواداروں سے کاوش ہے مدام
ہر نشیمن یہاں شمع کی برق دل فانوس ہے

ایک ہی ہے روئے گر سمجھو تو یہہ سب ہیں اللہ
گر صدائے بانگ ہے یا نغمہ یا ناقوس ہے

کل ہوس سطح سے ہے غیب ہی میں تجھسے
خوب ملک روس ہے اور سر زمین طوس ہے

گر میسر ہو تو کیا عشرت کیجئے زندگی
اس طرف آواز طبل و ہر صدا کوس ہے

صبح سے تا شام چلتا ہو مئے گلگوں کا دور
شب ہوئی تو ماہ رویوں سے کنار و بوس ہے

سنتے ہی عبرت یہہ بولی یک تماشا میں تجھے
پھر دکھاؤں تو جو قید آز کا محبوس ہے

لے گئی یکبارگی گور غریبان کی طرف
جس جگہہ جان تھا سو طرح مایوس ہے

مرقدیں دو تین دکھلا کے لگی کہنے مجھے
یہہ سکندر ہے یہہ دارا ہے یہہ کیکاؤس ہے

پوچھہ لو ان سے کہ جاہ و حشمت دنیا آج
کچھہ بھی ان کے ساتھہ غیر از حسرت و افسوس ہے

کل تو قدرت یاں ہم رکھتے تھے سب ہی ربا
آج رہنے جام جم اور جزو سالوس ہے

غزل حلیم

خفا ہم سے وہ سیم بر ہو گیا ہے
تو خون غم سے دل اور جگر ہو گیا ہے

بلا ہے جو رک رک کے وہ مجھہ پہ نشتر
میری آہ کا کم اثر ہو گیا ہے

گئے ہی جو بلبل پہ گل ناز ایسا
خزاں سے کہیں بے خبر ہو گیا ہے

ذرہ بے خبر وہ مسیحا کہ تیرا
مریض اب چراغ سحر ہو گیا ہے

کہے کون تیرا پیام آتشی سے
ضیغم اس سے سبکو خطر ہو گیا ہے

غزل جرات

بے کلی ایسی گیا ہے سونپ وہ گلرو مجھے
کل نہیں پڑتی کسی کروٹ کسی پہلو مجھے

زخم یک شمشیر کا سا دل پہ لگتا ہے آہ
یاد آجاتی ہے جب وہ جنبش ابرو مجھے

ناتواں ہوں بسکہ فرقت سے ترے جوں برگ کاہ
اب صبا پھیرے ہے جیسے اس پہلو مجھے

روتے روتے میں ہوں حیراں ہی مجھے کیا ہو گیا
جو نظر آتا نہیں آنکھوں میں یک آنسو مجھے

جب تلک دیکھوں نہ تیری شکل کل پڑتی نہیں
سچ بتا تو نے کیا ہے یار کیا جادو مجھے

بات میں میرے تو اتنک فرق کچھ آیا نہیں
کیوں کیا چاہتا ہے رسوا یار ہر سو مجھے

کیا کہوں جرات جو اس صیاد قاتل کا گلہ
دام سے چھوڑا تو چھوڑا توڑ کے بازو مجھے

غزل درد

اے چشم مرے موتیوں کا ہار نہ ٹوٹے
اشک مسلسل ہیں اور تار نہ ٹوٹے

ہم پائے برہنہ چلے صحرا کو نکل کر
ہر چوب پکارے کہ مرا خار نہ ٹوٹے

صیاد سے بلبل نے کہا رو کے قفس میں
میں موئی تو بلا سے یہ گلزار نہ ٹوٹے

کل رات صراحی نے میخانے میں ہچکی
کہنے لگی پیالے ستی خمار نہ ٹوٹے

دل درد کی باتیں نکرو ہم ستی جانی
یہ رشتہ نازک ہے میاں تار نہ ٹوٹے

غزل ذوق

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے
سر بوقت ذبح اس قاتل کے زیر پائے ہے

رخصت اے زنداں جنوں زنجیر در کھڑکائے ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے

تاں مدد طاقت گئی ہے ضعف سے سینے میں دم
دیکھئے اس تک خدا کیونکر مجھے پہنچائے ہے

واہ واہ شور محبت زور ہے جس کا نمک
استخواں میرا ہما کس مزہ سے کھائے ہے

نزع میں بھی ذوق کو تیرا ہے بس جا انتظار
جانب در دیکھ لیتا ہے جبکہ ہوش آجائے ہے

غزل مستان

شمع رو کل شب کو جو مکھڑا دکھایا آپ نے
مفت پروانے کو محفل میں جلایا آپ نے

آفریں ہو بیٹھے سے قد پہ جادوں کے واسطے
عاشقوں کے دل پہ کیا کیا گل کھلایا آپ نے

خون میرا تیری گردن پر رہیگا حشر تک
ہاتھ سے غیروں کے گر جو پان کھایا آپ نے

ہوگیا سبزا اور ساری جہاں میں سرخ رو
جب سے یہ برگ حنا قدموں لگایا آپ نے

بات کہنے میں دھواں نکلے ہے منہہ سے بیا ربا
اس قدر مستان کا دل صاحب جلایا آپ نے

غزل انشا

قسم نہ کھاؤ تم ظالم تو جی کے پینے سے
وگرنہ ہونگے ہم آزردہ اپنے جی نے سے

اگر میں پاؤں اکیلا تجھے کہیں ہے ہے
تو بس ہونٹوں سے لگا رکھوں اپنے سینے سے

چمکتے چاند کے ہیں جس طرح گرد تارے
جب غرا ہے تیرے مکھڑے پر پسینے سے

وہ سنکے عرض کو انشا کے اس طرح بولا
گئے غرض ہے عبث منہہ لگے کمینے سے

غزل علی

ہم دل سے ہوئے احمد مختار کے بردے
لیتے ہیں سکندر کے اب اقبال کو زر دے

تعریف لکھی جاوے کہ اس نور خدا کی
یوسف سے کئی بکتے ہیں جو گاہ میں بردے

آیا ہوں تیرے در پہ اے محبوب خدا کے
مشکل میری حل پھر خدا آپ ہی کر دے

تو شافع امت ہے میں ہوں عاصی جہاں میں
امید تیرے سے ہے بر کار و بیر و دے

ہم دل سے مشتاق مشتاق اور ختم رسالت
پروا نہیں جنت کی ہے زاہد کو خبر دے

ہے کون سوا تیرے شفاعت سے جہاں کو
آزاد کرے خط امان روز حشر دے

بس فیض تیرا عام ہے اے ساقی کوثر
یک جام محبت کا تیرے عاصی کو بھر دے

چھپتا ہے اگر افسر اقبال علی تو
سر اپنا محبت سے اسی خاک پہ دھر دے

غزل معین الدین

راضی ہیں ہم اسی میں جو تو دلربا کرے
چاہے جفا و جور کرے یا وفا کرے

دل سا رفیق جس کا جدا ہو گیا ہو یار
وہ اپنی بیکسی کو نہ رووے تو کیا کرے

جس نے ہمارے دوست کو ہم سے جدا کیا
وہ بھی مراد اپنی نہ پاوے خدا کرے

کہتا ہے معین الدین ہے تمہیں میرے دوستان
آسان سبھو کی مشکل مشکل کشا کرے

غزل

دیوانہ کیا بزم میں شب آ کے کسی نے
بیہوش کیا چہرے کو کھولکے کسی نے

دیکھا جو میں نے دست کلائی نکل گئی
دی گالیاں لاکھوں مجھے جھنجھلا کے کسی نے

تجھے دست درازی کا کیا خیال تو ہی تھا	جھٹکا دے میرے ہاتھ کو شرما کے کسی نے
رکھا ہاتھ جب سینے پہ گلدستۂ نرگس	مارا مجھے دیدار سے ترسا کے کسی نے
سمجھا مجھے دیوانہ سا اس شوخ نے یکبار	دل چھین لیا صحبت میں بہلا کے کسی نے

غزل

میں وہ نہیں ہوں کہ تجھ بت سے دل مرا پھر جائے	پھروں میں تجھ سے تو یا مجھ سے میرا خدا پھر جائے
یقین ہی کہ جدہر کو وہ دلربا پھر جائے	قتال قبلہ نما دل میرا وہیں پھر جائے
الٰہی وہ نہ پھرے جسکے غم میں مرتا ہوں	بلا سے حلق پہ گو خنجر جفا پھر جائے
پھرے زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جائے	بتوں سے ہم نہ پھریں ہم گر خدا پھر جائے
بکھر دیے جو بالوں کو اپنے مکھڑے پر	تو کیا عجب ہی کہ آئی ہوئی گھٹا پھر جائے

غزل سلیمی

تمہاری زلف کو ای یار خم ابھی سے ہی	ذرہ سے عمر میں طرز ستم ابھی سے ہی
فراق یار کے کیونکر اٹھاؤنگا صدمے	مرا تو ضعف سے آنکھوں میں دم ابھی سے ہی
مرا نہیں کہ پس از مرگ غم سے درگذروں	بتوں سے عشق کی ہمدم قسم ابھی سے ہی
صنم کے جام محبت میں جو ملکے گیا ہو	کہ شکل اسکے میں آثار رحم ابھی سے ہی
وہ شوخ جانب صحرا ابھی گیا ہی نہیں	کہ دشت غیرت باغ ارم ابھی سے ہی
ابھی تو میرے سے ترک وفا ہوا ہی نہیں	کہ بد رقیب پہ لطف و کرم ابھی سے ہی
خفا ہی تجھ سے سلیمی تو جان و دل سے صنم	مرا کے سینہ پہ درد والم ابھی سے ہی

غزل

مجھ کو چاہ ذقن دکھاتا ہے
میرا یوسف کنوئے جھکاتا ہے

دیکھئے کس کی پیاس بجھتی ہے
خنجر آبدار للچاتا ہے

ساتھ پینا شراب لیلی سے
ساقیا مجھ کو یاد آتا ہے

ترش رو ہو کے منہہ پھراتا ہے
زہر قاتل مجھے پلاتا ہے

شب کو وہ ماہ رو دکھاتا ہے
چاند غیرت سے ڈوب جاتا ہے

دل میرا ہے مثال شیشے کے
کس لیئے خاک مین ملاتا ہے

شمع محفل کا مجھ کو سمجھا ہے
شاید اسواسطے جلاتا ہے

دید بازی کی چشم نہین رکھتے
لن ترانی مجھے سناتا ہے

نہین ملتے تو خوش رہو پیارے
بندہ بھی تم سے ہاتھ اٹھاتا ہے

غزل سودا

نیم جان مین یہہ تیرے چشم کے بیمار کئی
ہو گئے خنجر مژگان کے دل افگار کئی

کوئی سسکتا ہے کوئی تڑپتا ہے کوئی
آج دیکھے تیرے کوچے کے گرفتار کئی

عشق ہی شرط ہے کیا ہے مرض الموت مجھے
یارب انسان کی مرنے کو ہین آزار کئی

شیخ مجھ کو نہ ڈرا اپنی بڑی پگڑی سے
اپنے مین دیکھے گنبد و دستار کئی

تیرے بازار مین اب کیون کہ نہ بگڑے سودا
ایک یوسف نظر آتا ہے خریدار کئی

غزل

شرمندہ قمر ہی تیری تصویر کے آگے
سنبل ہی خجل زلف کی زنجیر کے آگے

عاشق کا تو کچھ بس نہین معشوق کے آگے
رانجھے کا تو کچھ بس نہ چلا ہیر کے آگے

بلوکے ہمین تیغ نگہہ سے ہی کیا قتل
جانا ہی نہ تھا کافر بے پیر کے آگے

اس درد کی دارو نہین بن صبر جینے
تدبیر تو چلتی نہین تقدیر کے آگے

غزل فدا

تمہین ای شعلہ رو جتایا نکیجئے
جگر مین آگ بھڑکایا نکیجئے

ہین کشتۂ تیغ ابرو کا ہوں صاحب
مجھے تلوار دکھلایا نکیجئے

یہہ کافر رہ زنی کرتی ہین آنکھین
اشارہ انکو فرمایا نکیجئے

کھلاویگا کوئی افسون کا بیڑا
لیا کیجئے ولے کھایا نکیجئے

زکوٰۃ حسن بوسہ دو فدا کو
کسی سایل کو جھڑکایا نکیجئے

غزل علی

جبرئیل آمین جسکے سدا خاک قدم لے
کرتا تھا عجب کیا بسر عرش پہ دم لے

نام اسکا لکھا حق نے ملا نام سے اپنے
نہ پایا افلاک پہ عزت کا قلم لے

کس شان سے جاویگی محمد کی سواری
عرصات سے جنت مین سبھی فوج امم لے

فدوی کو تیرے آتش دوزخ سے نہ ڈر ہی
گر کشور ہستی سے گیا راہ عدم لے

ثابت کیا معجز نے تیرے فیض کا دعوی
انکار یہ کفار کے اقرار صنم لے

ہمسر تیرے جسکے ہی یوسف کنعان
بیچا ہی جسے مصر مین مالک نے درم لے

آتی ہی عجب فوج ملک عرش بریں سے
بس تحفۂ صلوٰۃ سدا سوے حرم لے

ای ساقی کوثر ہی تیرا فیض عجب عام
می اپنے محبت کی پیالہ جام کرم لے

محبوب خدا اور نہ محمدؐ کے سوا ہی
بس بات کی اب مجھہ سے خدا ہی کی قسم لے

کرتے ہیں ملک فرش بیدا اپنے پر و بال
جس راہ میں چلتی ہی تیری فوج علم لے

محروم نہ ہو جاوے در فیض نبی سے
کیا فکر میں بیٹھا ہی علی گوشۂ غم لے

مستزاد اولیٰ

مستزاد دوسرا

ہر صبح ملک ہر فلک عالم بالا
قد دیکھہ سجن کا
تسبیح کریں سلمہ اللہ تعالی
مکھ کا اپنے مہ کا
تجھہ چہرۂ ذرّیں کی تاروں کی جھلک سے
انکھوں میں تمات
ثابت ہے کہ نمودار ہوا جگ میں اجالا
سورج کی کرن کا
ای سرو ہی داغ جدائی کی جگر بیچ
رکھہ غم تماشا
پھولا ہی عجب یہ ہزار گل لالہ
مجھہ دل کے چمن کا
تجھہ ابروے خونریز کی شمشیر کی او جھڑ
ہی جس کے جگر پر
کہتے ہیں اسے جگ کے جوانمرد جو اللہ
تجھہ عشق کے رن کا
ہر جا ہی اگر ہوش سے بیہوش ہوا ہوں
ای ساقی گل رو
مجالس میں محبت کے ہوا نشہ دوبالا
تجھہ جام دہن کا

نسبت ہے تیرے جسکے ہوئی پھول کی پنکھڑی
تو سب میں نرالا

تجھ لب کے نزاکت کے گلشن جھاڑ کا پالا
ہے آب سمن کا

دیدار کی سمرن ہے مجھ انکھو میں سراج آج
بس تجھ بن نہ پھیر آن

انگلیوں سے پلک کے لے اس ہاتھ میں مالا
آنسو کے رتن کا

مستزاد و موج

اس کاکل پیچان معنبر کا تیرے یار
ہمنے کبھی بل گیا

خوشبوئی بالوں کے معطر ہوا گھر بار
جون غنچہ چمن کھل گیا

ہیگا دل رنجور تیری زلف میں جا جا
مت کیجیو شانہ

بس گر ہی پڑیگا نہیں سنبھلیگا وہ بیمار
گر بال کہیں بل گیا

نعرہ کروں جس وقت اگر کوہ کو پاؤن
اس جا سے ہلاؤں

بس دیکھ کے نازک بدنی جسکے سراپا
وہ اس سے ہی تل گیا

یہ زندگی لائی تھی عدم سے ہمیں اسجا
یہاں آکے جو دیکھا

سب قافلہ کے قافلہ میں ادہری کو بیتا
بس دیکھ کے جی گھبرا گیا

ور پیر مجھے آ دیکھ کے دہر قبضہ اپر ہاتھ
کہنے لگا یہ بات

کر خون میں لوٹے گا تیرے جسکا ہے یہ حال
گر ہاتھ یہ کبھی چل گیا

یک عرض ہے جو موج کی اب شیر خدا سے
گھبرا تا ہوں بلا سے

حل کیجیو مشکل کو میرے حیدر کرار
تجھ نام میں بل گیا

مستزاد جرأت

جادو نگہہ چھب ہی غضب تہر ہی مکھڑا — اور قہر ہی قیامت
غارت گر دین وہ بت کافر ہی سراپا — اللہ کی قدرت
ہیں بال بھی بکھرے ہوئے مکھڑے پہ ہوا ان پر — جوں شعلہ پہ ہو دود
اور رنگ رخ یار ہی گویا کہ بھبھوکا — اور اس پہ ملاحت
دل دیکے عجب ہم تو مصیبت میں پھنسے ہیں — ایک پردہ نشین کو
گھر جا سکا اسکے نہیں مقدور ہمارا — نہیں دیکھنے کی طاقت
محفل میں تھی اس شوخ کو اغیار سے گرمی — اور شمع صفت ہم
تا صبح بھڑک رشک کی آتش میں سراپا — جل جانے پہ غیرت
یا مجھہ کو بلایا تھا یا آیا تھا وہ مجھہ پاس — صحبت کی تھی گرمی
اب اسکو خدا جانے وہ بات نہ بھی بھڑکا — جو اتنی ہی نفرت
بیٹھا ابھی ہو لگ میں نے کیا چلنے کا عزم — وہ بیٹھا وہ گالی
کچھہ اور کیا قصد تو کیا ناز سے بولا — چل بے تیری جرأت

مستزاد آتش

گو صولت اسکندر و گو حشمت دارا — ای صاحب فطرت
پڑھہ فاعتبروا یا اولی الابصار کا آیہ — تا ہو تجھے عبرت
مستانہ جو میں نے قدح بنگ چڑھایا — اور عالم وحشت

یون خضر لگا کہنے ہنسائے و ریا
ہی جی ہین فقیرون کی طرح کھینچ لنگوٹا
جا کنج خرابات ہین یک گھونٹنے سبز ا
ای حضرت عشق آئے سائین اجی مولا
مرشد میرے ہادی میرے مالک میرے دانا
ماتھے پہ میرے خط الف اللہ کا کھینچو
تم لو نہ گرو پیر تو بندہ ہو چیلا
ہین خاک نشین ہون جو گروہ فقرا سے
نہ وہان چھری لے گئے جو ٹک کھینچوں اوسا
گر سیر کنان دیر مین جا نکلون تو بولون
ای برہمن بتکدہ عشق سیت صدا را
خوش رہتے ہین چار ابرو کی نبلہ کے صفا
ہم کو غم درد و نہ اندیشہ کا دوست لیلا
درویش بلا نوش ہا جیت ہین میان
افعی کو مسل کر کرین افیون کا گولا
از اودون کے بھجے ہین غزل بہہ تو ہی سنیاء
اب اپنی تو بولی مین کچھ اشعار پڑھ انشا

اب دیکھ جلادو
اور باندھ کے تہمت
یون کیجیے عبادت
یہان کیجیے عنایت
دیجے مجھے نعمت
سو ہو مجھے بستر
جی سے کرے خدمت
کیا سمجھے ہو مجھ کو
دکھلادون کرامت
ناموس کو سنگلہ
ہی مجھ سے الفت
مانند قلندر
ہی خوب فراغت
دیکھ مین جو آفات
ہین ایسے ہی آفت
از بہر نقوش
ہو جسمین ظرافت

مستزاد کمال

ٹک تو گلے سے مرے ای یار تو لگ جا
ہے دم یہہ دم آخری و دفعہ نہیں دم کا
گل دشت میں مجنون کے گذر ہو گیا میرا
لگ گور سے کر یاد وہ بے مہریٔ لیلا
ناصح جو تو ہر لحظہ و ہر آن ہمیں آ
اس دم نظر آتی تجھے اسکو جو دیکھا
بیٹھتا یہاں یہہ دل سینے سے جیسے کہ جرس کا
اکبار گی جاتی رہی ای واے کدھر گیا
مجلس میں بہت بیٹھے رہینگے ای شیخ جی صاحب
گیا چاہتے ہو ریش کو اب اپنے منڈوا نا
انکلی ہوا پر تو وزہ اور کرو تکلیف
کرتے ہو مرے آنے کا وقت ان سے جو اشارہ
گیا دور کا شکوہ ہی نصیبوں کی ہی گردش
آخر کو وہی دشمن جان ہو گیا میرا
مت خاک نشینوں کی طرف دیکھ تو منعم
چاہیے ابھی ایک ان میں کرے جھرے جھولا

ہوتا ہوں میں رخصت
رہ جاے نہ حسرت
جب کہ سر تربت
رو یا میں بشدت
کرتا ہی نصیحت
اللہ کی قدرت
سو ضعف کے ہاتھون
لے دو نا کی طاقت
کیون لائیو تشریف
فرماتے حضرت
ہمارا تک اپنے
سو بس جان ہی جا
ای یہ تو ان اپنے
جب سے تھی محبت
با چشم حقارت
راہی ہی کو ہمت

رکھیو نہ گماں اب تو ہوس دو نو جہان کی		راضی برضا ہو
لے دست طمع کھینچ کے دے پانو کو پھیلا		در گوشۂ عزلت
ہی نام خدا اچھی کچھہ زور تماشا		یہہ آپکی رنگت
کاٹ ایسی غضب قہر کھبن اور جھمکڑا		اللہ کی قدرت
مین نے جو کہا مین ہون تیرا عاشق و شیدا		ای کان ملاحت
فرمانے لگے ہنس کے سنو اور تماشا		یہہ شکل یہہ صورت
الحاد تصوف مین جو تھا فرق بہم شاہ		اصلا نہ رہا کچھہ
پردہ جو یقین کا محبت نے اٹھا یا		کثرت ہوئی وحدت
کعبے کا کرون طواف کہ بتخانے کو جاؤن		کیا حکم ہی مجھکو
ارشاد میرے حق مین بھی کچھہ ہو ویگا آیا		ای پیر طریقت
ہون پیر تو روح القدس اس عہد مین مین بھی		عیسی کی طرحسے
یون چلیئے بے ساختہ ریلیان کی کلیان		میری کرے بیعت
لو تا کرین اس طرح میرے غیر ہمیشہ		تک سوچتو دو لمحین
ترسا کرے پر وقت یہہ بندہ ہی تمہارا		اللہ کی قدرت
دیوار چمن پھاند کے پہنچے جو ہم ان تک		ایک تاک کے اوجھل
ترسان ہو یہہ فرمانے لگے گوشت کے ماتھا		ای وای فضیحت

خورشید چھپا شام ہوئی شیخی صاحب — اب دیکھئے کیا ہو
چڑیوں نے کیا آکے درختوں میں بسیرا — چون چون کرو چھوڑ
اب اور ہی ردیف اور قوافی میں غزل پڑھو — لیکن اسی ڈھب کی
شاعروں کے روبرو ہو بزم میں انشا — ظاہر تیری شوکت

مستزاد ہمایون

جا بسا طائر دل میرا لحد شوق پری — تیری کاکل میں صنم
تو نہ از رکسی ڈھب کا اسے دے نہ دریغا — لطف کر اور کرم
ہجر کے جور کی اب تاب نہیں ہے مجھ میں — سچ یہہ کہتا ہوں ہلا
دلبری پھر خدا اب تو ذرہ کر تو میری — جانمن کر نہ ستم
تیری مسی کی دھڑی پان کی سرخی نے حنا — قتل کر ڈالا مجھے
دیکھ تو خنجر مژگان نے کیا کیا پری — آرتھا ہیہ ستون پہ دم
ای زلیخا میں تیرے چاہ پہ برباد ہوا — یہہ گلہ کس سے کرون
عشق سیماب کے بیتاب ہوں فرقت میں تیرے — مجھکو یوسف کی قسم
دل و دین دونوں دئے دولت ایمان بھی ساتھ — اس ہمایوں نے تیرے
دلبری اسکی بھی تو نے نہ ذرا اسکی کری — یہہ سینے پہ الم

مستزاد حسین

سوتا ہی گلے لگ کے جب وہ یار پلنگ پر — کیا ناز و ادا سے

آتی ہے لپٹ پھولوں کی مہکار پلنگ پر
اس بند قبا سے

ہے سرخ جو پوشاک تو اس گورے بدن پر
سجتی ہے سجاوٹ

رکھتا ہے عجب طرح کا گلزار پلنگ پر
انجن کے جلا سے

ساقی ترے صدقے تو ذرہ جام کو بھر دے
جو شوق خدا ہو

جو ساتھ رہوں یار کے سرشار پلنگ پر
مستی نشہ سے

ہے آرزو دل کی جو وہ آغوش میں آوے
خواہش ہے یہی تیری

سو جاوے تو سو جاویں ہیں ہم یار پلنگ پر
منت یہ خدا سے

رنگینی ترے شعر کی سن سن کے حسن اب
مشتاق ہوا وہ

تو خوش رہے اور یاس ہو دلدار پلنگ پر
ہر روز رضا سے

مستزاد انشا

لیتے جو بلائیں لگے ہم آپ کی چٹ چٹ
تو بول اٹھے چھٹ چھٹ

چل جا بے رے او زیرو ہو پرے ہٹ
ہے سب یہ بناوٹ

ان انکھونکو میں حلقۂ زنجیر کروں گا
اب ہے یہ بلا ہوں

چھوڑوں ہوں کوئی اکی دروازیکی جو کھٹ
جب تک نہ کھلیں پٹ

در جائیں لکھوچھا مدنہ گونگا ہو وہ کیوں کر
جو شخص کہ دیکھے

سرخی تیری انکھون کی اور ابرو کی کھچاوٹ
سرمے کی لکھاوٹ

کیا کھب گئی ہے اب نام خدا او چھڑے آگا
سو ٹھوڑی بھی نہا ہے

ابک

ایک بوسہ کے صد مرتبے دھوان دھار کلاوٹ | مسی کی اداہٹ
اجی وای رے باگیدلی اوچہینی رنگت | یہہ گات یہ سج دہج
اور جامۂ شبنم کی وہ چولیکی پھباوٹ | بازو کی کلاوٹ
مت چھیڑو مجھے دیکھو ابھی کہنے لگو گے | اچھا کیا تم نے
چولی میری تکڑے ہوئی دامن بھی گیا پھٹ | لگ جاویگی پھر رٹ
اجی عشق ادہر اور ادہرا جون سے راجا | ڈھونڈوت ہی تمکو
کر بیٹھے ہو تم لاکھون کروڑون کے ہی سر چٹ | ایک آنمین جھٹ پٹ
وہ سیج پڑی پھولون کی مخمل کے وہ تکئے | کمخواب کی پوشش
پردے تمامی کے وہ سونیکا چھپر کھٹ | اور اسکی سجاوٹ
پھرتا ہی سما آنکھونمین اب تک وہی اٹ | ہی ظالم ادے تیوہار
باہم جو لپٹ سونمین آجائے رکاوٹ | وہ پیار کی کروٹ

مستزاد سراج

تجھ زلف کی یہہ باس گئی جبسے ختن مین | ای نافۂ آہو | ہر مشک خطا ہے
ہر غنچہ دلتنگ ہو پھول چمن مین | ای شوخ سمن بو | تجھ مکھ کی ہوا ہے
ہو خار سے ہی اس پلک تجھ کف پا کو | ہی تجھ مین نزاکت | از بسکہ نزاکت
جسوقت رکھے پانو تو بلبل کے بدن مین | ای دلبر گلرو | اس ناز و ادا ہے
اعراب خط و خال فقط چشم ہی مطلق | مصحف ہی ترا منہہ | ای آیت خوبی

ہی سورۂ اخلاص خواہش میرے من مین — بسم اللہ ہی ابرو — ہی بدر رسائی
ایک روز کہا مین نے کہ ستم ہی نہین مناسب — عشاق کے اوپر — سن بات ہماری
بیتاب ہا مین تجھہ غم سے موئے بعد کفن مین — کر رحم ای خوش خو — بولا کہ بلا سے
سوگند میرے حال پریشان کی موہا مین — مانو تو کہون مین — لیون زلف پیتے
جمعیت دلبند ہی ہر ایک شکن مین — کھولو خم گیسو — اب مہر و وفا سے
ایکبار تلطف سے پلا شربت دیدار — ای شوخ شفاوے — بیمار ہون غم کا
رکھہ شتو قالیس لمین تیرے شعر کو سنے — حاجت نہین دارو — کیا کام دوا سے
ہی مجھہ کو بڑہ درد جگر مین نہ بدن مین — ہر آن سراج اب — آتا ہی پری رو
تو دیکھہ میرے طبع کو ہر ایک سخن مین — کرتا ہون مین جادو — کیا طبع رسا سے

مستزاد اکبرشہ

اس عشق نے یارو مجھے دنیا سے اٹھایا — دیوانہ بنا کے
زلفون مین پریرو کے گرفتار پھرایا — پھر شانہ بنا کے
پھر شوق فلک شیشے مین شراب غفلت اپنی — بھر بھر کے پلایا
پھر میرا تماشا سارے عالمکو دیکھایا — مستانہ بنا کے
یہہ دختر رز لگتی ہی ہر ایک کے مونہہ سے — افسوس ای ساقی
کیا نام رہا میرا یہہ کیا تو نے ملا دیا — میخانہ بنا کے
پیدل کیا دلبر نے عبث لیکے میرا دل — کس مکر ہنر سے

پھر اپنے لگا کان کی بالی مین جھکایا
دروانہ بنا کے
نزدیک رقیبون کے صنم رات کو بیٹھا
مجلس کمار و گلشن
پھر اپنے شمع رو کے اوپر ہمکو جلایا
پروانہ بنا کے
غیرون کو بلا کر وہ لگا پاس بیٹھانے
مدت کے گویا دوست
ہم دوست یگانہ کتنین لگا دور بیٹھانے
بیگانہ بنائے
اکبر کی یہی غرض ہی اب حق سے شب و روز
کر اپنا تو طالب
دنیا مین اگر رکھتا ہو تو رکھ لے خدایا
مروانہ بنا کے

مستزاد معرز

مین نے ابتک تو تیرا عشق نبھایا آہا
کھائے سو طرح کا غم
ولے افسوس مجھے تو نے نہ جانا آہا
جانئی ظلم و ستم
خوب جو وشبکو یکایک مین کہون کیا تجھ سے
تیرے بن گذرا جو کچھ
دل پر و رو پہ پہلو کر آہا آہا
یاد کر تجھ کو صنم
کاہے رس گھائے کہ تم روس رہے ہو ملم
آؤ کر پیار کرو جی
جات ہی جان میری مت کر آہا آہا
پاپ ہو جاوے دہرم
سانو گھایل کیتی تعقیر کری تھی تیندی
میندی تو جان لیندی
چھنڈ دی جاندی تیری ترچھی وے لگا آہا
کچھ نہین تیرے سے کم
اپنی کائے چوک ڈھالی سانگ کھرا یا سن
پیو تلدا ناچی آن

جان و دل دو گر دے تے فار اہا اہا ہا	ہیا زور انکا ظلم
را زدی راز دی زور خود دی روز نوئی	دیکھ دئے داخل ول
ویچہ معشوق دا سا لبیشتہ ادا اہا اہا	کچھ نہیں پیش و نہ کم
وقت مستی چون شنیدیم ترا در بر خویش	نہیں امید وصال
دیدہ ام از تو صنم چند ادا آہا آہا	کشتۂ ناز توام
صرفت العمر و فی الہجر لقا یا صنمی	ثم باللہ لمن
فاہا ثم آہا ثم آہا آہا آہا	لیس فی مثل صنم
حیف صد حیف ہی افسوس صد افسوس افسوس	آیا پیغام اجل
چھٹ گیا زخم جگر سے میرے پہاہا ہا	اب نکل جاوگا دم
نہیں معزز تیرے سب شعر مسلسل معنی رو	شک نہیں ایمن ذرہ
یہ غزل جسنے سنی اسنے سراپا آہا	تازہ تر تازہ رقم

مخمسات سودا

چکارہ گران امور و نکا تھا ہیں بیچارہ	کہ بھٹکوں میں دشت میں اور کوہ پر پھروں یارا
نہ عشق لیلی و شیریں سے ہو نہیں آوارہ	صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را

کہ سر بکوہ و بیابان تو دادۂ ما را

اثر یہ نالے کے اپنے ہی اعتقاد گل	جو تو سنے تو بر آوے میری مراد اے گل

ولے نصیب جو تونے کیا نہ یاد ای گل — غرور حسن اجازت مگر نداد ای گل

کہ پرسشی نکنی عندلیب شیدا را

مجھے تو زور ہی ساقی ہی کی ادا بھائی — کہ پہلے جام کی می خاک پر چھڑکوائی
جو پوچھا ہیں تو کہا سن مجھے ہے سودائی — جو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی

بیاد آر محبان بادۂ پیما را

فریب مجھ کو نہ دے اپنے خط و خال اوپر — کہ دیکھ کر ہیں زمانے کو منہہ کیا ادہر
جو چاہے تو کہ گرفتار ہوں میں تیر پرے — حسن خلق توان کرد صید اہل نظر

بدام و دانہ نگیرند مرغ دانا را

ترا سا حسن نہیں جگمیں یہہ تو ہی لاریب — ولے ہمیں نہیں معلوم سر عالم غیب
جو فکر ہیچ ہیں اب سر لدے ہے سو حبیب — جز این قدر نتوان یافت در جمال تو عیب

کہ خال مہر و فا نیست روئی زیبا را

لبوں کے گرد جو اس نوجوان نے خط کو رکھا — چمن چمن میں پڑا شور ہر طرف غوغا
ہر یک مرغ نے ہو باغ باغ دی یہہ دعا — شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا

تفقدے نکند طوطی شکرخا را

نصیب کرکے سعادت کا تیرے سر میں رہ بخت — جو دیویں جام جم اور کیقباد کا تجھے تخت
گذشتگان کی طرف سے نہ رکھہ تو دل کو سخت — بشکر صحبت احباب و آشنائی بخت

بیاد آر غریبان دشت پیما را

الٰہی ربط محبت کرے خدائی نیست — بتان کی تانکرے خلق کو جدائی نیست
گر بگی ہسی کو انکی تو بیوفائی نیست — ندانم از چہ سبب رنگ آشنائی نیست

سہی قدان سیہ چشم ماہ سیما را

کھلے ہمی پہ یہاں راز نہفتۂ حافظ — نہ سنکے کو توں ہوں شعر شگفتۂ حافظ
غرض عجب ہیں یہہ درہای سفتۂ حافظ — بر آسمان چہ عجب گر ز گفتۂ حافظ

سماع زہرہ برقص آورد مسیحا را

مخمس معروف

عشوؤں سے ظاہر سراسر ہی جلوۂ حور و پری — غمزہ ہیں تیرے ہویدا و نہان فن جادوگری
جتنی کہ خوبی چاہئے ہی تیری صورت میں بہری — ای چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری

ہرچند وصفت میکنم در حسن زان بالاتری

نقاش قدرت نے تجھے جب دم بنایا سربسر — جتنے کہ اگلے نقش تھے روپ سے آئے نظر
سارا مرقع دہر کا ہرچند دیکھا غور کر — ہرگز نیامد در نظر نقشے ز رویت خوبتر

شمسے ندانم یا قمر حوری ندانم یا پری

معشوق خرام ناز سے تو جلوہ کرتا ہی جہاں — چون سایہ در پیشت ہیں عشاق بیتاب و توان
چاہیں کہ اٹھیں خاک سے سو ہم میں یہہ طاقت کہاں — ای راحت آرام جان با قد چون سرو روان

ازمن مرو و اندر کشان آرام جانم می بری

رہتی ہی عاشق سے تجھے کس قدر بیگانگی — مانند نور سایہ کے پیچھے او را میرسم نمی

پر اتنہا لیے عشق میں دیکھا تو یہ حالت ہوئی — من تن شدم تو جان شدی من تو شدم تو من

تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

مانا کہ مانی آج ہی تیرا قلم حسن آفرین — کھینچے ہیں ان نے تو عمر بھر نقش ہزار ہا نازنین
گو زنگ لالا کھہ تو پر تیرے یک قابل نہیں — صورت گری نقش میں او صورت آن مہ جبین

یا صورتی کش این چنین یا ترک کن صورتگری

دیر پر جو اپنے دیکھکر مجکو وہ شوخ بیوفا — ہو کر غضب کہنے لگا تو کون ہے چل یہان سے جا
معروف میں نے رو دیا اور رو کے یہ قطعہ پڑھا — خسرو غریب است و گدا افتاده در شہر شما

باشد کہ از بہر خدا سوی غریبان بنگری

مخمس ازاد ...

اگرچہ زلف ہی بس تھے ان عاشقونکو کمند — ولے نگاہ نے یہان بستہ کیئے پا بند
ترے تو چشمو نے بیمار ہم بھی ہین ہر چند — غلام نرگس مست تو تاجدارانند

خراب بادۂ لعل تو ہوشیارانند

دلوں کے بھید کو پاتا ہی کون ای ہمساز — کہ جا کے کہئے وہ کس سے ہمارا راز و نیاز
یہان کوئی نہیں جس سے یہ ہووے پردۂ راز — ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز

وگرنہ عاشق و معشوق رازدارانند

بہار روئے ہی یہ رخسار تیرا ماہ جبین — ہی جسکے رشک سے سنبل خمیدہ و شفتہ ہین
جو میرے کہنے کا دل ہیچ اعتبار نہیں — گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار و ببین

که از یمین یسارت چه بیقرارانند

شعر لکھے تو رہی نہیں ہے جی کی ہوس
شکر پہ جا گرے اے دل کس طرح سے مگس
ہوا تو ہونے دے شہرا مثال جرس
نه من بران گل عارض غزل سرایم و بس

که عندلیب تو از هر طرف هزارانند

بہار سیر تو رکھتی ہے گلشنوں پہ نظر
ولے نہ ایسی کہ جیسی کچھ اس پری رو پری
کرو نہیں کیا تیرے آگے نسیم وصف سحر
بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بنگر

از تطاول زلفت چه سوگوارانند

اگرچہ وعظ نصیحت میں سیکڑوں ہیں گن
غرض جہاں گل مقصود ہووے لیجئے چن
جو چاہئے نشہ وحدت تو اسکی مجھ سے سن
برو بمیکده و چهره ارغوانی کن

مرو بصومعه کانجا سیاه کارانند

کہاں یہ تاب کہ تم جون ساتھ دوڑوں وطن
سوار ہو کوئی مرکب پہ یہاں قتال یون
خدا ہی جانے کہ پہنچیگا کس طرح یہ تن
تو دستگیر شو ای خضر پی خجسته که من

پیاده میروم و همرها سوارانند

زمانہ بھی تو ولے دیکھتے ہیں خوش آباد
مگر نہیں کسی عاقل کے آگے کچھ بنیاد
جو چاہئے تو کہیں دو نو جہاں سے ہوں آزاد
خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد

که بستگان کمند تو رستگارانند

مسدس قدومی

سنیو ذرہ یہ گفتگو شب کو بروی آب جو
مشغل مہ تھی روبرو ہم تھے و یا تھے خوب رو
بیٹھے تھے پی صبو صبو ملکے صنم سے دو بدو
لیکن جا ہوے وہ سب رفو آخر شب زمین او

صبح دمید و شب گذشت ماہ شبیہ خانہ رفت
روی سحر سپیہ شود یار بدین بہانہ رفت

ہنسے گئے تھے واہ واہ شبکو بیرے عجب عجب
سینہ بسینہ لب بلب یوہین کہی تمام شب
بزم شراب و راگ رنگ اور بغل مین غنچہ لب
عین خوشی مین کیا ہوا دیکھہ یار وہی غضب

صبح دمید و شب گذشت ماہ شبیہ خانہ رفت
روی سحر سپید شود یار بدین بہانہ رفت

یارنے کی تھی روشنی صحن چمن مین ہر طرف
اب رواں و کشتی بانگ نی و صدای دف
نہروں کے لبکے وار پار چنکے چراغ صف بصف
لگیا یہہ سمان بندھا جو تہا مفت گیا ہی زکف

صبح دمید شب گذشت ماہ شبیہ خانہ رفت
روے سحر سپید شود یار بدین بہانہ رفت

شام سے لیکے تا سحر جشن رہا ہمارے گھر
تنگ گرفتمش بہر دست بزلف و در کمر
ہم تھے نشیمن بیخبر آیا کہین سے سیمبر
شوق تو دل مین پیشتر وقت گیا لے گذر

صبح دمید و شب گذشت ماہ شبیہ خانہ رفت
روی سحر سپید شود یار بدین بہانہ رفت

لذت عیش زندگی تہا تھے تہا یہہ سخن ملک
بزم شراب و رنگ بادہ کباب و رگزک

سوتے تھے ہم پلنگ اوپر لگے ہم سے بے دہرک
نیند سے آنکھ کھل گئی دیکھون ہون کیا یکبیک

صبح عید و شب گذشت ماہ شبیہ خانہ رفت
روی سحر سپید شود یار بدین بہانہ رفت

شبکو وہ شوخ دلربا جرکی لیگیا متاع
خدوی نے اسکے ایک ذرہ پایا نہین کچہ انتہا
اسکے ہی عشق مین افترا اسکے سخن مین اختراع
باتو ہی مین شب گذر گئی اور پکارے الوداع

صبح عید و شب گذشت ماہ شبیہ خانہ رفت
روی سحر سپید شود یار بدین بہانہ رفت

میر حسن

نقاب چہرہ سے خورشید جب اٹھاوے ہی
کوئی حرم کو کوئی بتکدہ کو جاوے ہی
کہون جو دل سے مین تو بھی کدہر کو جاوے ہی
سحر ہر ایک کو ہر کام مین لگاوے ہی
کوئی تلاش معیشت مین جی کھپاوے ہی
تو بھر کے آنکھ مین آنسو یہہ کہہ سناوے ہی

علی الصباح کہ مردم بکار بار روند
بلاکشان محبت بکوی یار روند

صبا ہو جی سے چلا طرف گلشن و گلزار
زبسکہ تیغ ستم سے ہوا ہی سینہ فگار
کہ گل ہنسے ہی اودہر اودہر بلبل ہو زار
وہان گیا تو وہان بھی ستی یہہ تکرار
لبون پہ جان اور آنکھوں مین اور دل مین غبار
کبھی ہی رو رو کے ہر دم ہر دم ہی پکار پکار

درین چمن کہ چون گل شود فغان مرا

کجاست برق کہ بردارد آشیان مرا

عبث نصیحت پہ عائد ہے تو نہ سنا — کہا نہ مانونگا تیرا تو مان میرا کہا
میرا تو دل ہی تیرے پاس کیا گیا ہی تیرا — تو اپنے کام مین رہ میرے کام سے تجھے کیا
بھی سوگ مین بیٹھا ہون دلکے ہوکے خفا — عبث تو شور ہے بلبلکے میرا غم نہ کھا

برو بکار خود ای واعظ این چہ فریادست
مرا فتادہ دل از کف ترا چہ افتادست

ہر ایک بزم مین ہی اسکا ذکر صبح و مسا — ہر ایک ملک مین ہی اسکے حسن کا شہرا
ہر ایک جسم مین ہر دلکی ہیگی اسکی جا — ہر ایک مذہب و ملت مین بہت بنام خدا
ہر ایک جان کو بلبل صفت ہی اسکی جا — اگرچہ اور بھی گل ہین بہت بنام خدا

ندانم آن گل رعنا چہ رنگ بو دارد
کہ مرغ ہر چمن گفت گوئی او دارد

نہ پوچھ ہمسے تو ہمدم ہمارا کچھ احوال — کہ اب تو زیست جاتی اپنی ہوئی ہی جی پہ بال
ہر ایک دم ہمین گذرے ہی ہجر مین مہ و سال — ہزار حسرتین جمین اور دلمین خیال
قفس کے کنج مین مایوس ہو پڑا ہون نڈھال — گئے کہے جو کہے جاکے اس سے یہ احوال

نہ قاصدی نہ صبائے نہ مرغ نامہ بری
کسے نہ پیکسی مانمی برو خبری

خبر جو قتل کی میرے ہوئی ہی شہر بسو — ہوا ہی جمع یہان یک جہان تماشا کو

جدھر سنو ہون یاہی ہی صدا چلو دیکھو
خدا ہی جانے وہ آگاہ اُس سے ہو کہ نہ ہو

غرض کہ حال میرا جائے سیر ہی تا ہو
کوئی یہہ میرے زبانی تک اُسکو بھی جا کہو

بجرم عشق تو ام میکشند غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

کہا تھا اُسنے مجھے کل جو آونگا میں کل
مین پوچھا کہ یہہ تیرے کل کو بھی ہی کہین ہی
جو کل کا وعدہ کیا ہی تو کل کو آونگا چل

ملا جو آج تو وہی پھر آیا کل کا حلل
تو ہنس کے کہنے لگا جا عبث نکر کل کل
غرض تو اسکا یہہ مطلب ہی سبطرح ہو خلل

دہند جرعہ لب باز دامیدوار مرا
کہ تا بحشر کشاند در انتظار مرا

سفر کا عزم نہ رکھہ دلبرن رشک بیف حور
سرک نہ پاس سے میرے نہ جا نگاہ سے دور
تیرے سے ہی دیکھنے سے انکی نور کا ہی ظہور

نکر تو شیشۂ دل سنگ تفرقہ سے دور
رولا رولا کے نہ انکھون میں میرے کرنا سور
نظر سے تو جو گیا تو کہان رہا پھر نور

امروز دیدہ کہ یادم ز پیر کنعان است
کہ روی دوست ندیدن بچشم نقصان است

نہ دیکھا تجھ سا نو تام خدا کوئی بے باک
جہان جہان کو مارا کیا برابر خاک
پھرے غصے سے لیکر بھی تو جو آتشناک

لگا اشارۂ ابرو سے تو ای صفاک
رہا نہ صید ہوا جو نہ زینت فتراک
تیرا ارادہ ہی کیا اب کریگا کس کو ہلاک

کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ و ناز کشی
مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی

نہ پوچھ میری حقیقت کہ تیری ہجر میں یار
پڑا ہوں کنج قفس میں برنگ بلبل زار
غرض گذرتی اسی طرح میری لیل و نہار

نہ پاس شمع ہی ہے دل سوز اور کوئی غمخوار
ملی ہے میرے تئیں صحبت در و دیوار
کئی ترانہ زبان پر ہی اور کئی اشعار

من و خیال تو شبہا بکنج خانۂ خویش
سرود بیخودی و آہ عاشقانۂ خویش

ہزار ڈھب سے میں اس بیوفا کو سمجھایا
ہزار فن سے سو سو طرح سے پرچایا
کسی طرح سے نہ تشریف وہ ادھر لایا

ہزار طرح سے احوال اپنا دکھلایا
ہزار باتیں بناتے نہ کچھ میں پھل پایا
ہر ایک خیال مجھے اور بھی یہ اب آیا

بہ بستر افتم و مردن کنم بخانۂ خویش
باین بہانہ گر آورم بخانۂ خویش

ہمیں تو رونے کا اپنے یہی ہے رونا آہ
یہی جو شدتیں گریہ رہینگے شام و پگاہ
ہمیشہ ایسے ہی نالے جو ہونگی اب جانگاہ

تو اسکی کھونٹ سے ہووینگا ایک جان تباہ
تو پھر بقول کلیم اسمیں شک نہیں واللہ
رہینگے تو نہیں جو یہہ دمبدم فغان و آہ

قرار میرود از خلق آہ و زاری ما
بدین قرار اگر ماند بیقراری ما

رہی ہے مجھ کو یہی سوچ صبح سے تا شام
خوشی سے پھول سماتا نہیں ہے گیتوں میں مدام
مثال آئینہ حیرت کا پھر یہاں ہے مقام

دل حزین کو نہیں اس سے ایک ذرہ آرام
اگرچہ سب ہے یہہ تیری ہی جوڑ توڑ تمام
عبث یہ فکر بنا اپنا راز کا خود کام

بگوش گل چہ سخن گفتہ کہ خندان ست
بہ عندلیب چہ فرمودہ کہ نالان ست

نہیں ہے قابل تحریر میرا درد و الم
ملا نہ دشت میں جانا ہے اور نہ طرف ارم
یہہ عمر گذری اسی طرح مجھ کو اے ہمدم

نہ ہوگا مجھ سا بھی مایوس کوئی کشتۂ غم
نہ آئی بوئے گل اس طرف اور نہ خار ستم
میں کیا کروں نہ رکھوں کر ہمیشہ چشم کو نم

نہ نکہتی نہ گل نہ خراشی از خاری
درین چمن بچہ دل خوش کند گرفتاری

وہ کون ہے کہ نہیں تیرے غم میں خستہ جگر
تیرے تو حسن کا مضمون ہے جہان اوپر
بھلا بتا تو میں لیجاؤں رشک کس کس پر

وہ کون ہے کہ نہیں تیری یاد میں اکثر
تیرا ہی ذکر ہر ایک کو ہے شام و سحر
کہاں تلک میں کروں ضبط راز اے دلبر

بجان رسیدہ ام از جور بے نہایت تو
کجا روم بہ کہ کس ہمیکند حکایت تو

کہاں یہہ حسرت اندوہ اور یہہ درد کہاں
کہاں یہہ داغ یہہ ناسور و آتش سوزاں

کہاں یہہ آہ و نالہ یہہ نوحہ و فغان
تیری جفا کی مدد ہے اسی سبب سے یہاں

وگرنہ تجھکو بھی اپنی پڑی تھی سب ویران
اور اب جو پوچھو تو کیا پوچھتے ہو انکا بیان

جگر بزخم تو معمور دل ز غم شاد
زمین جد تو اقلیم درد آباد ست

ستم اٹھانے کی اسی نہیں زیادہ مجال
ہر اشک انکھوں سے بہنے لگے لہو کے مثال
اب اس حسن ہوا جاتا ہے تجھہ کا کچھہ احوال
خدنگ عشق سے سینہ تو ہو گیا غربال
نہ تاب ہم میں رہی ہے نہ دل میں ہے کچھ حال
کہاں ملک کوئی صدموں سے اسکے ہو پامال

خدا کند کہ زمین عشق دست بر دارد
وگرنہ ماند کہ دیگر شکست بر دارد

بجھہ واسوخت در زمین السوا

یا الٰہی میں کہوں کس سے بھلا اپنا احوال
یا رب اس پیچ سے تو اس دل شیدا کو نکال
تجھ سوا غیر سے میں کیوں کہ کہوں اپنا حال
زلف خوبان کی میرے دلکو ہوئی ہے جنجال
کاش یا موت ہو یا دور ہو یہ سر سے بال
تیری ہی ذات سے بہتر ہے ہر دم یہ سوال

ساز آباد خدایا دل ویرانی را
یا مدہ مہر بتان ہیچ مسلمانی را

کیوں رہے دل میں نہ ہر ایک آن تجھے کہتا تھا
اس قدر حسن پہ تو نادان تجھے کہتا تھا
ورنہ وقت نہیں آسان تجھے کہتا تھا
بیوفائی سے نہ مل مان تجھے کہتا تھا
دیکھہ ہوگا تو پشیمان تجھے کہتا تھا
کیوں تو لیتا ہے میری جان تجھے کہتا تھا

آنچه کردی تو دلا با خود و با جانهٔ من
کس نکرده است چنین کار بهم با دشمن

تجھ کو اس شوخ سے لگنا نہ پڑا تھا یا للہ
ملکے آنکھوں سے دیوانے تو میرا گھر گھالا للہ
کیوں ہوا ہے تو میری جان کا لینے والا
مفت میں مجھ کو بھی لیجا کے بلا میں ڈالا
کیوں رے دل کچھ تو بھلا میں نے تیرا کیا تھا ہلا
ہائے رے ہائے میں دشمن کو بغل میں پالا

کردهٔ خود بکه گوییم و چه تقریر کنیم
این زمان چاره نداریم چه تقریر کنیم

کیا کرے دل بھی بُرا ہے یہ محبت کا فسون
اس غم و درد و بلا بیچ کہاں تک میں مروں
اب نہیں تاب زبان کو جو میں خاموش رہوں
کب تلک دل سے میں اس کا وشن بجا کو کروں
آتش غم سے طرح شمع کی رو رو کے جلوں
کیوں کہ احوال دل اس شوخ سے جا کر یہ کہوں

شرح این آتش جان سوز نگفتن تا کی
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کی

تجھ زلف کے سودا کے میں پریشان ہے دل
داغ ہجران سے تیرے رشک چراغان ہے دل
سعد اپنے کئے سے یہ پشیمان ہے دل
تیرے دیدار کا جون آئینہ حیران ہے دل
کیا کہوں تجھ سے بہت بے سر و سامان ہے
کیا کہوں تجھ سے بہت بے سر و سامان ہے دل

حال دل خستهٔ شوکت چه شنیدن دارد
پیچ و ست انقد آئینه که دیدن دارد

تمت تمام شد

بسم الله الرحمن الرحیم

الا یا ایها الساقی ادر کأسا و ناولها — که عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلها
به بوی نافه کاخر صبا زان طره بگشاید — ز تاب جعد مشکینش چه خون افتاد در دلها
به می سجاده رنگین کن گرت پیر مغان گوید — که سالک بیخبر نبود ز راه و رسم منزلها
مرا در منزل جانان چه امن عیش چون هر دم — جرس فریاد میدارد که بربندید محملها
شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین هایل — کجا دانند حال ما سبکباران ساحلها
همه کارم ز خودکامی به بدنامی کشید آخر — نهان کی ماند آن رازی کز آن سازند محفلها
حضوری گر همی خواهی از و غایب مشو حافظ — متی ما تلق من تهوی دع الدنیا و اهملها

غزل جات

سیمین ذقنا سنگدلا لاله عذارا — خوش کن به نگاهی دل غمدیده ما را
این قالب فرسوده گر از کوی تو دور است — الغلب علی بابک لیلا و نهارا
آزرده مبادا شود آن تن نازک — از بهر خدا چیست مکن بند قبا را

من چون گذرم از سر کوی تو که آنجا — یارای گذشتن نبود باد صبا را
خوش آنکه زنی دست سوی من بخرامی — پنهان ز تو من بوسه زنم آن کف پا را
گر هست چو مجمر نفسم گرم عجب نیست — او حبک فداء قد فی قلبی ما را
جامی نکند جز هوس بزم تو لیکن — در حضرت سلطان که دهد بار گدا را

غزل حافظ

دل میرود ز دستم صاحب دلان خدا را — دردا که راز پنهان خواهد شد آشکارا
ده روزه مهر گردون افسانه ست افسون — نیکی بجای یاران فرصت شمار یارا
کشتی شکستگانیم ای باد شرطه برخیز — شاید که باز بینیم آن یار آشنا را
در حلقه گل و مل خوش خواند دوش بلبل — هات الصبوح هبوا یا ایها السکارا
ای صاحب کرامت شکرانه سلامت — روزی تفقدی کن درویش بینوا را
آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرفست — با دوستان مروت با دشمنان مدارا
در کوی نیک نامی ما را گذر ندادند — گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را
آیینه سکندر جام جم است بنگر — تا بر تو عرضه دارد احوال ملک دارا
سرکش مشو که چون شمع از غیرتت بسوزد — دلبر که در کف او موم است سنگ خارا
گر مطرب حریفان این پارسی بخواند — در رقص و حالت آرد پیران پارسا را
آن تلخ وش که صوفی ام الخبائثش خواند — اشهی لنا و احلی من قبلة العذارا
هنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی — کاین کیمیای هستی قارون کند گدا را

ترکان پارسی گو بخشندگان عمرند	ساقی بده بشارت پیران پارسا را
حافظ بخود نپوشید این خرقه می آلود	ای شیخ پاکدامن معذور دار ما را

غزل یغما

گر بسنجد بخدا جز شب هجران را	غالب آنست که شاهین شکند میزان را
شد اسیر ز نخست قامت چوگانی من	گوی شکر هم زخمه زند چوگان را
گر به یعقوب رسد نکهت پیراهن تو	بصبا باز دهد بوی مه کنعان را
دل اگر سر کشد از خط تو بسپارش زلف	چاره زنجیر بود زنگی نافرمان را
شاه ترکان خجل آید ز صف آرائی خویش	گر به پیرامن حشمت نگرد مژگان را
تعز لفت اگر اینست بدانم که بعنف	صادر جز بکفر دون فکنند ایمان را
دل سنگین سر تیغ تو کرد بیم و نشد	کز وی امکان گذشتن نبود پیکان را
مه نگاهی بده بخورشید نگر و نزدیک	شاید ار به ز خرد فی شمری نقصان را
عیب یغما مکن از دمدمه شیخ شنید	تا گریزد ستر شر وسوسه شیطان را

ایضاً

گر ببالینم بیاید بر مزار آمد مرا	جان سپاری در رهش آخر بکار آمد مرا
بار دادم تا شدم جزو جلال مدعی	در حریم قرب خواری اعتبار آمد مرا
در میان مرگ هجرانم مخیر کرد عشق	جان بدر بردم که در آن اختیار آمد مرا
تا نگه کردم سپاه غمزه ملک دل گرفت	آه ازین لشکر که غافل در حصار آمد مرا

چشم مردم را بخواب خوش نشاندم تا که دوش / قطرهٔ خونی ز چشم اشکبار آید مرا

صبح بیشام قیامت کو مگر روشن کنم / تا جهان بر روز نازین شبهای تار آید

از سواد دیدهٔ یغماچرای آب چشم / کاین غبار از خاک پای یادگار آمد مرا

ایضاً

نشان ناوکش غیرت فن منهار دیف او را / الهی قوت فرزند و کاوش آن سست بازو را

معلم سیر نگیرد هر لحظه گلگ آن طفل بدخو را / بچون غلط که عشق سر بریدن میدهد او را

نزیبد ضعف مشاطه آن رخسار نیکو را / ببیع بوستان مرا چه حاجت باغ مینو را

مگو کافر ندارد راه در جنت بیا بنگر / بران چه بهشتی زلف کافر خال هندو را

ید بیضا نماید در فسون چشم تو می بیند / اگر گویم خدا اعجاز موسی داد جادو را

بگرد دل حصاری از ورع کردم ندانستم / که انجا نیز دست افتد کمند انداز گیسو را

عجب نبود شکار مردم آهو این عجب کامد / بدور چشم او مردم شکاری شیوه آهو را

دل یغمار پدر از چه بیر زلفش نه بیندارم / خلاص از چنگل شاهین میسر نیست تیهو را

ایضاً

تهی از صافی و دردی شده خمخانهٔ ما / تا ترش تلخ شو و پر شده پیمانه را

صرف شد کار جنون از تو بجدی کاطفال / سنگ بر سینه زند از پی دیوانه را

عقل و عشق است نه بازیچه کجا بر تابد / بدو سلطان مخالف ده ویرانهٔ ما

بر چراغی ز دم آخر که کند کسب فروغ / هر کجا شمع زنخاکستر پروانهٔ ما

هر شب ام خانه بگو نیست مگر روزی و شب
بغلط حلقه زند بر در کاشانهٔ ما

گرچه دیوانه بدفسانه گراید سوی عقل
عقل مجنون شود از شنود افسانهٔ ما

لاف دین داری یغما به ازین نیست ولی
کاش از کعبه دری بود به بتخانهٔ ما

ایضاً

سینه ما سوده از مهر تو از سینهٔ ما
سینه نیست که خالی بود از کینهٔ ما

باغ را برگ طرب نوشته رقم به پذیر
عذر تقصیر من ای توبهٔ دیرینهٔ ما

گه نشد ور گرد باده نیامد بیرون
چه جوان و ولی این خرقهٔ پشمینهٔ ما

جام در قهقهه بیخود شده ترسم گیرد
چشم پرهیز بروز شب آدینهٔ ما

گند از راز جهان قصه تو گوئی دارد
نسب از کاسهٔ جم جام سفالینهٔ ما

کافرم قومی و قومیم مسلمان خوانند
هر که بینی رخ خود دیده در آیینهٔ ما

چهره دلدار و لب و خال تو بین یغما بس
باغ ما گلبن ما چشمهٔ ما چینهٔ ما

غزل ناصر علی

ندارد حیرت دل تاب حسن بیحجابش را
که باشد صافی آیینه شبنم آفتابش را

نظرها عاقل و عالم بیزار کیفیت چشمش
بود حکم پری در شیشه تا رنگ شرابش را

ندانم دل شهید کیست لیکن اینقدر دانم
که از شمشیر او رنگست موج اضطرابش را

درین صحرا که از این تشنه لب جان داد حیرانم
که از صد جا گریبان چاک شد موج سرابش را

بجنت حرف بیهوده نیست فریاد شهیدانش
نمیدانم که داد این سرمه چشم نیم خوابش را

بسوخی پای او بوسیدن و قالب تهی کردن / گدا این بی ادب تعلیم فرما شد رکابش را

بدین شوخی غزل گفتن علی از کس نمی آید / به ایران می فرستم تا که جیبکو بد جوابش را

ردیف با

غزل حافظ

تعالی الله چه دولت دارم امشب / که آمد ناگهان دلدارم امشب

چو دیدم روی خویش و سجده کردم / بحمدالله نکو کردارم امشب

نهال عیش از وصلش بر آورد / ز بخت خویش برخوردارم امشب

بران غم اگر خود میرود سر / که سرپوش از طبق بردارم امشب

کشند نقش انا الحق بر زبان خون / چو منصور ار کشی بر دارم امشب

برات لیلة القدری بدستم / رسید از طالع بیدارم امشب

تو صاحب نعمتی من مستحقم / زکوة حسن ده خوش دارم امشب

همی ترسم که حافظ محو گردد / ازین سوزی که در سر دارم امشب

غزل جامی

روحی فداک ای صنم ابطحی لقب / آشوب ترک شور عجم فتنهٔ عرب

کس نیست در جهان که ز حسنت عجب نماند / ای در کمال حسن عجب تر ز هر عجب

هر کس نیافت جرعه از جام وصل تو / زین تشنگاه تشنه جگر رفت خشک لب

تا زلف توست در رخ تو آفتاب حسن / واللیل والضحی ست بهم آورد روز و شب

کامی ز لب ببخش مر عشاق خسته را	صد خار خار در جگر افتاد و زان رطب
رفتن بسر طریق ادب نیست در رهت	ما عاشقیم و مست نیاید ز ما ادب
دل با غزل غم و سر خاک عشقت	لیکن موجب شرف بود آن مایهٔ طرب
مطلوب جامی از طلبم گفته که چیست	مطلوب او همین دیدار جانا و زین طلب

غزل حافظ

میدمد صبح کله بسته سحاب	الصبوح الصبوح یا احباب
میچکد ژاله بر رخ لاله	المدام المدام یا احباب
میوزد در چمن نسیم بهشت	پس بنوشید دایما می ناب
گلستان ز آب زندگی جوئی	می نوشین بخور ببانگ رباب
در میخانه بسته اند دگر	افتح یا مفتح الابواب
تخت زرین زدست گل بچمن	راح چون لعل آتشین دریاب
در چنین موسمی عجب باشد	گه ببندند میکده بشتاب
حافظا می بنوش رندانه	فاتقوا الله یا اولی الالباب

غزل سعدی شیرازی

جانا ز اشتیاق تو جان آمدم بلب	در باب سائلی که نشستت از پی طلب
تا جان بود بتن ندهم دامنت ز کف	وصل تو در زمانه متاعی ست منتخب
گه در خیال عارض و گه در خیال زلف	از کثرت خیال بود روز من چو شب

رفتی و آمد از پی تو صد هزار دل | حیرت فزود بر من ازین عشق بو العجب

کین سحر سامریست و یا معجز کلیم | صیاد پیش میرود و صیدش از عقب

دیدم بزیر زلف تو من گوشوارهٔ | در سطح نیمروز چه پروین به نیم شب

هندو کشیده تیغ بملک فرنگ و روم | تسخیر کردهٔ همهٔ مصر تا حلب

ایلچی خیال‌ها همچو سر زلف تو مدام | از حرف راست آنچه تو هی باز گو سبب

شعر سعید زهره برقص آورد بچرخ | گر باربد بصورت کشد نغمهٔ طرب

ردیف تا

غزل جامی

باز هوای چمنم آرزوست | جلوهٔ سرو و سمنم آرزوست

نکهت گل را چه کنم ای نسیم | بوی ازان پیرهنم آرزوست

از دُر دندان تو ای نازنین | همچو عقیق یمنم آرزوست

گرمی هندم دل و جانم بسوخت | جنت کابل وطنم آرزوست

شیشهٔ بر دست شب ماهتاب | در بغلم گلبدنم آرزوست

توبه ز می کردم و آمد بهار | ساقی توبه شکنم آرزوست

باز مگر جامی ازان لب سخن | کین سخن ازان دهنم آرزوست

غزل یغما

دل که افتادهٔ آن زلف بخم دان ز من است | بر نیاید اگر این چاه و اگر آن رسن است

من و از دایره خط تو امید خلاص — چون نکو مینگرم قصه مور و لگن ست
جز کوتاه که کنم از خم گیسوی تو گشم — باده از خون دل خویش و شست و دانست
گفتی آن توبه چون سنگ تو چون شد بشکست — چکنم ساغر من شیشه خارا شکن ست
من کنم سینه او سنگ اگر انصاف دهی — در میان مرحله فرق من و کوه کن ست
خون من ریز و میندیش ز دیوان حساب — آنچه در هیچ حسابی نبود خون من ست
ذکر می خوردن یغما نه همین شحنه شنید — داستانیست که افسانه هر انجمن ست

ایضاً

ما خراب غم و خمخانه ز می آباد ست — زاهد از باده سخن گوی نصیحت باد ست
خیز از شعله آتش نمرود افروز — خاصه اکنون که گلستان ارم شداد ست
سبک بار خم از میکده در شهر افتاد — وای هر خانه به هر جز که پی بنیاد ست
بجز از ناکسی ات شد محترم از حرمت می — زادگان را همه فخر و شرف از اجداد ست
گوش اگر گوش تو و ناله اگر ناله ماست — آنکه البته بجائی نرسد فریاد ست
گفتمش خسرو شیرین که دل بنمود — تا که در عهد من این کوه کن فرهاد ست
گفت نیست گرفتار مرا آزار وی — زانکه هر کس که گرفتار تو شد آزاد ست
محتشم زاهد شناسای نرخ و رب لطف — دیدن روز و شب اعمی ما در زاد ست
هر که یغما شنود ناله کرحم کو بد — آهن سرد چه کوبی دلش از پولاد ست

غزل سعدی

این باد روح پرور از آن کوی دلبر است　　وین آب زندگانی از آن حوض کوثر است

ای باد بوستان مگرت نافه در میان　　وی مرغ آشنا مگرت نامه در بر است

بوی بهشت میگذرد یا نسیم دوست　　یا کاروان صبح که گیتی منور است

این قاصد از کدام زمین است مشکبوی　　وین نامه در چه داشت که عنوان معطر است

در راه باد عود بر آتش نهاده ئی　　یا خود در آن زمین که توئی خاک عنبر است

بازآ و حلقه بر در رندان شوق زن　　کاصحاب را دو دیده چو مسمار بر در است

بازآ که در فراق تو چشم امیدوار　　چون گوش روزه دار بر الله اکبر است

دانی چگونه میگذرانیم روزگار　　روزی که بی تو میگذرد روز محشر است

گفتیم عشق را بصبوری دوا کنیم　　هر روز عشق بیشتر و صبر کمتر است

صورت ز چشم غایب و اخلاق در نظر　　دیدار در حجاب و معانی برابر است

همچون درخت بادیه سعدی به برق شوق　　سوزان و میوه سخنش همچنان تر است

غزل حافظ

بجان خواجه و حق قدیم و عهد درست　　که مونس دم صبحم دعای دولت تست

سرشک من که ز طوفان نوح دست ببرد　　ز لوح سینه نیارست نقش مهر تو شست

بکن معامله‌ای وین دل شکسته بخر　　که با شکستگی ارزد بصد هزار درست

شدم ز عشق تو شیدای کوه و دشت صبور　　نمیکنی به ترحم نطاق سلسله سست

ملامتم بخرابی مکن که مرشد عشق　　حوالتم بخرابات کرد روز نخست

ولا طمع مبر از لطف بی‌نهایت حسن [illegible]   چه لاف عشق زدی سر بباز چابک و چست
زبان مور بر آصف دراز گشت و روا [illegible]   که خواجه خاتم جم یاد کرد و باز نجست
هزار بار اگر عاشقی نگاری را   بیازموده ولش سخت بود و پیمان سست
برنج حافظ و از دلبران وفا کم جوی   گناه باغ چه باشد چه این گیاه نرست

ردیف ثا

غزل حافظ

درد ما را نیست درمان الغیاث   هجر ما را نیست پایان الغیاث
دین و دل بردند و قصد جان کنند   الغیاث از جور خوبان الغیاث
در بهای بوسهٔ جانی طلب   می کنند این دلستانان الغیاث
داد مسکینان بده ای روز وصل   از شب یلدای هجران الغیاث
خون ما خوردند این کافردلان   ای مسلمانان چه درمان الغیاث
هر زمانم درد دیگر می رسد   زین حریفان بر دل و جان الغیاث
همچو حافظ روز و شب بی خویشتن   گشته ام سوزان و گریان الغیاث

ردیف جیم

غزل محمود

جمالت را هزاران صاحب تاج   بیک دیدن بجان گشتند محتاج
چنان از هجر تو ما را ساخت بی باج   که در ماند به پیش باز دراج

چو جام بزم عشقت یافت عاشق	شده او را مکان بر چرخ معراج
جهان شد تیره بر من چون تهفتق	ز من آن صاعد صافی تر از عاج
جگر خون کرد زلف مشک چین را	گرفت از قند مصری شکرت باج
جدا از آفتاب عارض تو	سیه شد روز بر من چون شب داج
جمال خود ایاز از وی نهان کرد	کجا می بیندش محمود الکاج

ردیف جیم

غزل اصغی

بگذران عمر و میکده در خاطر هیچ	سالها مطرب و جام ساخته و آخر هیچ
ای که جهان می مست شدی غیر شراب	خاطر میطلبی نیست مرا خاطر هیچ
گفت و گوی در میخانه نه لبسی ست ولی	مصلحت کاست درین ملک کجا هر هیچ
پیش من از همه حرفی سخن جام به است	سحر پرداخته باشد سخن ساحر هیچ
میخور امروز بفردا غم فردا بگذار	غم فردای قیامت بخور و کافر هیچ
کرد بیرون ز زمین صد خم می باده فروش	نیست در روی زمین بزمی و افسر هیچ
اصغر از اینچه ز غوغای خرابات مباش	از تو باید در آنجا نشود صادر هیچ

ردیف حا

غزل محمود

حرام باد بجز یار گلعذار قدح	فدای بوسه لعل لبش کنم هزار قدح

حبیب من چه شود ساقی و قدح گیرد — روان بچرخ درآید هزار بار قدح

حکایت جم و جام گذشته دارم یاد — میان خلق از آن دارد اعتبار قدح

حلال نیست می لعل بی لب ساقی — بود حرام که نوشند خوشگوار قدح

حسود از حسد آن دل بجوش آمد — چرا ز باده بدستم دهد نگار قدح

حدیث توبه و تقوی مپرس از محمود — گه او گزیده مرا کرد اختیار قدح

غزل حافظ

اگر بمذهب تو خون عاشق است مباح — صلاح ما همه آنست کان ترا است صلاح

سواد زلف تو تفسیر جاء فی الظلمات — بیاض روی تو بینات فالق الاصباح

ز دیده ام شده صد چشمه در کنار روان — که خود شنا کند و در میان آن ملاح

لب چو آب حیات تو هست قوت روح — وجود خاکی ما را از وست قوت روح

ز چنگ زلف کمندت کسی نیافت خلاص — نه از کمانچه ابرو و تیر غمزه نجاح

پیاله خون دل خویشتن بحل کردم — اگر بمذهب تو خون عاشق است مباح

نداد لعل لبش بوسه بصد تلبیس — نیافت کام دل من از و بصد الحاح

صلاح توبه و تقوی ز ما مجو واعظ — ز رند و عاشق و مجنون کسی نیافت صلاح

پیاله چیست که با یاد تو کشیم مدام — و نحن نشرب شربا کذالک الاقداح

دعای جان تو ورد زبان حافظ باد — مدام تا بعد گردش مساء و صباح

ردیف خا

غزل محمود

خبر از حال ما نگرفت آن شوخ	چو او دیگر ندیدم در جهان شوخ
خرابی کرد در هر گوشه چشمش	نباشد کس شبیه دلبر از آن شوخ
خدارا چند خواهی کرد شوخی	نباید بود زینسان جاودان شوخ
خروشش از دست او واوید پیران	کسی کم دید مثل او جوان شوخ
خرد حیران آن شوخ است کامد	بعاشق آشکارا و نهان شوخ
خراب از عشق او شد زانکه محمود	ایاز اوست لیکن نامهربان شوخ

ردیف دال

غزل حافظ

غلام نرگس مست تو تاجدارانند	خراب باده لعل تو هوشیارانند
ترا صبا و مرا آب دیده شد غماز	وگرنه عاشق و معشوق رازدارانند
ز زیر زلف دوتا چون گذر کنی بنگر	که از یمین و یسارت چه بیقرارانند
گذر کنا چو صبا بر بنفشه زار ببین	که از تطاول زلفت چه سوگوارانند
رقیب درگذر و بیش ازین مکن نخوت	که ساکنان در دوست خاکسارانند
نصیب ماست بهشت ای خداشناس برو	که مستحق کرامت گناهکارانند
نه من بر آن گل عارض غزل سرایم و بس	که عندلیب تو از هر طرف هزارانند
تو دستگیر شو ای خضر پی خجسته که من	پیاده میروم و همرهان سوارانند

برو به میکده و چهره ارغوانی کن / مرو به صومعه کآنجا سیاه کارانند
خلاص حافظ از آن زلف تابدار مباد / که بستگان کمند تو رستگارانند

غزل عرفی

از پنجه من چاک گریبان گله دارد / وز گریه من گوشه دامان گله دارد
گه بت شکنم گاه به مسجد زنم آتش / از مذهب من گبر و مسلمان گله دارد
از بس که به زندان غمت دیر بماندم / زنجیر به تنگ آمد و زندان گله دارد
دامان نگه تنگ و گل حسن تو بسیار / گلچین بهار تو ز دامان گله دارد
در بزم وصال تو به هنگام تماشا / نظاره ز جنبیدن مژگان گله دارد
گه گریه و گه خنده و گه آه جگرسوز / ای عرفی از وضع تو جانان گله دارد

غزل حافظ

حسب حالی ننوشتی و شد ایامی چند / محرمی کو که فرستم به تو پیغامی چند
ما بدان مقصد عالی نتوانیم رسید / هان مگر لطف شما پیش نهد گامی چند
چون می از خم به سبو رفت و گل افکند نقاب / فرصت عیش نگه دار و بزن جامی چند
قند آمیخته با گل نه علاج دل ماست / بوسه‌ای چند برآمیز به دشنامی چند
ای گدایان خرابات خدا یار شماست / چشم انعام مدارید ز انعامی چند
زاهد از کوچه رندان به سلامت بگذر / تا خرابت نکند صحبت بدنامی چند
عیب می جمله بگفتی هنرش نیز بگو / نفی حکمت مکن از بهر دل عامی چند

پیر میخانه چه خوش گفت بدردی کش خویش
که مگو حال دل سوخته با خامی چند

حافظ از تاب رخ مهر فروغ تو بسوخت
کامکارا نظری کن سوی ناکامی چند

غزل محمود

امروز دیگرم ز فراق تو شام شد
تا دیدن جمال تو عمرم تمام شد

آمد نماز شام و نیامد نگار من
آید بدیده خون ببارک خواب حرام شد

بستم بسی خیال که بینم جمال دوست
آنهم نشد میسر و سودای خام شد

خال تو دانه دانه و زلف تو دام دام
مرغی که دانه دید گرفتار دام شد

محمود غزنوی که هزاران غلام داشت
عشقش چنان گرفت که غلام غلام شد

غزل یغما

گفتم آن چشم مژه گفت که بیمارانند
آن دو و این خیل سیه خانه پرستارانند

شب قدرست و در میکده رحمت باز
خنک آن قوم که در مسجد میخوارانند

هر کلاه حرم ایمن نیم ای کعبه حسن
زین دو هندو که به اطراف تو طرارانند

گردن طوع من و طوق خم زلف بتان
سگ این سلسله ام گرچه جفاکارانند

گر بکوشم بزم مستی حشر کنا و
ایزدم در صف آن قوم که هشیارانند

بجکش باجر از عالم آزادی نیست
گر گرامان که به بند تو گرفتارانند

وزدو اگر خرقه زاهد ببرد مغبون نیست
حرفه با دوست که آسوده سبکبارانند

بجنون خلق بتکلیف بجوری است یار
گر تو ضحاکی و زلفین سیه مارانند

مردم صومعه را نیک ... شناسم بعیار
کافرم من اگر این طایفه دین دارند

غزل حافظ

نه هر که چهره برافروخت دلبری داند
نه هر که آینه سازد سکندری داند

نه هر که طرف کله کج نهاد و تند نشست
کلاه‌داری و آئین سروری داند

وفا و عهد نکو باشد ار بیاموزی
وگرنه هر که تو بینی ستمگری داند

هزار نکتهٔ بینش ز حال توست مرا
که قدر گوهر یکدانه جوهری داند

بباختم دل دیوانه و ندانستم
که آدمی بچه شیوهٔ پری داند

تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن
که خواجه خود روش بنده پروری داند

بقد و چهره هر آنکس که شاه خوبان شد
جهان بگیرد اگر دادگستری داند

غلام همت آن رند عافیت سوزم
که در گدا صفتی کیمیاگری داند

هزار نکتهٔ باریکتر ز مو اینجاست
نه هر که سر بتراشد قلندری داند

ز نظم دلکش حافظ کسی شود آگاه
که لطف طبع و سخن گفتن دری داند

غزل میرزا کوچک وصال شیرازی

مگر چون من هوای آن مه نامهربان دارد
که امشب نی بهر بندی جدا بانگ و فغان دارد

زکوته‌تا همی بال و پر دیدم جلوهٔ برقی
خوشا مرغی که بر شاخ بلندی آشیان دارد

ننالد بلبل از یکباغبان با صد هزاران گل
دو داد از من بیک گل دارم صد باغبان دارد

ننالم زانکه در رسم ره برد گلچین بگلبن اش
وگرنه هر گل از بلبل صد داستان دارد

همین فرق است با رخسارهٔ گلستان را
که آن پیوسته شادابست بی از بی خزان دارد

مگر دانسته پیچا وعدهٔ فردای زاهد را
کسی کامروز جا بر در پیر مغان دارد

نوای نی بگوشش آنکه دارد نو سفر یاری
خوش است اما نه آهنگ درای کاروان دارد

وصال امشب وگر شکر فشانی میکند گویا
ز وصف آن لب شیرین حدیثی بر زبان دارد

غزل نشاط

عمر بگذشت و نماندست جز ایامی چند
به که با یاد کسی صبح شود شامی چند

بحقیقت نبود در همه عالم جز عشق
زاهد و رندی و غم و شادی ازو نامی چند

زحمت بادیه حاجت نبود در ره دوست
خواجه بر خیز و برون آی ز خود گامی چند

طبع خاکی بنه و چالاک برافلاک انداز
مرغ گر بام برآید چه بود بامی چند

شیخ را باک گر از طعنهٔ خاصان نبود
بین چه باکم بود از سرزنش عامی چند

خم زلفت به بنا گوش سر افکنده بماند
گر دل بخت زده بود وشش نبود دامی چند

آتشی بر سر کوی تو برافروخت نشاط
وز جگر دود ولی از شعلهٔ او خامی چند

ایضاً

طاعت از دوست نیاید گنهی باید کرد
در دل دوست بهر حیله رهی باید کرد

منظر دیده قدمگاه گدایان شده است
کاخ دل در خور اورنگ شهی باید کرد

شمع عشق و سر این نفس مقنع بجرد
زین پس خدمت صاحب کلهی باید کرد

روشنان فلکی را اثری در ما نیست
حذر از گردش چشم سیهی باید کرد

شب که خورشید جهان تاب نهان از نظر است — قطع این مرحله با نور مهی باید کرد
خوش همی میروی ای قافله سالار براه — گذری جانب گم کرده رهی باید کرد
نه همین صف زده مژگان سیه باید داشت — کشور خصم تبه از سپهی باید کرد
گر مجاور نتوان بود به میخانه نشاط — سجده از دور بدرگه صبح گهی باید کرد

ردیف دال

محمود

ذکر تو هست بسی بر زبان لذیذ — آری که هست طعم شکر در دهان لذیذ
واکر چو من کجاست ترا در جهان دگر — زانرو که هست ذکر نوای دلستان لذیذ
ذو المنن و منت تو هیکشم بجان — عشاق راست منت شیرین زبان لذیذ
ذره صفت ز مهر تو هستم در اضطراب — چون هست مهر شاه به نامهربان لذیذ
وین عظیم پیش لبت هست وصف قند — زانکه ز طعم قند لب گلرخان لذیذ
ذباب آیا ز راه ده محمود دست شوق — چون آمده گرفتن ذباب بتان لذیذ

ردیف را

غزل حافظ

یوسف گم گشته باز آید بکنعان غم مخور — کلبه احزان شود روزی گلستان غم مخور
ای دل غمدیده حالت به شود دل بد مکن — وین سر شوریده باز آید بسامان غم مخور
گر بهار عمر باشد باز بر تخت چمن — چتر گل در سر کشی ای مرغ خوشخوان غم مخور
دور گردون گر دو روزی بر مراد ما نگشت — دایما یکسان نباشد حال دوران غم مخور

ای دل از سیل فنا بنیاد هستی بر کَنَد — چون ترا نوح است کشتیبان ز طوفان غم مخور
هان مشو نومید چون واقف نه‌ای از سرّ غیب — باشد اندر پرده بازیهای پنهان غم مخور
حال ما در فرقت جانان و ابرام رقیب — جمله میداند خدای حال گردان غم مخور
حافظا در کنج فقر و خلوت شبهای تار — تا بود وردت دعا و درس قرآن غم مخور

ردیف زا

غزل یغما

خم حسن تو جای زده بر خرگه ناز — حرم بصد واسطه آنجا نرسد عرض نیاز
سفر کعبه کنم تا به خرابات رسد — زانکه سالک بحقیقت رسد از راه مجاز
سبب بر گردن محمود نهم گر بنهد — نام قمراک غلامان تو با زلف ایاز
ختم کردم سفر زلف بتان تا چه رسد — شب تاریک و محل خطره راه دراز
بری ای صعوهٔ دل تا که بالت بستم — بکمند حرم مرغ حرم آید باز
آخر از زلف و زنخدان بتن افتادم — از فرازی به نشیبی بد بدست فراز
بر سر پیش لبش آن خال سیه دید بکف — عاقبت وحش و دهی بلکه شد سنگ حجاز
دل یغما زبد از چنبر زلف تو اگر — رستن صعوه ببین شو و از چنگل باز

ردیف سین

کلیم

نهال عشق که برگش غم است و بار افسوس — اگر ز گریه نشد سبز صد هزار افسوس
نیامدی و سیاهی ز داغها افتاد — سفید شد سر ره چشم انتظار افسوس

ردیف شین

نعمت الله

افروخته شمع رخ و بر گل زده آتش	اندر دل پروانه بلبل زده آتش
تا پرتو لعات لبش افتاد بر آب	هم خانه بجوش آمد و در مان زده آتش
سوز دل صوفی بود از ناله مطرب	مستانه تر نغمه قلقل زده آتش
تا بستر درویش ز خاکستر گرم است	بر مسند جمشید و بجمن زده آتش
سر تا قدم از کرم ولی شعله شوقم	در نور ع و جم به تنزل زده آتش
از یک نگه گرم تو چون برق گرفتم	اندر نظر فکر و تامل زده آتش

ردیف صاد

حافظ

از رقیب دلم نیافت خلاص	زانکه القاص لا یحب القاص
محتسب خم شکست و من سر او	سن بالسن والجروح قصاص
لولو از بحر کی برون آرد	ترک سر تا نمیکند غواص
هیچ عیبی است جام می مدام	مرده را زنده میکند بخواص
مطرب من ربابی بزدم بچرخ	فتنه می هیچو زهره شد رقاص
خلعت از عشق جوی نی از عقل	تا که خالص شوی چو زر خلاص
حافظ دل ز مصحف رخ دوست	خوانده الحمد و سوره اخلاص

ردیف ضاد

حافظ

بیا که می شنوم بوی جان از آن عارض	که یافتیم دل خود را نشان از آن عارض

معانی ... زحوران بشرح میگویند	زحسن لطف تو ویک بیان ازان عارض
بمانده پای نگار سرو را ازان قامت	خجل شده گل گلستان ازان عارض
بشرم رفت تن یاسمین ازان اندام	بخون نشست دل ارغوان ازان عارض
گرفته نافه چین بوی جان ازان گیسو	گلاب یافته بوی حیا ازان عارض
زمهر روی تو خورشید گشت غرق عرق	نزار مانده مه آسمان ازان عارض
ز نظم دلکش حافظ چکید آب حیات	حیا نموده چکان میشود ازان عارض

ردیف طا

گرد عذار یار من تا بنوشت دور خط	حافظ	ماه ز حسن روی او رست فتاده در غلط
از پی بوسه لبش سمه آن ز آب حیات جو سرشت		گشته روان ز دیده ام چشمه آب همچو شط
گر بغلامی خودم شاه قبول میکند		تا بمبارک و ما بنده به بندگیش خط
گه بهوای جبهه‌اش گرد مثال جان و دل		گاه بیاب میکشم آتش عشق همچو بط
روی گشاده ای پری چون بچمن درآمدی		شد رخ تو چو زعفران مشک گلت شد سقط
خال سیاه او بران عارض سیم رنگ یافت		راست بمشک ماند آن بر رخ ماه یک نقط
آب حیات حافظا گشته خجل ز نظم تو		از هوای عشق او شعر نگفت زین نمط

ردیف ظا

حافظ

ز چشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ	مرا که گرد جمله بگوئی بجای ما حافظ

بیا که نوبت صلح است و آشتی و وفا — چو نیست با تو مرا جنگ و ماجرا حافظ

اگرچه خون دلت خورد لعل من لبنان — بجان و دل ز لبم بوسه خونبها حافظ

چه ذوق یافت دل من که گفته‌ای از لطف — مراست تحفهٔ جان‌بخش دلربا حافظ

تو از کجا و امید وصال تو به کجا — بدامنش نه رسد دست هر گدا حافظ

بزلف و قد بتان دل مبند دیگر باز — اگر بجستی از آن بند و زان بلا حافظ

بیا بخوان غزل خوب تازه و شیرین — که شعر تست فرح‌بخش و غم‌زدا حافظ

ردیف عین

محمود

عیب باشد گر فروزم پیش روی یار شمع — زانکه گردد بی‌فروغ از شرم آن رخسار شمع

عاشق بیدل چو سازد شمع روشن شام هجر — میکند بر حال زارش گریه‌های زار شمع

عندلیب از عشق تو جان میدهد پروانه هم — زار می‌سوزد چو افروزد رخ گلنار شمع

عیش ازین خوشتر کجا باشد و زین ایام عید — گردد از مهر رخ او مطلع انوار شمع

عیدگاه محمود می نوشید از دست ایاز — چون برافروزد ز هر سو لاله در گلزار شمع

ردیف غین

سحر ببوی گلستان همی شدم در باغ — که تا چو بلبل بیدل کنم علاج دماغ

بچهرهٔ گل سوری نگاه میکردم — که بود در شب تیره بروشنی چو چراغ

چنان بحسن جوانی خویشتن مغرور — که داشت از دل بلبل هزار گونه فراغ

گشاده نرگس رعنا ز حسرت آب از چشم — نهاده لالهٔ حمرا بجان و دل صد داغ

گهی چو باده پرستان صراحی اندر دست
گهی چو ساقی مستان بکف گرفته ایاغ

زبان کشیده چو تیغی بسرزنش سوزن
دهان گشاده شقایق چو مردم ایغاغ

نشاط عیش و جوانی چو گل غنیمت دان
که حافظا نبود بر رسول غیر بلاغ

ردیف فا

مخمور

فرخ آن لحظه که ساقی بدهد بادهٔ صاف
من دل شده دارم بغم هجر مصاف

فرصت عیش نگهدار و بده جام از کف
که بجز بادهٔ گلگون نبود وجه کفاف

فایض النور چه خورشید رخ خوبانست
دعوی حسن اگر ماه زند باشد لاف

فال از مصحف روی تو بر آنکس که گرفت
هست بر وجه حسن شیوهٔ او بیت خلاف

فرق در صومعه و دیر مغان نیست شیخ
گر چه مخمور سوی دیر رود دار معاف

ردیف قاف

غزل حافظ

کسی مباد چو من خسته مبتلای فراق
که عمر من همه بگذشت در بلای فراق

غریب و عاشق و بیدل فقیر و سرگردان
کشیده محنت اندوه و داغهای فراق

کجا روم چکنم حال دل کرا گویم
که داد من بستاند و هد جزای فراق

اگر بدست من افتد فراق را بکشم
باب دیده دهم باز خون بهای فراق

فراق را بفراق تو مبتلا سازم
چنانکه خون چکانم ز دیده های فراق

من از کجا و فراق از کجا و غم ز کجا
که تشنه باز ز دست زمانه پای فراق

از این سبب من و حافظ ز بیدلی شب و روز
چو بلبل سحری میزنم نوای فراق

ردیف لام

سعدی

چشم بدت دور ای بدیع شمایل — ماه من و شمع بزم جمع قبایل

جلوه کنان میروی و باز می آیی — سرو ندیدم بدین صفت شمایل

هر صفتی را دلیل معرفتی هست — روی تو بر قدرت خداست دلایل

پرده چه باشد میان عاشق و معشوق — صد سکندر نه مانع ست و نه حایل

گو همه شهرم نظر کنند و ببینند — دست در آغوش یار کرده حمایل

گر تو برانی کسم شفیع نباشد — رو بتو دارم دگر بهیچ شمایل

با که نگوییم حکایت غم عشقت — وین همه گفتیم و دل نگشت مایل

نام تو میرفت و عاشقان بشنیدند — هر دو برقص آمدند سامع و قایل

سعدی ازین پس نه عاقلست نه هشیار — عشق بچربید بر فنون فضایل

ردیف میم

غزل سعدی

ما دگر کس نگرفتیم بجای تو ندیم — الله الله تو فراموش مکن عهد قدیم

هر یک از دایرهٔ جمع بجای رفتند — ما بماندیم خیال تو بیکجای مقیم

باغبان گر نگشاید در رویش بباغ — آخر از باغ بیاید بدر بویش نسیم

گر نسیم سحر از زلف تو بویی آرد — جان فشانیم بسوغات نسیم تو نسیم

بوی محبوب که بر خاک احبا گذرد — نه عجب باشد اگر زنده کند عظم رمیم

ای بحسن تو چشم فلک نادیده — ای بمثل تو ولد مادر ایام عقیم

حال درویش چنان است که خال تو سیاه
چشم درویش چنان است که چشم تو سقیم

چشم جادوی تو بی‌واسطه کحل کحیل
طاق ابروی تو بی‌واسطهٔ وسمه و سیم

ای که دل داری اگر جان منت می‌ماند
چاره‌ای نیست درین مسئله الا تسلیم

عشق بازی نه طریق حکما بود ولی
چشم پرکار تو دل میبرد از دست حکیم

سعدیا عشق نیامیزد و عفت با هم
پیش تسبیح ملایک نرود دیو رجیم

ایضاً

امشب آن نیست که در خواب رود چشم ندیم
خواب در روضهٔ رضوان نکنند اهل نعیم

خاک را زنده کند تربیت باد بهار
سنگ باشد که دلش زنده نگردد به نسیم

بوی پیراهن گم کردهٔ خود می‌شنوم
گر بگویم همه گویند ضلالیست قدیم

عاشق آن گوش ندارد که نصیحت شنود
درد ما نیک نباشد به مداوای حکیم

توبه گویند از اندیشهٔ معشوق بکن
هرگز این توبه نباشد که گناهیست عظیم

ای رفیقان سفر دست بدارید از من
که بخواهیم نشستن بدر دوست مقیم

ای برادر غم عشق آتش نمرود بنگار
بر من این شعله چنان است که بر ابراهیم

مرده از خاک لحد رقص کنان برخیزد
گر تو بالای عظامش گذری وهی رمیم

طمع وصل همی دارم از اندیشهٔ هجر
وگر از بر تو جدائی نه امید است و نه بیم

عجب از کشته نباشد بدر خیمهٔ دوست
عجب از زنده که چون جان بدر آورد سلیم

سعدیا عشق نیامیزد و عفت با هم
هیچ تسبیح ملایک نرود و دیو رجیم

ردیف نون

طاق محراب دعا یا خود خم ابروست این	قبلهٔ حاجات عالم یا رخ نیکوست این
یا قیامت یا بلا یا فتنهٔ آشوب شهر	یا نهال باغ جان یا قامت دلجوست این
پرتو نور تجلّی یا شعاع اقدس است	خندهٔ صبح قیامت یا فروغ روست این
کافر و مومن گداز ظالم و مظلوم کش	ساحر سحرآفرین یا نرگس جادوست این
حلقهٔ فتراک چشمش دام چین دلفریب	یا کمند عنبرین یا پیچش جادوست این
نسخهٔ خواب پریشان رشتهٔ عمر مسیح	صبر باصوال ایلی یا کاکل خوشبوست این

ردیف واو

مطرب خوش نوا بگو تازه بتازه نو بنو	بادهٔ دلگشا بجو تازه بتازه نو بنو
با صنمی چو لعبتی خوش بنشین بخلوتی	بوسه ستان بکام از او تازه بتازه نو بنو
بر ز حیات کی خوری ار نه مدام می خوری	باده بخور بیاد او تازه بتازه نو بنو
ساقی سیم ساق من مست مدام بیار پیش	زود ده پر کنم سبو تازه بتازه نو بنو
شاهد دلربای من میکند از برای من	نقش و نگار و رنگ و بو تازه بتازه نو بنو
باد صبا چو بگذری بر سر کوی آن پری	قصهٔ حافظش بگو تازه بتازه نو بنو

غزل شمس الدین تبریزی

مالک الملک لا شریک له	وحده لا اله الا هو
عاشقان جان و دل نثار کنند	بررو لا اله الا هو

مصطفی

این نیست که تقریر کند حال گدا را | در حضرت شاهی
کز غلغل بلبل چه خبر باد صبا را | جز ناله و آهی
هر چند نیم لایق درگاه سلاطین | نومید نیم نیز
شاهان چه عجب گر بنوازند گدا را | گاهی به نگاهی
بر خرمن گل مار سیه خفته کدامست | یعنی که دو زلفش
حیفست که محجوب بود ترک خطا را | هندوی سیاهی
تا چاه زنخدان تو شد مسکن لبها | ای یوسف ثانی
صد یوسف گم گشته فزونست شمارا | در هر تک چاهی
اندام تو در بند قبا شرط نباشد | الا که بدوزند
از لاله سیراب بقد تو قبائی | در غنچه کلاهی
بر شعر من و حسن تو گر بینه خواهند | از این حسامت
بر معجز عیسی نه بود دست قضا را | حاجت بگواهی

مستزاد کمال

ای ریخته سودای تو خون دل ما را | بی هیچ گناهی
در باب دل کشته شمشیر جفا را | باری به نگاهی
باد سحر از روضه رضوان خبر آورد | امروز بگلزار
ای سرو روان هست مگر باد صبا را | در کوی تو راهی

کس نیست بر بوی گلستان وصالت
چون لاله ز غم چاک زده جیب قبا را
بیهات که در دور قمر رنگ بر آورد
آندم که بر آرم ز دل سوخته یا را
زنجیر سر زلف ترا با همه خوبی
هرگز نکند نسبت مشک خطا را
از حال پریشان کمالت خبری نیست
کس نیست که تقریر کند حال گدا را

در باغ طرب بیعت
افکند کلاهی
آئینه خورشید
زین واقعه آهی
سنبل نتوان گفت
نسبت بگیاهی
ای دوست چه تدبیر
در حضرت شاهی

مخمس صاحب

دی چون شدم بکعبه دیر از برای تو
زنار و سبحه رست دعای ثنای تو
بودند شیخ و برهمن اندر دعای تو
عالم پرست از تو خالیست جای تو

در سبحه پرده نیست که بنو و نوای تو

سلطان لایزالی و معبود لم یزل
ای آفریدگار سپهر و مه و زحل
تو قدیم قادر و قیوم از ازل
هر غنچه راز حمد تو جزویست در بغل

هر خار میکند زبانی ثنای تو

پیغمبران که راه نمای در تو اند
ای مهتران که خلق همه کمتری تو اند
ایشان بلند مرتبه زافسر تو اند
هر چند کابینات گدای در تو اند

یک او دیده نیست که واند سرای تو

از فتنه‌های انجم و از جور روزگار — گشتم بسان شیشه ساعت پر از غبار
وقت است تا حقیقت خود سازم آشکار — یک مشت خاک من چه بود لایق نثار

هم از تو جان ستانم و سازم فدای تو

آنجا که جبرئیل سخن نارسا کند — ناصر چه سان ثنای تو شاها ادا کند
جانی که جان نثار رهت مصطفی کند — صاحب چه ذره ایست که جان را فدا کند

ای صد هزار جان مقدس فدای تو

مسدس

شاه ابر دگر باز آمد — مژده ای دل که نوبهار آمد
مونس جان بی قرار آمد — با همه امید وار آمد

مونس عیش پایدار آمد
آن دعاها همه بکار آمد

فضل حق کرد چاره کارم — وارهیده ز غم دل زارم
رونقی یافت روز بازارم — گشته روشن چو مه شب تارم

از می انبساط سرشارم
کان سهی سرو گلعذار آمد

گشته آن دل نواز دمسازم — مونس جان محرم رازم

شده عیش نشاط انبازم
علم خرمی برافرازم

سرور امن بتخت خود نازم
کان دلارام غمگسار آمد

یافت اعظم مراد دل ز خدا
غم دل شد بدل بعیش و صفا

بحق حسنی آل عبا
خانه تاریک بود یافت ضیا

از پی دردمند بیمار خود
کان طبیب دل فکار آمد
قرص [illegible] بجهة مرض بیدوائی
عشق ترتیب داده اند

گلشن رخسار آنچه رهنما بد
بادام چشم سیاه آنچه بنظر آید
یاقوت لب دو دانه
غنچه دهان دو دانه
صندل غمزه انقدر که احتیاج باشد
ترنجبین بوسه انقدر که دل را نیز ند
ماء التفاح غبغب قدر [illegible]
حنظل دشنام انقدر که تلخ نزند

سنبل الطیب زلف آنچه بدست افتد
بنفشه خطا آنچه سر زند
مروارید ناسفته دندان
عمر بوی دهان چندانکه معطر سازد
نیلوفر لفافی اگر خواهد اندکی
شربت فواکه کرشمه آنچه در حوصله گنجد
باز پیغام آنچه ضرور باشد
حب الجبل خواب عنبر اگر باشد

مصطفی یافت در شب معراج	خلقتش لا اله الا الله
صوفیان گر بهشت می طلبند	ذکرشان لا اله الا الله
باغبان قدیم لم یزلی	صفتش لا اله الا الله
طوق لعنت افکند بر ابلیس	چنبرش لا اله الا الله
مؤمنان را نعیم شد روزی	برگتش لا اله الا الله
خوش درختی است در میان جهان	میوه اش لا اله الا الله
شمس تبریز گر خدا طلبی	خوش بخوان لا اله الا الله

ردیف ها

سعدی

ای ماه عالم سوز من از من چرا رنجیده	ای شمع شب افروز من از من چرا رنجیده
یکشب ترا مهمان کنم تا جان و دل قربان کنم	جای تو در چشمان کنم از من چرا رنجیده
ای جان من جانان من بر من نگر سلطان من	یک شب بیا مهمان من از من چرا رنجیده
من عاشق زار توام از جان وفادار توام	تا زنده یار توام از من چرا رنجیده
رنجیده رنجیده از من گناهی دیده	دایم گنه بخشیده از من چرا رنجیده
بنگر ز عشقت چون شدم سرگشته و مجنون شدم	چون لاله دل پرخون شدم از من چرا رنجیده
من عاشق دیوانه ام اندر جهان افسانه ام	تو شمع و من پروانه ام از من چرا رنجیده
گر من بمیرم در غمت خونم فتد در گردنت	فردا بگیرم دامنت از من چرا رنجیده
ای سرو خوش بالای من وی دلبر رعنای من	لعل لبت حلوای من از من چرا رنجیده

ردیف یا

سعدی

تو از هر در که باز آیی بدین خوبی و زیبایی — دری باشد که از رحمت به روی خلق بگشایی
ملامت‌گوی بیحاصل ترنج از دست نشناسد — در آن معرض که چون یوسف جمال از پرده بنمایی
به زیورها بیارایند وقتی خوبرویان را — تو سیمین‌تن چنان خوبی که زیورها بیارایی
چو بلبل روی گل بیند زبانش در حدیث آید — مرا در رویت از حیرت فرو بسته‌ست گویایی
تو با این حسن نتوانی که رو از خلق درپوشی — که همچو آفتاب از جام و حوران جله پیدایی
تو صاحب‌منصبی از حال مسکینان نیندیشی — تو خواب‌آلوده بر چشم بیداران نبخشایی
دعائی گر نمیگوئی بدشنامی عزیزم کن — که گر تلخ است شیرین است از آن لب هر چه فرمایی
گمان از تشنگی بردم که دریا تا کمر باشد — چو پایابم برفت از دست دانستم که دریایی
قیامت میکنی سعدی بدین شیرین‌سخن گفتن — مسلم نیست طوطی را در ایامت شکرخایی

ایضاً

تو هیچ عهد نبستی که عاقبت نشکستی — مرا بر آتش سوزان نشاندی و نشستی
بنای مهر نهادی که پایدار نباشد — مرا به بند ببستی خود از کمند بجستی
دلم شکستی و رفتی خلاف شرط مودت — به اختیار برو و اکنون که آبگینه شکستی
چراغ چون تو نباشد به هیچ خانه ولیکن — کس این سرای نبندد در ای بهشتی تو نقشی
کرم عذاب نمای بدرد و داغ جدائی — شکنجه تاب ندارم بریز خونم و رستی
بیا که ما سر هستی و کبر و رعونت — بزیر پای نهادیم و پای بر سر هستی

گرت بگوشهٔ چشمی نظر کنی با اسیران — دوای درد من اول که بیگناه بخستی

بر آن کسی که بهپند روا بود که بگوید — که من بهشت بدیدم براستی و درستی

گرت کسی به پرسند ملامتش نکنم من — تو هم در آیینه بنگر که خویشتن بپرستی

عجب مدار که سعدی بیاد دوست بنالد — که عشق موجب گریه است و خمر علت مستی

غزل وصال

خرم آنکو عشرت بگذراند روزگاری — با نگاری سرو قدی در کنار جویباری

شاهد شیرین دهانی لعبت خاطر فریبی — با نگاری سرو نکته سنجی بذله گوئی نیکیاری

هر دو با هم گاه و بیگه در طریق مهربانی — نه بدل از یکدگر باری نه بر خاطر غباری

صحبت هم هر دو را چون بزم افزوده جانی — گفتهٔ هم هر دو را در گوش جان چون گوشواری

خرم این از وصل آن یکچون گلستان از نسیمی — نه فکنده عمرشان از کینه در خرمن شراری

هر دل این یک راز آن و هر زبان آن با این یک — نه تمنای نهانی نه عتاب آشکاری

هرچه در دل داشتند هم گفته با هم هم شنیده — آن مر این را دلنوازی آن مر این را غمگساری

نه ز حرمان در بهار عیششان بیم خزانی — نه ز هجران در شراب وصلشان رنج خماری

اینچنین عیش و وصال آنرا میسر شد حبیبه — که مبادش شوکت شبلی و فر شهریاری

مستزاد روحی

هر لحظه بشکل آن بت عیار بر آمد — دل برد و نهان شد

هر دم بلباس دیگران یار بر آمد — که پیر و جوان شد

گه نوح شد و کرد جهانی بدعا غرق
گه گشت خلیل و ز درِ نار برآمد
یوسف شد و از مصر فرستاد قمیصی
در دیدهٔ یعقوب چو انوار برآمد
یونس شد و در بطن سمک رفت بدریا
موسی شده چو بندهٔ انوار برآمد
خود کوزه و خود کوزه گر و خود گل کوزه
خود بر سر آن کوزه خریدار برآمد
خود گشت می و ساغر و خود ساقی
خود وآن می و مست ببازار برآمد
نی نی که همین بود که میگفت انا الحق
منصور نه آن بود که بر دار برآمد
دین جمله همین بود که می آمد و میرفت
تا عاقبت آن شکل عرب وار برآمد
رومی سخنی کفر نگفته است و نه گوید
منکر مشو بد انکه بانکار برآمد

تمت [illegible]

خود رفت بک
آتش گلستان آزان
آن جلوه که عالم
تا دیده عیان شد
از بهر طهارت
بر طور روان شد
خود رند سبوکش
بشکست روان شد
خود بزم نشین شد
شور دل و جان شد
در صورت منصور
نادان بگمان شد
هر قرن که دیدی
دارای جهان شد
پس در همه عالم
فرد و جهان شد

بیاض کردن بقدر درازی	مشک میان تو مثقال
نسبهٔ سر بن عند و	فندق سر ده دانه
اطباشیر سینه قدری	مجموع را در کاون تحمل نموده و بدست

جبر نرم سائیده واز والای جوش قماش سینه صاف نمود و در آب چشم خوابانیده و در دیگ اشتیاق ریخته باتش شوق جوشانیده بکفچه طاقت گردانیده تا بقوام آید آنکه در حقه یاقوت دل نموده و پرده وستوری در آن پوشانیده بر رشته همت و خاتم مدت ممهور و مختوم ساخته بر صباح بر ناشتا پنهان از رقیب قدری تناول نماید غذا شوربای کبوتر بچه دل بناوک غمزه ذبح نموده باشند و در دانه اشک بر جگر و گل شوق و بار فراق طبخ نموده اندکی زعفران رخسار داخل کرده با قشره آب پستان بخورد و بجای آب خون دل خورده از صحبت رقیبان احتراز نماید و اگر علاج نشود علاج آن مردن است

غزل سعدی

ای بالا چون صنوبر وی رخت چون مه روی	زلف داری همچو عنبر لب چو نوش وی
آفتاب عاشقان و ماهتاب دلبران	قبلهٔ آزادگانی ای صنم با روح
در میان رخ اندر کشیده خ و ط	در دمندم خسته مندم تن گرفته و ب
ات و پ آمد نگار من مرا از عشق تو	دار وی درد م تو داری در میان ل ب
ه ش ل ب بنهاده باشی تا سحر	م می در پیش باشد لب نه باشد و ر

آن نگارا گر تو ما را یک شبی مهمان کنی	نقل خواهم از لبانت ای بت وحشی
شاعران بسیار گفته شعرها پر نمک	کس نگفته شعرها همچون س ع د ی

بحر طویل

دوش رفتم سوی بازار بدیدم خوب نگاری گیسو چو سیه مار زده حلقه بر رخسار خوشش چون رخ مه تابان ۞ مه ناف چو سیماب دو ابروی چو محراب پر از بوی عطر بوی بکرد موی نکو گوی دلم برده من مست و بجادوی را ناگهان سوی من آن دید بخندید و خورشید مرا گفت کجایی و چرا این تو جگر ریش نکو دارد دل خویش نهم مرهمی بر ریش کنم چاره شما را ۞ گفتم ای دلبر جانی بخدا جان جهانی تا ابد باد جوانی سر خوش باش زمانی گو راز نهانی چه کنی گوش ز سر هوش بگن بزم چو فردوس مرا گیر در آغوش شوم از خودی بیهوش شود عقل شما را ۞ آن پری چهره بصد مهر مرا برد بخانه بزم آراست شبانه همه خنگ چگانه شیشه زاروی کشاده بمن گشته داده دست بر دست نهاده چون شده چاک و ماعم ز میان رفت بجام از چو یا جامه کشیدم بر سر گنج رسیدم قفل و اشد بکلیدم تازگی یافته جانم بیش ازین قصه چه خوانم لذت یار وفادار

مثنوی جعفر زٹلی در فخریه

من آن رستمم وقت رو بتن تنم	پر از مشت خود بشکنم
کنم روزن اندر حبابی به بتر	برآرم دمارا ز سر موی پیره
کشم گردن پشه را از کمند	ترازو کنم ناوک اندر پرند
بپوشم اگر جوشن جنگ را	نه بیت دهم پشه لنگ را
بیک حمله بال مگس پر کنم	قطار و صد مور بر هم کنم

... جهات — فتد هیبت و خوف من در جهات

... ان دود را — شگافم بچنگال فالوده را

... رستم منم — نباشد بگرز گران شکنم

... م وقت نبرد — برآرم ببیک مست از پنبه گرد

... و ترد تلاش — کنم غرق انگشت در دال ماش

چپان چپکشم رشتهٔ خام را — بسازم خجل رستم سام را

من آنم اگر اسپ جولان کنم — چپل خانهٔ موش ویران کنم

جگر سازم از خنجر ابدار — بحلوا و جغرات در وقت کار

تهمتن منم کر کشم تیغ خشم — تراشم بیک ضرب یکمو ز پشم

نه آنم که بگریزم از گورخر — بکوزش کنم سینهٔ خود سپر

بنام و نشان جعفر دردمند — چو کوز خر آوازهٔ من بلند

رباعیات

رباعی

ترا بعالم عبرت اگر نظر بخشد — از آن به سنگ صدف گنج پر گهر بخشند

ز ابر رحمت دریا چه کم شود صاحب — بقطرهٔ من اگر تشنه جگر بخشند

رباعی

در دولت و بر پای سلطان ملوک — خاقان جم و کیهانش یکی شهر و بلد

کشتیم بهمت گله گوشهٔ فقر — بهمت تاج و تخت سلطان سلوک

فردیات

علاج درد سرم را اگر نمیدانید — مرا بریده بکرد دستر کم

روم از حسرت به پیمانه دلم را شاد کن	فرد	ایام
تا رفته شمار شب و روز میکنم	فرد	ایام عمر
سر تا بپا خطایم در راه آشنائی	فرد	این عذر
چون نویسم بتو از محنت هجران کاغذ	فرد	اول از دیده

این است تاریخ شهادت امام حسین رض

ای دو صد بر حسینا تیغ جفا کشیدند	تاریخ	روح الامین بگفتا قلب بشر دریدند
من چه گویم کربلا را واقعات		آه بیرون آمده از اسم ذات
گفت تاریخ شاه مسکینی	تاریخ	سر دین را بریده می بینی

تاریخ تولد و رحلت امام اعظم رحمة الله علیه

سال هشتاد بوحنیفه بزاد ش ش	در جهان داد علم فقه بداد
سال عمرش رسیده هشتاد	در صد و پنجه اش وفات افتاد

تاریخ تولد و رحلت امام شافعی رحمة الله علیه

امام فاضل و عالم محمد ادریس	که در فنون شریعت کسی نبود مثلش
ولادتش صد و پنجاه عمر پنجه و چار	وفات یافت ز هجره دو بیست و چار

تاریخ تولد و رحلت و سن شریف حضرت غوث الثقلین قدس الله سره

سنینش کامل و عاشق	وصالش ۵ معشوق الهی

بعون الملک الوهاب بروز چهارشنبه ۱ رجب المرجب در سنه ۱۲۶۶ منور شد